# کربلا کا اعداد و شمار

تالیف و تحقیق

سید اسد حسین نقوی البخاری

الھادی ریسرچ اکیڈمی و لائبریری

فتووالی سیداں (نارووال)

# مقتل نگاری

مقتل نگاری سے مراد کسی شخص، گروہ یا جماعت کے قتل ہونے کی تفصیلات اور جزئیات ذکر کرنا ہے۔ جس میں متعلقہ عنوان کے بارے میں منقولہ اخبار و روایات مذکور ہوتی ہیں۔ بزرگ تہرانی نے 60 کے قریب اس عنوان سے لکھی گئی کتابوں کی فہرست بیان کی ہے۔ ان میں سے اکثر حضرت امام حسینؑ سے متعلق ہیں۔

لغوی اعتبار سے مقتل قتل کے مادے سے مَفعل کے وزن پر اسم مکان ہے جس کا معنی قتل کی جگہ ہے۔ اصطلاحی لحاظ سے اسم مکان سے لیا گیا ہے اور یہ ایک طرح سے تاریخ نگاری کا ایک مخصوص حصہ ہے جو کسی شخص، جماعت یا گروہ کے قتل کی تفصیلات اور جزئیات کو بیان کرتا ہے۔

اس عنوان سے لکھی جانے والی کتب کی اگر تقسیم بندی کرنا چاہیں تو ایک تقسیم زمانے کے لحاظ سے کی جاسکتی ہے۔ ایک تقسیم اس لحاظ سے بھی قابل تصور ہے کہ اس عنوان سے لکھی گئی کتابوں کو مفقود یا موجود ہونے کے لحاظ سے تقسیم کریں جیسا کہ تراجم نگاری میں علماء کتابوں کے اسماء ذکر کرتے ہیں ان میں سے کئی ایسی کتابیں ہوتی ہیں جن کا تذکرہ صرف ذکر کی حد تک ہوتا ہے یا تصنیف ہوئیں لیکن زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ کتابیں ناپید ہوگئیں یا نامساعد حالات کی وجہ سے ہم تک نہ پہنچیں۔

اسی طرح اس عنوان کو مستقل اور غیر مستقل عنوان سے بھی بیان کیا جاتا ہے۔

مستقل سے مراد ایس کتاب جو مخصوص اسی عنوان سے لکھی گئی ہو اور غیر مستقل میں وہ کتابیں شامل ہیں جو کسی اور عنوان کے تحت لکھی گئیں لیکن اس میں ایک حصہ مقتل یا واقعہ کربلا کے حوالے سے ذکر ہوا جیسا کہ عام طور پر تاریخ نگاری میں ہوتا ہے یا مقتل کی اخبار و روایات پراگندہ طور پر ذکر ہوتی ہیں جیسے تراجم و رجال کے عنوان سے لکھی گئی کتاب میں اسماء کے ذیل میں مقتل کی روایات مذکور ہوتی ہیں۔ نیز اسے معتبر اور غیر معتبر مقتل کے لحاظ سے بھی تقسیم کیا جاتا ہے ۔ان تقسیمات کے باوجود قدیمی اور اصیل مصادر اور ماخذ زیادہ اہمیت کے حامل ہیں چاہیں وہ مستقل طور پر اس عنوان سے متعلق ہوں یا کسی دوسرے عناوین سے لکھے گئے ہوں۔

## مفقود مستقل مقتل

اس قسم میں وہ کتابیں شامل ہیں جنہیں مقتل امام حسین علیہ السلام کے عنوان سے تالیف کیا گیا۔اب ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔ان کا تذکرہ صرف تراجم یا فہرست نویسی کی کتب تک محدود ہے یا کتابیں خود موجود نہیں لیکن ان کی روایات مختلف کتب تاریخ وحدیث وغیرہ میں موجود ہیں۔جیسے مقتل ابی مخنف، یا مقتل ہشام بن سائب کلبی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

### مقتل الحسین

اصبغ ابن نباتہ مجاشعی حنظلی کوفی کا ہے۔یہ حضرت امام علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ان کا سن وفات ایک قول کی بنا پر 64ہجری قمری اور دوسرے قول کی بنا

پر پہلی صدی کے بعد ہوا۔(۱) قابل توجہ نقطہ یہ ہے کہ اسکی روایات اس صحابی سے بلا واسطہ منقول نہیں بلکہ قاسم بن اصبغ بن نباتہ کے توسط سے سبط ابن جوزی شیخ صدوق، ابوالفرج اصفہانی اور طبری نے نقل کی ہیں۔

## قتل الحسینؑ

ابومخنف لوط بن یحیی اُزدی غامدی۔ نجاشی نے اسے کوفے کے نامور مؤرخین میں سے لکھا ہے اور کہا: یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کرتا ہے۔(۲)۔

محمد بن عمر واقدی (م 207) نے الطبقات الکبریٰ، محمد بن جریر طبری (م 310) نے تاریخ طبری، ابن قتیبہ (م 322) نے الامامۃ والسیاسۃ، ابن عبدربہ (م 328) نے العقد الفرید، علی بن حسین مسعودی (م 345) نے اپنی تاریخ، شیخ مفید (م 413) نے الارشاد اس کی روایات نقل کی ہیں۔ خوارزمی (م 568) کی مقتل الحسین، ابن عساکر (م 571) نے تاریخ دمشق، ابن اثیر (630) نے الکامل، سبط ابن جوزی (م 654) نے تذکرۃ الخواص و ابوالفداء (م 732) نے بھی اس سے نقل کیا ہے۔(۳)

---

۱۔ الفہرست ص 37 و 38 شمارہ 109۔

۲۔ رجال نجاشی ص 320 ش 875

۳۔ رجال نجاشی ص 320 ش 875

## مقتل الحسینؑ عمار ابن اسحاق دہنی

متوفائے 133 ہجری۔ اگرچہ کسی نے اس شخص کی نسبت کسی ایسی کتاب کا نام ذکر نہیں کیا لیکن طبری نے اپنی تاریخ میں 61 ہجری کے ذیل میں اس سے کچھ حصہ نقل کیا ہے۔(۱)

## مقتل ابی عبداللہ

جابر بن یزید جعفی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہے اور اس کا سن وفات 128 ہجری ہے۔(۲)

## المراثی

جعفر بن عفان طائی۔ مرثیہ گو اور مدحت سرا تھا۔ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنے مرثیہ کے اشعار پڑھے تھے(۳)۔ کہتے ہیں اسکی کتاب المراثی 200 صفحات پر تھی۔ امام حسین علیہ السلام کے متعلق اشعار کا تذکرہ تو شاہرودی نمازی نے کیا ہے لیکن اس میں مقتل کی روایات کا مذکور ہونا معلوم نہیں ہے۔

---

۱۔ عبرات المصطفین ج1 ص6

۲۔ رجال نجاشی ص128

۳۔ مستدرک علم رجال الحدیث ج2 ص170 ش2652

## مقتل الحسینؑ ہشام بن سائب کلبی

سن وفات 206 ہجری قمری ہے۔(۱)

## مقتل ابی عبداللہ

ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ تمیمی۔

## مقتل ابی عبداللہ الحسینؑ

ابوعبداللہ محمد بن عمر واقدی مدنی متوفائے 207 ہے جو کتاب المغازی کا بھی مصنف ہے۔

## مقتل الحسینؑ نصر بن مزاحم منقری

وقعۃ صفین کا مؤلف سن وفات 212 ہجری۔(۲)

مراثی الحسین ابوعبداللہ محمد بن زیاد معروف ابن اعرابی متوفی 230

بزرگ تہرانی نے اس کے خطی نسخے کا نام ذریعہ میں ذکر کیا ہے۔(۳)

## مقتل الحسین بن علی

ابواسحاق ابراہیم بن اسحاق احمری نہاوندی (269 میں زندہ تھا)

## مقتل الحسین عبداللہ بن احمد بن ابی دنیا اموی

علمائے اہل سنت میں سے ہے۔281 میں فوت ہوا۔(۴)

---

۱۔رجال نجاشی ص435 ش1166۔

۲۔رجال نجاشی ص427،ش1148۔

۳۔عاشوراپژوہی ص26

۴۔الفہرست ص104 ش438۔

## مقتل الحسین ابوالفضل سلمہ بن خطاب براوستانی

تیسری صدی کے علماء میں سے ہے۔ابن شہرآشوب نے اسی نام سے اور نجاشی نے مولد تے"مولد حسین بن علی ومقتلہ" کے نام سے ذکر کیا ہے۔(۱)

## مقتل ابی عبداللہ الحسین

ابن واضح ،احمد بن اسحاق یعقوبی تاریخ یعقوبی کا مصنف ہے۔292 یا 284 میں فوت ہوا۔(۲)

## موجود مستقل مقتل

### 1۔ تسمیہ من قتل مع الحسین علیہ السلام ,من ,ولدہ,واءخوتہ,واہل ,بیتہ ,و شیعتہ ,:فضیل بن زبیر بن عمر کوفی اسدی۔

یہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وامام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں تھا۔اخیرا سید محمد رضا جلالی کی تحقیق سے مجلہ تراثنا سال اول شمارۂ دوم میں چاپ ہوا۔

### 2۔ترجمہ الامام الحسین ومقتلہ من القسم غیر المطبوع من کتاب الطبقات الکبری لابن سعد: تحقیق عبدالعزیز طباطبائی یزدی

الطبقات الکبری کے نام سے محمد بن سعد نے ایک کتاب لکھی۔یہ کتاب علمائے اہل سنت کے مشہور عالم کی تصنیف ہے اور اس کی یہ کتاب اہل سنت

---

۱۔عاشوراپژوہی ص 27

۲۔عاشوراپژوہی ص 27۔محسن رنجبر ،مقالہ سیرۃ ,در مقتل نویسہ ,وتاریخ ,نگارہ ,عاشورا از آغاز تا عصر حاضر

کے قدیمی اور اصلی منابع میں سے سمجھی جاتی ہے۔اس کا مؤلف 230ھ میں فوت ہوا۔حضرت امام حسین علیہ السلام سے متعلق اس کتاب کا حصہ پہلے موجودنہیں تھا جو بعد میں محقق مذکور نے چاپ کیا۔

### 3۔الحسین والسنہ

سید عبدالعزیز طباطبائی کی ہے جو کتاب الفضائل، ابوعبداللہ احمد بن حنبل شیبانی ،انساب الاشراف بلاذری اور معجم الکبیر طبرانی سے اخذ شدہ ہے۔اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ پہلی صدی میں واقعہ کربلا کی منقول روایات ذکر ہوئی ہیں۔

### استشہادالحسین

محمد بن جریر طبری (متوفا 310 ہجری) کی ہے اور یہ کتاب تاریخ طبری سے اخذ شدہ ہے۔

### قیام امام حسینؑ

یہ کتاب تاریخ اعثم کوفی سے لی گئی ہے۔

### مقتل الحسین

سلیمان بن احمد طبرانی (360)۔

### شرح الاخبار الجزء الثالث عشر فی من قتل مع الحسین من اہل بیتہ

قاضی نعمان بن محمد بن منصور (365)۔

### کامل الزیارات

ابو القاسم جعفر بن محمد قمی معروف ابن قولویہ (367ھ ق)۔ یہ کتاب گاہی

الزیارات اور کبھی جامع الزیارات کے نام سے جانی جاتی ہے۔یہ کتاب 80 ابواب سے زیادہ پر مشتمل ہے جو حضرت امام حسین علیہ سے متعلق ہیں۔

## مقتل الحسین بہ روایت شیخ صدوق (381ھ ق)

اس میں 200 کے قریب روایات حضرت امام حسین علیہ السلام اور واقعہ کربلا سے متعلق مذکور ہیں۔اس کی جمع آوری کا کام محمد صحتی سردرودی نے کیا ہے۔

## فضل زیارۃ الحسین

محمد بن علی بن حسن علوی شجری (445)۔اس میں 90 سے زیادہ روایات فضیلت زیارت آنحضرتؑ ثواب گریہ کردن وغیرہ آئمہ طاہرین سے مذکور ہیں۔

## مقتل الحسین

ضیاء الدین ابوالمؤید حنفی (558) اخطب خوارزم یا خطیب خوارزمی کے نام سے مشہور ہے۔

## ترجمہ ریحانہ رسول اللہ الامام حسین

تاریخ دمشق کے مصنف ابوالقاسم علی بن حسن شافعی کی تالیف ہے جس کی تحقیق باقر محمودی نے کی ہے۔اس میں 401 کے قریب روایات منقول ہیں تکراری روایات حذف کر دی جائیں تو 250 روایات باقی بچتی ہیں۔جن میں سے صرف 10 روایات آپ کی شہادت اور لشکر ابن سعد کی کیفیت کو بیان کرتی ہیں۔10 روایتیں لشکر یزید کے حالات کو بیان کرتی ہیں۔20 روایاتیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام سے آپ کی شہادت کے بارے میں ہیں۔50 روایات ان امور عجیبہ کے بارے میں ہیں جو روز عاشورا یا اس

کے بعد رونما ہوئے ۔(ا)مثیر الاحزان ابن نما حلی (645 یا 680ہ ق)۔

## درر السمط فی خبر السبط

ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ قضاعی (658) معرف بنام ابن الابار۔

## ترجمۃ الامام الحسین من کتاب بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب

کمال الدین عمر احمد بن ابی جرادہ حلبی (660ہ ق)۔ یہ کتاب تاریخ اخذ شدہ ہے جس میں 248 روایات واقعہ کربلا کے متعلق موجود ہیں۔

## اللھوف علی قتلی الطفوف

رضی الدین ابوالقاسم علی بن موسی بن جعفر معروف بنام سید ابن طاؤس نامور شیعہ عالم دین کی تالیف ہے۔ اکثر اس کتاب کو الملھوف کی بجائے اللھوف سے یاد کیا جاتا ہے۔ مقتل کی کتب میں سے اس کتاب کو بہت زیادہ شہرت حاصل ہوئی ہے۔ اس کے چند ترجمے فارسی میں ہوئے ہیں اور اردو زبان میں اس کا ترجمہ موجود ہے۔

## استشہاد الحسینؑ

حافظ ابن کثیر دمشقی (774)۔ یہ کتاب حقیقت میں تاریخ البدایۃ والنھایۃ سے اخذ شدہ ہے۔ اس کے ہمراہ ابن تیمیہ کی کتاب راس الحسینؑ بھی ہے اس کی بیشتر روایات تاریخ طبری سے متعارض ہیں۔(ا)

---

ا۔ عاشورا پژوہی 41

ا۔ عاشورا پژوہی 35

## عبرات المصطفین فی مقتل الحسین الماخوذ من اقدم المصادر التاریخیہ الاسلامیہ

باقر محمودی یہ کتاب قدیمی کتب تاریخ طبری، انساب الاشراف بلاذری، الطبقات الکبریٰ ابن سعد اور الاخبار الطوال دینوری کی روایات پر مشتمل ہے۔(۱)

# غیر مستقل مقتل

واقعۂ کربلا تاریخ انسانیت کا ایک ایسا دلخراش اور غم انگیز واقعہ ہے کہ تاریخ نگاری اس واقعہ کے بغیر نامکمل نظر آتی ہے۔لہذا تاریخ اسلام کے تمام متون ابتدائی قرون سے متعلق ہوں یا بعد کی صدیوں میں تالیف کئے گئے ہوں ان سب میں مؤلفین نے اسے ذکر کیا ہے اسی طرح رجال کی کتب میں جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کے گھرانے کا تذکرہ آیا وہاں اس واقعہ کو ذکر کیا گیا اسی طرح احادیث وانساب کی کتب بھی اس واقعے کے تذکرے سے خالی نہیں ہیں۔پس اس اعتبار سے تاریخ اسلام کی تمام وہ کتب جن میں 61 ہجری قمری کے واقعات مذکور ہیں ان میں اس واقعے کا تذکرہ اجمال یا تفصیل کی صورت میں موجود ہے۔بعض مؤلفین نے ان کتابوں کے اسماء کی فہرست ذکر کی ہے جو 71 کے لگ بھگ ہیں۔(۲)

---

۱۔عاشورا پژوہی ص 27۔مقالہ سیرۃ در مقتل نویسہ وتاریخ نگارہ عاشورا از آغاز تا عصر حاضر

۲۔مقالہ سیرہ در مقتل نویسہ وتاریخ نگارہ عاشورا از آغاز تا عصر حاضر۔

ذیل میں آٹھویں صدی تک کی ان مشہور کتابوں کے اسما درج کئے جارے ہیں جن میں واقعہ کربلا کی تفصیلات مذکور ہیں:-

طبقات الکبری، ابن سعد (متوفی 230)

انساب الاشراف، بلاذری (متوفی 279)

اخبار الطوال، دینوری (متوفی 283)

تاریخ طبری (متوفی 310) یہ کتاب قیام حسینی کے متعلق اہم ترین منبع مانی جاتی ہے۔

الفتوح، ابن اعثم کوفی (متوفی حدود 314)

مقاتل الطالبیین، ابوالفرج اصفہانی (متوفی 356)

معجم الکبیر طبرانی (متوفی 360)

شرح الاخبار، قاضی نعمان (متوفی 363)

کامل الزیارات، ابن قولویہ (متوفی 368)

امالی شیخ صدوق (متوفی 381)

ارشاد، شیخ مفید (متوفی 413)

روضۃ الواعظین، ابن فتال نیشاپوری (متوفی 508)

اعلام الوری، طبرسی (متوفی 548)

مقتل الحسین خوارزمی (متوفی 568)

تاریخ مدینۂ دمشق، ابن عساکر (متوفی 571)

مناقب ابن شہر آشوب (متوفی 588)

الکامل فی التاریخ، ابن اثیر (متوفی 630)

مثیر الأحزان، ابن نما (متوفی 645)

تذکرۃ الخواص، سبط ابن جوزی (متوفی 653)

الملھوف علی قتلی الطفوف (لہوف) سید ابن طاووس (متوفی 664)

کشف الغمہ، اربلی (متوفی 692)

سیر اعلام النبلاء، ذہبی (متوفی 748)

## روش مقتل نگاری

واقعہ کربلا سے متعلق تحریر ہونے والی کتب کی طرز تالیف کا جائزہ لیا جائے تو انہیں حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

### تاریخی

یہ ایسی کتابیں ہیں جن میں مؤلف واقعات تاریخی کو کسی تجزیہ و تحلیل کے بغیر صرف ایک تاریخی واقعے کی حیثیت سے نقل کرتا ہے۔ البتہ ممکن ہے کہ تاریخ بیان کرتے ہوئے وہ اپنی اس خبر کی سند یا مستند وغیرہ کو ذکر کرے یا ممکن ہے کہ اسے وہ حذف کر دے۔ اس طرز پر لکھی جانے والی کتابوں میں سے درج ذیل قابل ذکر ہیں:

مقتل ابی مخنف کہ جس کی روایات کا اکثر حصہ تاریخ طبری میں موجود ہے۔

اخبار الطوال تالیف ابوحنیفہ دینوری (متوفا 282)۔

تاریخ احمد بن ابي یعقوب معروف بنام تاریخ یعقوبی (متوفا284)۔

محمد بن جریر طبري کی تاریخ طبری۔

مقاتل الطالبین تصنیف ابوالفرج اصفہانی (متوفا357)۔

الارشاد شیخ مفید (متوفا368)۔

اعلام الوری تصنیف امین الاسلام طبرسی (متوفا 548) وغیرہ کا نام لیا جا سکتا ہے۔

## قصہ گوئی

یہ ایسی کتابیں ہیں جن میں واقعۂ کربلا کے واقعات کسی افسانے یا قصے کی صورت میں بیان ہوئے ہیں۔تاریخ نگاری کے اس انداز میں لکھی جانے والی کتابوں میں سے چند ایک یہ ہیں:

الفتوح تالیف ابن اعثم وفی (متوفاي314)ایک مفصل ترین کتاب ہے جس میں واقعہ کربلا اسی انداز میں تحریر کیا گیا ہے.

مقتل الحسین خوارزمی (متوفاي 568) ہے۔اس کی پہلی جلد میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،حضرت علی،حضرت فاطمہ،حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام کے فضائل بیان ہوئے ہیں اور دوسری جلد میں واقعہ کربلا کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

روضہ الواعظین تالیف فتال نیشابوری۔

روضہ الشہدا تالیف ملا حسین کاشفی جو فارسی زبان میں لکھی گئی ہے۔

اکسیر العبادات فی اسرار الشہادات معروف بنام ''اسرار الشہادۃ'' کہ آغا بن عابد دربندی شیروانی مشہور بہ فاضل دربندی (م1285 یا1286) کی تصنیف ہے۔

## غیر معتبر مقتل

اس عنوان سے مراد ہے کہ مصنف واقعۂ کربلا کی جزئیات اور تفصیلات بیان کرتے ہوئے قدیمی اور معتبر مستندات کا لحاظ کئے بغیر کسی واقعے کو نقل کرتا ہے ۔اگر اس عنوان کے تحت واقعۂ کربلا سے متعلق کتب کا جائزہ لیا جائے تو بہت سی ایسی کتب کی فہرست ذکر کی جاسکتی ہے کہ جس میں اسی روش کے مطابق واقعۂ کربلا کو محفوظ کیا گیا ہے۔عام طور پر محققین کی نگاہ میں چند ایک ایسی کتابیں ہیں جنہیں ابتدائی طور پر غیر معتبر مقتل کے عنوان سے جانا جاتا ہے:

## جعلی مقتل ابی مخنف

جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ ابومخنف کا تحریر شدہ مقتل موجود نہیں ہے لیکن اس کی روایات مختلف کتابوں میں پراگندہ طور پر موجود ہیں۔آخری دہائیوں میں مقتل ابی مخنف کے نام سے چھپا جس میں بہت سی ایسی روایات موجود ہیں جو قدیمی کتابوں میں ابی مخنف سے منقول روایات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی ہیں ۔لہذا اس بنا پر محققین اس چاپ شدہ مقتل کو جعلی مقتل ابی مخنف سے تعبیر کرتے ہیں۔ظاہرا ہندو پاک میں اس جعلی چاپ شدہ مقتل کا اردو ترجمہ بھی ہوا۔

اخیرا معاصرین میں سے حسن غفاری (ا) اور محمد ہادی یوسفی غروی نے ابی مخنف

---

ا۔مقتل الحسین، ابومخنف ازدی، تحقیق حسن غفاری، نشر: مطبعہ العلمیہ -قم

کی روایات کی تحقیق کا کام کیا ان محققین کی کاوشیں کتابی صورت میں چاپ ہوئی ہیں ۔آقا غروی نے اپنی اس تحقیقی کتاب ''وقعۃ الطف'' کے مقدمہ میں اس جعلی چاپ شدہ مقتل ابی مخنف کے بعض غیر معتبر مقامات کی نشاندہی کی ہے ۔اب مجمع جہانی اہل البیت کی جانب سے وقعۃ الطف عربی میں چاپ ہوئی نیز اس کا دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا جا رہا ہے جن میں سے اردو زبان میں ترجمہ ہوکر یہ کتاب طباعت کے مراحل میں ہے۔

محدث نوری ، میراز محمد ارباب ، حاج شیخ عباس قمی ، سید عبدالحسین شرف الدین ، سید حسن امین اور شہید قاضی طباطبائی ایسے محققین ہیں جنہوں نے اس کتاب کے غیر معتبر ہونے کی تصریح کی ہے۔(۱)

## نور العین فی مشہد الحسینؑ

ابو اسحاق اسفرائینی سے منسوب 1263 ھ ق میں مصر سے چاپ ہوا۔احتمال دیا جاتا ہے کہ اس سے مراد ابراہیم بن محمد بن ابراہیم متوفی 417 یا418 ہے ۔لیکن قدیمی ماخذوں میں کسی نے اس نام سے اس عالم دین کی کسی کتاب کا ذکر نہیں کیا ہے ۔متاخرین میں سے اسماعیل پاشا اور بزرگ تہرانی نے اسے ایک منسوب مقتل کے نام سے تعبیر کیا ہے جبکہ خود اسماعیل پاشا نے ایضاح المکنون میں اسے مؤلف کے نام کے بغیر ذکر کیا ہے۔نیز عبدالعزیز طباطبائی

---

۱۔مقالہ ری شہری

کے بقول یہ کتاب چوتھی صدی میں لکھی جانے والی کتابوں کے طرز تالیف سے مطابقت نہیں رکھتی ہے یعنی اسفرائینی کے تدریس و تالیف کے سالوں کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی ہے(۱)

**روضۃ الشہداء**

کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی (910) نے قصہ گوئی کے انداز میں اس کتاب کو تالیف کیا ہے۔مؤلف کے سنی یا شیعہ ہونے کا معلوم نہیں ہے۔اس کتاب میں واقعات کو داستان کے پیرائے میں نثر کی صورت میں لکھا گیا ہے۔واقعات مستند اور معتبر اور غیر معتبر کی تعیین کے بغیر مذکور ہونے کی وجہ سے اسے بھی غیر معتبر مقتل میں سے شمار کیا جاتا ہے۔شعرانی اور بحار الانوار کی جمع آوری میں علامہ مجلسی کے مددگار عالم دین میرزا عبداللہ افندی نے اس کی اکثر بلکہ تمام روایات کو غیر معتبر کہا ہے نیز سید محسن امین عاملی نے بھی اس بات کی تائید کی ہے، محدث نوری نے اسکے بعض واقعات کو بدون مستند کہا ہے،شہید مطہری اور شہید قاضی طباطبائی نے بھی اسے غیر معتبر شمار کیا ہے۔(۲)

**المنتخب فی جمع المراثی والخطب**

فخر الدین بن محمد علی بن احمد طریحی (م 1085) لغت کی کتاب "مجمع

---

۱۔عاشوراپژوہی۔مقالہ ری شہری

۲۔مقالہ ری شہری

البحرین" کے مؤلف کی تالیف ہے۔کتاب کے اکثر مطالب کسی مستند اور ماخذ کے بغیر مذکور ہیں۔المجالس الطریحیہ یا المجالس الفخریہ کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔محدث نوری منتخب طریحی کے اس مقتل کو معتبر اور غیر معتبر روایات کا مجموعہ کہتے ہیں۔میرزا محمد ارباب قمی بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

## محرق القلوب

ملامہدی نراقی (م1209ق) کی تالیف ہے اور اکثر روایات روضۃ الشہداء سے لی گئی ہیں اس وجہ سے اس کا بھی معتبر ہونا محل کلام ہے زیادہ تر عواطفی اور احساساتی طرز بیان سے کام لیا گیا ہے۔چونکہ نراقی کا ماخذ ''روضۃ الشہداء'' ہے اور وہ ضعیف اور معتبر اخبار پر مشتمل ہے اس لئے اسے بھی روضۃ الشہدا کی فہرست میں شمار کیا جائے گا۔میرزا محمد تنکابنی نے اس میں موجود بعض روایات کے بارے میں یقینی جھوٹے ہونے کا حکم لگایا ہے۔شہید مطہری آقای نراقی کو ایک بزرگ فقیہ ماننے کے باوجود ان کی تالیف میں موجود روایات کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

## اکسیر العبادات فی اسرار الشہادات معروف بنام ''اسرار الشہادۃ''

آغا بن عابد دربندی شیروانی مشہور بنام فاضل دربندی (م1285 یا 1286) کی تصنیف ہے۔اس کتاب میں ضعیف اور قوی روایات کی موجودگی کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں سمجھا جاتا ہے لہذا اسے معتبر مقتل میں شمار کرنا مشکل ہے۔

اس کتاب کے مصنف کے بارے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس مصنف کا

خبر نقل کرنے کے متعلق یہ نکتہ نظر تھا کہ جب تک کسی خبر کے یقینی کذب اور جھوٹے ہونے کا یقین نہ ہو تو تاریخ وسیرت کے متعلق ایسی خبر اور روایت نقل کی جاسکتی ہے۔لیکن محققین اس نکتہ نظر کو قبول نہیں کرتے ہیں۔

محدث نوری اس کتاب کے متعلق کہتے ہیں کہ حلہ سے ایک سید عرب روضہ خوان (ذاکر) تحریری صورت میں اپنے باپ کی میراثِ کہنہ کربلا میں میرے استاد (شیخ عبدالحسین تہرانی) کے پاس لایا تاکہ اس کے معتبر اور غیر معتبر سے آگاہ ہوسکے۔اس تحریری مسودے کا اول وآخر نہیں تھا لیکن اس کے حاشیے پر لکھا تھا کہ یہ فلان کی تالیفات میں سے ہے اور جبل عامل کے علماء میں سے ایک عالم کا نام لکھا تھا جو محقق صاحب معالم کا شاگرد تھا۔چونکہ تراجم کی کتب میں اس کے احوال موجود تھے،مراجعہ کیا۔علماء نے اس عالم کی تالیفات میں مقتل کے نام سے کسی کتاب کا ذکر ہی نہیں کیا اور جب خود انہوں نے ان اجزا کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ کثرت سے اکاذیب واضحہ اور اخبار واہیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ احتمال نہیں دیا جاسکتا کہ یہ اس عالم کی تالیفات میں سے ہو۔

پس آپ نے جس سید کے ہاتھ میں یہ اجزا موجود تھے اسے ان اجزا سے نقل کرنے اور انہیں نشر کرنے سے منع فرمایا۔چند روز بعد کسی مناسبت سے مرحوم فاضل دربندی آقا اخونداس سے مطلع ہو گئے۔انہوں نے وہ اجزا اس سید سے لے لئے۔وہ ان دنوں میں اسرار الشہادۃ کی تالیف میں مشغول تھے۔انہوں نے ان اجزا کی روایات کو اسرار الشہادۃ میں مختلف جگہوں پر ذکر کیا اور بے شمار

اخبار واہیہ اور مجعولہ ( جعلی ) کی تعداد کا اضافہ کیا یوں مخالفینِ شیعہ کیلئے طعن، استہزاء کے ابواب کھول دئے۔ ان کی ہمت یہانتک پہنچ گئی کہ کوفیوں کے لشکر میں سواروں کی تعداد چھ لاکھ ( 600000 ) اور پیادوں کی تعداد دو کروڑ ( 20000000 ) تک پہنچادی۔ روضہ خوانوں اور ذاکرین کیلئے ایک وسیع میدان مہیا کر دیا کہ جو تعداد چاہیں وہ مضبوط دل کے ساتھ منبر پر کہیں، مستند ذکر کریں کہ فاضل دربندی نے اس طرح فرمایا ہے۔ آئمہ طاہرین کی سیرت کی روایات اور احادیث کی چھان بین کرنے والے علماء کے نزدیک یہ کتاب کسی ارزش کی حامل نہیں اور قابل اعتبار نہیں ہے۔ اس پر اعتماد کرنا نقل کرنے والے کے کام کی خرابی اور امور میں بصیرت کی کمی کا بیان گر ہے۔ ایسے ہی خیالات میرزا محمد تنکابنی ( شاگرد فاضل دربندی )، شیخ ذبیح اللہ محلاتی، سید محسن امین، میرزا محمد علی مدرس تبریزی، شیخ آقا بزرگ تہرانی اس کتاب کے بارے میں مذکورہ علماء ایسی رائے رکھتے ہیں۔ (۱)

---

۱۔ لولو و مرجان ص 251، قصص العلماء ص 108، ریاحین الشریعہ ج 3 ص 272، اعیان الشیعہ ج 2 ص 88، ریحانۃ الادب ج 2 ص 217، والذریعہ: ج 2 ص 279،

# کتابیات عاشورا بلحاظ موضوع

## روایت

مقتل جامع امام حسین علیہ السلام۔

مقتل ابی مخنف ۔

نفس المہموم ۔

قصہ کربلا۔

شہادت نامہ امام حسین علیہ السلام۔

آئینہ در کربلا است ۔

روضۃ الشہداء۔

فیض الدموع۔

طوفان البکاء۔

موسوعۃ کلمات الامام الحسین ۔

## تجزیہ

انقلاب عاشورا ۔

پیام آور عاشورا ۔

پس از پنجاہ سال۔

درسی کہ حسینؑ بہ انسانہا آموخت ۔

حسینؑ نفس مطمئنہ۔

نگاہی نو بہ جریان عاشورا۔

عاشوراشناسی، ایک تحقیق امام حسینؑ کے اہداف کے بارے میں۔

شہید جاوید۔مع الرکب الحسینی ۔

## تنقید

حماسہ حسینی۔

تأملی در نہضت عاشورا۔

از عاشورائے حسین تا عاشورائے شیعہ۔

اخلاق وعرفان

الخصائص الحسینیہ۔

امام حسین شہید فرہنگ پیشرو انسانیت ۔

شکوفائی عقل در پرتو نہضت حسینی ۔

حماسہ وعرفان۔

## دایرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا)

فرہنگ عاشور۔دانشنامۂ امام حسینؑ

سخنان امام حسینؑ از مدینہ تا کربلا۔

عاشوراشناسی ۔

یاران شیدائے امام حسینؑ۔

ابصار العین۔

فرسان الہیجاء ۔

## کربلا کا محلِ وقوع

کربلا موجودہ عراق کا ایک اہم شہر ہے۔ یہ بغداد کے جنوب مغرب میں 105 کلومیٹر دور 44.01 ڈگری طول بلد شرقاً اور 32.37 ڈگری عرض بلد پر شمالاً واقع ہے۔ طبیعی اعتبار سے یہ عراق کی ریتلی (Sandy) رسوبی (Sedimentary) اور چٹانی سرزمین کا سنگم ہے۔

## کربلا کی قدیمی (عمرانی) تاریخ

کربلا کی تاریخ عہد بابلی تک پہنچتی ہے۔ بعض مئورخین کی رائے یہ ہے کہ کربلا ''لابالاکوباس'' یعنی فراتِ قدیم کے شہروں میں سے ہے۔ ''ماریا''، ''عمورا''، ''صفورا''، ''نوایس'' اس کے قدیم نام ہیں اور یہ نام اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ یہ شہر عبادت و ریاضت کا مرکز رہا۔

کربلا کے اردگرد پائے جانے والے مقابر اور ان سے ملنی والی ٹھیکریاں عہد مسیحی سے بھی پہلے کی ہیں۔ کربلا سے چند میل کے فاصلے پر ''حر بن یزید ریاحی'' کے مزار دسے کچھ دور ''قرط'' اور کمالیہ میں متعدد ٹیلے اور کھنڈرات ہیں۔ کلیدار نے ''مدینۃ الحسین'' میں چوالیس ٹیلوں کے نام دیے ہیں۔ ان ٹیلوں کے نیچے آشوری، بابلی، ساسانی، اموی اور غزنوی عہد کی تہذیبیں دفن ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اصل کربلا یہاں واقع تھا۔ آجکل انہیں ''ظہیرہ'' اور ''عرقوب'' کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ ان ٹیلوں اور کھنڈرات سے کربلا کی قدامت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے، کربلا نے آہستہ

آہستہ ترقی کی ہے۔کلدانی،عرب،تنوخ،لخم اور مناذرہ کے عہد میں کربلا ایک متمدن اور ترقی یافتہ شہر تھا۔اس عہد میں دار الحکومت ''حیرۃ'' تھا اور کربلا''حیرۃ''اور''عین التمر'' کے درمیان مشہور تجارتی مرکز تھا۔شہر کی مرکزیت کی وجہ سے بہت سے عرب قبائل یہاں آباد ہوئے،اس میں قبیلہ بنو تمیم کی شاخیں،بنو دارم اور ایاد اور قبیلہ بنی اسد کی شاخیں ''بنو عامر'' اور بنو غاضرہ زیادہ مشہور ہیں۔

کربلا میں بسنے والوں کی معیشت کا زیادہ تر انحصار زراعت پر تھا۔اس لیے کہ یہاں کی زمین زرخیز اور سرسبز وشاداب تھی،پانی وافر تھا کیونکہ اس کے اطراف میں جابجا قدرتی چشمے جاری تھے۔علاوہ ازیں قدیم دریائے فرات سے نکالی ہوئی ''نہر علقمہ'' اس میں سے ہوکر گزرتی تھی۔اس نہر کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ شاہ بابل بخت نصر نے اسے فرات کے غربی علاقے ''ھیت'' سے نکالا تھا اور کویت تک پہنچایا تھا۔

لیکن کہتے ہیں: کمال کے بعد زوال ہوتا ہے۔کربلا کے کمال پر بھی زوال آیا اور مرورِ زمانہ کے ساتھ یہ شہر غیر آباد ہوتا چلا گیا۔

عین ممکن ہے کہ تجارتی مراکز اور تجارتی راستہ بدلنے سے یہاں کے باسی بھی نقل مکانی کر گئے ہوں اور رفتہ رفتہ بھرا شہر ویرانے میں بدل گیا ہو۔

چنانچہ پہلی صدی ہجری کے پہلے ساٹھ سالوں میں کربلا ایک غیر آباد اور غیر اہم علاقہ دکھائی دیتا ہے۔

# کربلا کی جدید تاریخ

کربلا کی جدید تاریخ 2 محرم 61ھ کو امام حسین علیہ السلام کے یہاں خیمہ زن ہونے سے شروع ہوتی ہے۔

کربلا کی جغرافیائی اور عسکری (Strategy) اہمیت کو سامنے رکھیے تو پڑاؤ کے لیے اس سرزمین کا انتخاب امام حسین علیہ السلام کی فہم و فراست کی شہادت دیتا ہے۔ لیکن قضا و قدر کے معاملے عجیب ہوتے ہیں، 10 محرم 61ھ کو اسی سرزمین پر امام حسین علیہ السلام جام شہادت نوش کرتے ہیں اور یوں کربلا کو اپنی دائمی منزل ٹھہرا کر اسے شہرت دوام عطا فرماتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام کی مرقد مطہر کی وجہ سے کربلا کو پھر اہمیت حاصل ہو گئی۔ زائرین کی آمد و رفت کا آغاز ہوا اور لوگ از سر نو آباد ہونے لگے۔

ابن الکازرونی کے اندازے کے مطابق ساتویں صدی ہجری میں یہاں گھروں کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ آٹھویں صدی ہجری طلوع ہونے کے ساتھ کربلا میں ایک نہایت اہم ترقی رونما ہوئی، جس نے اس شہر کو حیاتِ نو بخشی۔ ترقی یہ ہوئی کہ 702ھ میں غازان خان ایلخانی نے یہاں ایک نہر پہنچانے کا حکم دیا جو فرات سے کھود کر یہاں تک پہنچائی گئی، یہی نہر بعد میں نہر حسینی کے نام سے معروف ہوئی۔

زندگی پانی سے ہے۔ پانی آسانی سے فراہم ہونے لگا تو آبادی بھی تیزی سے

بڑھنے لگی اور زندگی کی رونقیں نظر آنے لگیں۔ چنانچہ آئندہ دو تین صدیوں میں کربلا ایک شادو آباد شہر میں تبدیل ہو گیا۔

آبادی بڑھی، رونق ہوئی تو حکمرانوں کی رال ٹپکنے لگی، دسویں، گیارھویں صدی ہجری میں عثمانیوں اور ایرانیوں کے درمیان عراق پر قبضے کے لیے شدید کشمکش جاری رہی۔ یہاں تک کہ سلطان قانونی کے عہد میں عراق سلطنت عثمانیہ میں شامل کرلیا گیا۔

پھر نادر شاہ نے بغداد کا تین مرتبہ محاصرہ کی اور شاہ عباس صفوی نے بغداد پر قبضہ کرلیا۔ 1032 ھ میں بغداد پر قبضہ مکمل ہوتے ہی شاہ عباس نے کربلا اور نجف پر تسلط حاصل کرنے کے لیے چڑھائی کر دی اور ان دونوں شہروں کو ایرانی حکومت میں شامل کرلیا۔

## کربلا عہد موجودہ میں

اس وقت کربلا جمہوریہ عراق میں اسی نام کے صوبے کا صدر مقام ہے اور اہم تاریخی شہر ہے۔ پورا شہر سرسبز و شاداب اور صاف شفاف ہے، عمارتیں حسین، سڑکیں بہترین، بازار کھلے کھلے اور دکانیں بھری بھری ہیں۔ آبادی ڈیڑھ لاکھ سے متجاوز ہے، مضافات میں گھنے باغات ہیں، جو انواع و اقسام کے پھلوں سے لدے پھندے رہتے ہیں۔ کربلا سے بغداد تک بہت اچھی سڑک بنی ہوئی ہے اور سفر کے لیے اعلیٰ درجے کی بسیں اور ٹیکسیاں موجود ہیں کرائے نہایت مناسب ہیں، دو طلائی گنبد اور چار سنہری مینار کئی میل دور سے

زائرین کا استقبال کرتے دکھائی دیتے ہیں!

کربلا کی مقامی عوامی مصنوعات نہایت اعلیٰ پایہ کی ہیں۔یہاں پلاسٹک اور چینی کے رنگین اور منقش برتن تیار ہوتے ہیں،پیتل کی نفیس اور دیدہ زیب الواح پر خطاطی کا فن بہت ترقی پر ہے۔اسی طرح بہترین عبائیں،عمدہ قالین،خوبصورت تسبیحیں اور کڑھائی شدہ لباس بھی بلند معیار پر تیار ہوتے ہیں اور عالمی منڈیوں میں جگہ پاتے ہیں۔

امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام کے روضے شب و روز ذکر و تلاوت اور نماز و دعا سے معمور رہتے ہیں اور زائرین اپنے دامن دل میں یہاں سے روحانی سکون اور ذہنی آسودگی کی دولت سمیٹ کر رخصت ہوتے ہیں۔اس طرح آج کا کربلا روحانی اور مادی دونوں اعتبار سے عالم اسلام میں اہم مقام رکھتا ہے۔

# حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت سے پہلے، انبیاء کا آپؑ کے لیے عزاداری کرنا

## حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت آدمؑ اور جبرائیل علیہ السلام کی عزاداری

جب حضرت آدم علیہ السلام آسمان سے زمین پر آئے تو، انھوں نے حضرت حوّاؑ کو نہ دیکھا، تو اُن کو تشویش لاحق ہوئی تو انھوں نے انکو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ تلاش کرتے کرتے، انکا گزر کربلا سے ہوا۔ جونہی حضرت آدم علیہ السلام نے کربلا کی زمین پر قدم رکھے تو انکا دل غم سے بھر گیا اور ایک عجیب قسم کا حزن ان پر طاری ہو گیا اور وہ جیسے ہی امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے مقام پر پہنچے تو انکا پاؤں پھسلا اور وہ زمین پر گر گئے اور انکے پاؤں سے خون بہنا شروع ہو گیا۔

اس پر حضرت آدم علیہ السلام نے سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے خداوند سے عرض کیا: خدایا کیا مجھ سے کوئی گناہ انجام پایا ہے کہ آپ نے یہ عذاب مجھ پر نازل کیا ہے؟ میں نے تمام زمین پر چکر لگایا ہے، لیکن میرے ساتھ ایسا فقط اس زمین پر ہوا ہے۔

خداوند نے وحی نازل کی اور فرمایا کہ: اے آدمؑ: تم نے کوئی گناہ انجام نہیں دیا، لیکن تمہارا بیٹا امام حسین علیہ السلام اسی سرزمین پر ظلم و ستم کے ساتھ قتل کیا جائے گا، تیرا یہ خون اسی کے خون کی یاد میں جاری ہوا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اسکا قاتل کون ہے؟

وحی آئی: یزید ملعون اسکا قاتل ہے۔

آدم علیہ السلام نے کہا: اے جبرائیل میں اسکے قاتل کے بارے میں کیا کروں؟

جبرائیل نے کہا: اس پر لعنت کرو۔

پس آدم علیہ السلام نے چار مرتبہ اس یزید پر لعنت کی اور پھر مقام عرفات کی طرف چلے گئے، تو وہاں پر انکی ملاقات حضرت حوّا سے ہوگئی۔(۱)

کتاب دُرّ الثمین کے مصنف فَتَلَقّٰی آدَمَ مِنۡ رَبِّ کَلِماتٍ فَتابَ عَلَیۡ اِنَّہُ وَ التَّوابُ الرَّحیمُ، کی تفسیر میں لکھتے ہیں: سب سے پہلے جبرائیل علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب کا تذکرہ کیا، وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ پھر جب حضرت آدمعلیہ السلام نے پیغمبر اکرم اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء گرامی کو عرش پروردگار پر مشاہدہ کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا انھیں پڑھو:

یا حَمیدُ بِحَقِّ مُحَمَّد یا عالی بِحَقِّ عَلی یا فاطِرُ بِحَقِّ فاطِمہ یا مُحۡسِنُ بِحَقِّ الۡحَسَنُ وَ یا قدیم الاحسان بحق الۡحُسَیۡن وَ مِنۡكَ الۡإِحۡسان

---

ا۔بحار الانوار ج 44ص 242ح 37۔ناسخ التواریخ در احوال حضرت سید الشہداء علیہ السلام ج1ص 270۔اسرار الشہادہ ص80۔منتخب طریحی ص48۔اشک رواں ص 217۔رمز المصیبۃ(اُردو ترجمہ مدینہ سے شام تک) ج1ص86۔

جب امام حسین علیہ السلام کا اسم گرامی حضرت آدم علیہ السلام کی زبان مبارک پر جاری ہوا تو اُن کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا ان کا دل غمگین ہو گیا۔

جبرائیل علیہ السلام سے کہنے لگے: کیوں اس نام کو زبان پر جاری کرنے سے میرا دل غمگین ہو گیا ہے اور میرے آنسو بھی جاری ہو گئے ہیں؟

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ علیہ السلام کے اس فرزند پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ جائیں گے۔ جو سب کے سب اس کے آگے حقیر ہوں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے سوال کیا: وہ مصیبتں کیا ہوں گی؟

جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ علیہ السلام کا یہ فرزند پیاسا، غربت کے عالم میں حامی و ناصر کے بغیر شہید کر دیا جائے گا۔ اے آدمعلیہ السلام! کاش آپ اسے اس وقت دیکھیں کہ وہ کیسے واعطشا واقل ناصِرا، کی فریاد کرے گا اور پیاس اس کے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی طرح حائل ہو جائے گی۔ کوئی بھی تلوار کے سوا اس کا جواب دینے والا نہ ہو گا اور پھر دنبے کی طرح ان کا سر پشت گردن سے جدا کر دیا جائے گا۔ ان کے دشمن ان کے اموال کو غارت کریں گے ان کے سروں کو ان کے غمزدہ اہل وعیال کے ساتھ شہر شہر پھرائیں گے، یہ سب کچھ حق متعال کے علم میں ہے۔

ان مصائب کے ذکر سے حضرت آدم اور جبرائیل علیہما السلام اسی طرح روئے جس طرح باپ جوان بیٹے کے مرنے پر روتا ہے اور جب حضرت آدم علیہ

السلام کربلا کی زمین پر پہنچے تو حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقتل میں آپ کا پاؤں پھسلا اور گرنے سے آپ کی پیشانی سے خون جاری ہو گیا تو بارگاہ رب العزت میں عرض کی: بارالہا! کیا مجھ سے کوئی خطا سرزد ہوئی ہے، جو اس طرح مجھے سزا دے جارہی ہے؟ جواب ملا نہیں کوئی خطا نہیں ہوئی بلکہ اس سرزمین پر آپ علیہ السلام کا مظلوم بیٹا حسین شہید ہوگا۔ ان کا خون اس سرزمین میں جاری ہوگا ان کے درد میں شریک ہونے کے لیے یہاں پر آپ کا خون جاری ہوا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی پروردگارا! ان کا قاتل کون ہوگا؟

جواب ملا یزید ملعون۔ اس پر لعت بھیجو۔

اس طرح حضرت آدم نے یزید لعین پر لعنت بھیجی۔

# حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت نوح علیہ السلام کی عزاداری

انس ابن مالک نے روایت نقل کی ہے کہ: حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: جب خداوند متعال نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نوح علیہ السلام کو دستور دیا کہ جبرائیل کی نظارت میں کشتی بنائیں اور اس کشتی میں استعمال ہونے والی ایک ہزار کیلیں جبرائیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام کو دیں اور حضرت نوح علیہ السلام نے ان تمام کیلوں کو کشتی بنانے میں استعمال کیا۔ جب آخری پانچ کیلیں باقی بچیں تو جب حضرت نوح علیہ السلام نے انھیں لگانے کا ارادہ کیا اور اُن میں سے ایک کیل کو اس مقصد سے ہاتھ میں لیا تو اچانک اس سے درخشندہ ستاروں کی مانند نور نکلنے لگا، حضرت نوح علیہ السلام یہ ماجرا دیکھ کر حیران ہو گئے تو اس کیل سے آواز آئی اے نوح میں بہترین پیغمبر یعنی محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: اے جبرائیل علیہ السلام اس کیل کا کیا ماجرا ہے میں نے آج تک ایسی کیل نہیں دیکھی۔

جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ کیل خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام نامی سے منسوب ہے، اسے کشتی کی دائیں جانب لگائیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا اور پھر دوسری کیل کو نصب کرنے

کے لیے اٹھایا تو اس کیل سے بھی ایک نور بلند ہوا، حضرت نوح علیہ السلام نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواں ب ملا: یہ کیل سید الانبیاء کے چچا زاد بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے، اسے کشتی کی بائیں جانب نصب کریں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا اور پھر تیسری کیل نصب کرنے کے لیے اٹھائی اس سے بھی نور بلند ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ کیل آخری پیغمبر کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے نام نامی سے منسوب ہے، اسے انکے والد سے منسوب کیل کیساتھ نصب کردیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا اور پھر چوتھی کیل اٹھائی تو اس سے بھی نور بلند ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ کیل حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے نام سے منسوب ہے، اسے ان کے والد گرامی کے نام سے منسوب کیل کے ساتھ نصب کریں لیکن جب حضرت نوح علیہ السلام نے پانچویں کیل اٹھائی تو پہلے تو اس سے نور اٹھا لیکن جب حضرت نوح علیہ السلام نے اسے کشتی میں نصب کیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ کیل حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام نامی سے منسوب ہے اور پھر جبرائیل علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا ماجرا بیان کیا اور آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا پیغمبر کے نواسے سے سلوک بیان کیا۔

جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی بنائی ہوئی کشتی پر سوار ہوئے تو انھوں نے پوری دنیا کا چکر لگایا۔ جب وہ کربلا پہنچے تو بہت تیز طوفان آ گیا اور وہ

کشتی طوفانی لہروں میں پھنس گئی۔ حضرت نوح طوفان میں غرق ہونے کے خوف سے ڈر گئے اور خداوند سے عرض کیا: خداوندا میں نے ساری دنیا میں چکر لگایا ہے، لیکن کہیں بھی اس زمین کی طرح میری حالت نہیں ہوئی۔

جبرائیل نازل ہوا اور فرمایا: اے نوح یہاں پر خاتم انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کا بیٹا امام حسین علیہ السلام شہید ہوگا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے سوال کیا: اے جبرائیل: اسکو کون قتل کرے گا؟

جواب ملا: اسکے قاتل پر سات زمین و سات آسمانوں کی لعنت ہوئی ہے۔

پس نوح علیہ السلام نے بھی چار مرتبہ اس پر لعنت کی، پھر انکی کشتی نے حرکت کو جاری رکھا، یہاں تک کہ کوہ جودی پر پہنچ کر رک گئی۔(۱)

---

۱۔ بحار الانوار ج 44 ص 242 ح 37۔ ناسخ التواریخ در احوال حضرت سید الشہداء علیہ السلام ج 1 ص 271۔ منتخب طریحی ص 48۔ اشک رواں ص 217۔ رمز المصیبۃ (اُردو ترجمہ مدینہ سے شام تک) ج 1 ص 86۔

# حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عزاداری

روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب سرزمین کربلا سے عبور کرنا چاہا تو حضرت گھوڑے پر سوار تھے، اچانک گھوڑے کا پاؤں پھسلا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام گھوڑے سے زمین پر گرے ان کا سرمبارک زمین پر لگنے سے خون جاری ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے استغفار کرنا شروع کر دیا اور کہا:

الھی أيّ شيءٍ حدث منّی؟ فنزل الیه جبرئیل وقال: هنا يُقتَلُ سبط خاتم الانبياء وابن خاتم الاوصياء

پروردگارا! مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اس سرزمین پر خاتم الانبیاء اور سید الاوصیاء کا فرزند شہید کیا جائے گا۔ اسی لیے آپ کا خون اُن کے غم میں شریک ہونے کے لیے جاری ہوا ہے۔

---

ا۔ بحار الانوار ج 44 ص 242 ح 37۔ منتخب طریحی ص 48۔ رمز المصیبة (اُردو ترجمہ مدینہ سے شام تک) ج 1 ص 86۔

## حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عزاداری

روایت میں ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نہر فرات کے کنارے اپنے حیوانوں کو چرانے میں مشغول تھے۔ایک دن ان کے چرواہے نے اُن سے کہا کہ: چند دن سے جانور نہر فرات کا پانی نہیں پی رہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خداوند متعال سے اس کی علت دریافت کی تو جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے اسماعیلعلیہ السلام! آپ خود ہی اِن حیوانوں سے اس کی علت دریافت کریں، وہ خود ہی آپ کو ماجرا سے آگاہ کریں گے؟

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حیوانوں سے پوچھا کہ پانی کیوں نہیں پی رہے؟

فقالت بلسانٍ فصیح: قد بلغنا انّ ولدك الحسین (ع) سبط محمد یقتله نا عطشاناً فنحن لانشرب من اذا المشرعه حزناً علیا،

حیوانات نے فصیح زبان میں کلام کرتے ہوئے کہا کہ: ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اس مقام پر آپ کے فرزند حسین جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں، اس مقام پر پیاسے شہید کیے جائیں گے لہٰذا ہم بھی اُن کے حزن میں پانی نہیں پی رہے۔حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اُن کے قاتلوں کے بارے میں سوال کیا؟

تو جواب ملا اُن کے قاتل پر تمام آسمان وزمین اوراس کی تمام مخلوقات اس پر لعنت کرتیں ہیں۔

فقال اسماعیل اللّٰھم العن قاتل الحسین،

حضرت اسماعیل نے کہا: خداوندا! اس کے قاتلوں پر لعنت بھیج۔(۱)

---

ا۔بحارالانوار ج 44 ص 243 ح 40۔اشک رواں ص 220۔ناسخ التواریخ در احوال حضرت سید الشھداء علیہ السلام ج 1 ص 273۔منتخب طریحی ص 49۔رمز المصیبۃ (اُردو ترجمہ مدینہ سے شام تک) ج 1 ص 87۔

# حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی عزاداری

مرحوم علامہ مجلسی نقل فرماتے ہیں کہ: جب حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا میں اپنی سواری پر سوار ہو کر زمین کی گردش کرتے ہوئے سرزمین کربلا سے گذرے تو ہوا نے انکی سواری کو تین مرتبہ گرد باد میں پھنسا دیا اور قریب تھا کہ وہ گر جاتے۔ جب ہوا ٹھہری تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی سواری کربلا کی سرزمین پر نیچے اتری۔ حضرت علیہ السلام نے سواری سے پوچھا کہ کیوں اس سرزمین پر رکی ہو؟

فقالت انّ انا یقتل الحسین فقال و من یکون الحسین فقالت سبط محمّدٍ المختار و ابن علیّ الکرّار،

ہوا نے کہا اس سرزمین پر حسین علیہ السلامشہید کیے جائیں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا: حسین کون ہیں؟

جواب ملا آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کے فرزند ہیں۔

پوچھا؟ کون اُن سے جنگ کرے گا؟

جواب ملا آسمان وزمین کا ملعون ترین شخص یزید۔

حضرت سلمان علیہ السلام نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے اس پر لعنت بھیجی اور تمام جن وانس نے آمین کہی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی سواری نے حرکت کی۔

---

ا۔ بحارالانوار ج 44 ص 244 ح 42۔ ناسخ التواریخ دراحوال حضرت سید الشہداء علیہ السلام ج 1 ص 274۔ منتخب طریحی ص 50۔ رمز المصیبۃ (اُردو ترجمہ مدینہ سے شام تک) ج 1 ص 88۔

# حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزاداری

حضرت موسیٰ علیہ السلام یوشع ابن نون کے ہمراہ بیابان میں سفر کر رہے تھے کہ جب وہ کربلا کی سرزمین پر پہنچے تو حضرت موسی علیہ السلام کے جوتے کا تسمہ کھل گیا اور ایک تین پہلوؤں والا کانٹا حضرت موسی علیہ السلام کے پاؤں میں پیوست ہو گیا، جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیر سے خون جاری ہونے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: بارالہا! مجھ سے کوئی گناہ ہوا ہے؟

خداوند متعال نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی: اس جگہ پر حسین علیہ السلام شہید ہوں گے اور ان کا خون بہایا جائے گا تمہارا خون بھی ان کے ساتھ وابستگی کی خاطر جاری ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: بارالہا! حسین علیہ السلام کون ہیں؟

ارشاد ہوا: وہ محمد مصطفیٰ کے نواسے اور علی مرتضی کے لخت جگر ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں عرض کیا:

يَا رَبِّ لِمَ فَضَّلْتَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ(ص)عَلَى سَائِرِ الْأُمَمِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فَضَّلْتُهُمْ لِعَشْرِ خِصَالٍ قَالَ مُوسَى وَ مَا تِلْكَ الْخِصَالُ الَّتِي يَعْمَلُونَهَا حَتَّى آمُرَ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَعْمَلُونَهَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى الصَّلَاةُ وَ الزَّكَاةُ وَ الصَّوْمُ وَ الْحَجُّ وَ الْجِهَادُ وَ الْجُمُعَةُ وَ الْجَمَاعَةُ وَ الْقُرْآنُ وَ

الْعِلْمُ وَ الْعَاشُورَاءُ قَالَ مُوسَی(ع)یَا رَبِّ وَ مَا الْعَاشُورَاءُ قَالَ الْبُکَاءُ وَ التَّبَاکِی عَلَی سِبْطِ مُحَمَّدٍ(ص)وَ الْمَرْثِیَهُ وَ الْعَزَاءُ عَلَی؟ مُصِیبَهِ وُلْدِ الْمُصْطَفَی یَا مُوسَی مَا مِنْ عَبْدٍ مِنْ عَبِیدِی فِی ذَلِكَ الزَّمَانِ بَکَه أَوْ تَبَاکَه وَ تَعَزَّه عَلَی وُلْدِ الْمُصْطَفَی(ص)إِلَّا وَ کَانَتْ لَہُ الْجَنَّهُ ثَابِتاً فِیهَا وَ مَا مِنْ عَبْدٍ أَنْفَقَ مِنْ مَالِهِ فِی مَحَبَّه ابْنِ بِنْتِ نَبِیِّهِ طَعَاماً وَ غَیْرَ ذَلِكَ دِرْهَماً إِلَّا وَ بَارَکْتُ لَهُ فِی الدَّارِ الدُّنْیَا الدِّرْهَمَ بِسَبْعِینَ دِرْهَماً وَ کَانَ مُعَافاً فِی الْجَنَّهِ وَ غَفَرْتُ لَهُ ذُنُوبَه وَ عِزَّتِی وَ جَلَالِی مَا مِنْ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَهٍ سَالَ دَمْعُ عَیْنَیْه فِی یَوْمِ عَاشُورَاءَ وَ غَیْرِهِ قَطْرَهً وَاحِدَه إِلَّا وَ کُتِبَ لَهُ أَجْرُ مِائَهِ شَهِیدٍ،

اے میرے پروردگار! آخری نبی کی امت کو باقی نبیوں کی امتوں پر کیوں برتری دی؟

جواب ملا: ان میں دس خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے انھیں فضیلت دی گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: وہ دس خصوصیات کیا ہیں مجھے بھی بتائیں تو میں بنی اسرائیل کو کہوں کہ وہ بھی ان پر عمل کریں۔ خداوند متعال نے ارشاد فرمایا: نماز، زکات، روزہ، حج، جمعہ، جماعت، قرآن، علم اور عاشوراء حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی پروردگارا یہ عاشورا کیا ہے؟ ارشاد

ہوا: محمد مصطفیٰ کے فرزند کی مصیبت میں عزاداری کرتے ہوئے رونا اور مرثیہ خوانی کرنا۔

اے موسیٰ علیہ السلام! جو بھی اس زمانے محمد مصطفیٰ کے اس فرزند پر روئے اور عزاداری کرے اس کے لیے جنت یقینی ہے اور اے موسیٰعلیہ السلام! جو بھی محمد مصطفیٰ کے اس فرزند کی محبت میں اپنا مال خرچ کرے (نیاز میں یا پھر کسی بھی چیز میں) میں اس میں برکت ڈالوں گا، یہاں تک کہ اس کا ایک درہم ستر درہموں کے برابر ہو جائے گا اور اسے گناہوں سے پاک صاف جنت میں داخل کروں گا اور مجھے میری عزت وجلال کی قسم جو بھی عاشورا یا عاشورا کے علاوہ اس کی محبت میں ایک قطرہ آنسو بہائے گا، میں سو شہیدوں کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھوں گا۔

منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں بنی اسرائیل کی بخشش کی درخواست کی تو حق متعال نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! حسین کے قاتل کے علاوہ جو بھی اپنے گناہوں کی مجھ سے معافی مانگے گا میں اسے معاف کر دوں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اس کا قاتل کون ہے؟

خداوند متعال نے فرمایا: اس کا قاتل وہ ہے کہ جس پر مچھلیاں دریاؤں میں، درندے بیابانوں میں، پرندے ہواؤں میں لعنت بھیجتے ہیں۔ اس کے جد حضرت محمد مصطفیٰ کی امت کے کچھ ظالم اسے کربلا کی سرزمین پر شہید کر دیں

گے اور ان کا گھوڑا فریاد کرے گا:

اَلظَّلِیمَۃُ اَلظَّلِیمَۃُ مِنۡ اُمَّہ قتلَت اِبۡن بِنۡت نبیِّہا۔

پھر ان کے بدن کو غسل وکفن کے بغیر صحرا میں پتھروں پر چھوڑ دیں گے اور ان کے اموال کو غارت کریں گے ان کے اہل وعیال کو قیدی بنالیں گے ان کے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیں گے اور ان کے سروں کو نیزوں پر سوار کر کے بازاروں اور گلیوں میں پھرائیں گے۔ اے موسیٰ! ان کے بعض بچے پیاس کی شدت سے مر جائیں گے، ان کے بڑوں کے جسم کی کھال پیاس کی شدت سے سکڑ جائے گی وہ جس قدر بھی فریاد کریں گے، مدد طلب کریں گے، امان مانگیں گے، کوئی بھی ان کی مدد کو نہیں کرے گا اور انھیں امان نہیں دی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے یزید پر لعنت کی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے دعا کی اور یوشع ابن نون نے آمین کہا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! حسین کے قاتلوں کے لیے کیا عذاب ہوگا؟

خداوند متعال نے وحی کی: ایسا عذاب کہ جہنمی بھی اس عذاب کی شدت کی وجہ سے پناہ مانگیں گے، میری رحمت اور ان کے جد کی شفاعت ان لوگوں کے شامل حال نہ ہوگی اور اگر حسین کی عظمت نہ ہوتی تو میں ان کے قاتلوں کو زندہ درگور کر دیتا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگارا میں ان سے اور جو بھی ان کے

کاموں پر راضی تھے، ان سب سے بیزار ہوں۔ خداوند متعال نے ارشاد فرمایا: میں نے ان کے پیروکاروں کے لیے بخشش کو انتخاب کیا ہے۔

وَ اعْلَمْ اَنَّا مَنْ بَکَا عَلَیَا اَوْ اَبْکَا اَوْ تَبَاکَا حُرِّمَتْ جَسَدًا عَلَی النَّارْ،

اور جان لو! جو بھی حسین پر روئے یا رولائے یا رونے کی شکل بنالے اس کا جسم جہنم کی آگ پر حرام ہے۔

الرزیا بفناءا إلای اتلبس علی و فاطما ثیاب اذا المصیبا إلی اتحل کرب اذا المصیبا بساحتاما ا

اور ان جملوں کے بعد خداوند متعال سے التجا کرتے تھے کہ بار الہا! مجھے ایک فرزند عنایت فرما جس کی محبت سے میرے دل کو نورانی کردے اور پھر مجھے اس کی مصیبت میں اسی طرح مبتلا فرما جس طرح اپنے حبیب محمد مصطفیٰ کو ان کے فرزند حسین علیہ السلام کی مصیبت میں مبتلا فرمائے گا۔ خداوند متعال نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام عنایت فرمایا اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید ہو گئے اور زکریا علیہ السلام ان کے غم میں سوگوار ہو گئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہما السلام میں ایک اور شباہت یہ تھی کہ یہ دونوں بزرگوار چھ ماہ کے حمل کے بعد متولد ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ان دونوں بزرگواروں میں ایک اور شباہت یہ بھی پائی جاتی ہے جسے حضرت امام جواد علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

ما بکت السماء الاّ علی یحیی بن ذکریا والحسین بن

علی علیہما السلام،

یعنی آسمان حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مظلومیت کے سوا کسی اور کی مظلومیت پر نہیں رویا۔

---

۱۔ بحار الانوار ج44 ص244 ح42۔ ناسخ التواریخ در احوال حضرت سید الشہداء علیہ السلام ج1 ص274۔ منتخب طریحی ص50۔ رمز المصیبۃ (اُردو ترجمہ مدینہ سے شام تک) ج1 ص88۔

# حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت زکریاؑ کی عزاداری

سعد ابن عبداللہ قمی کہتے ہیں میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا، حضرت نے ارشاد فرمایا: اس ملاقات سے تمہارا کیا مقصد تھا؟ میں نے عرض کیا: مجھے احمد ابن اسحاق نے اشتیاق دلایا کہ میں آپ علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہو کر آپ علیہ السلام کے محضر سے فیض حاصل کروں اور اگر آپ علیہ السلام اجازت فرمائیں تو آپ علیہ السلام سے کچھ سوال بھی کرلوں۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک بچے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جو کچھ بھی پوچھنا چاہتے ہو میرے اس فرزند سے پوچھ لو، یہ اہل تشیع کا بارہواں امام ہے۔

سعد کہتا ہے کہ میں نے اس گوہر تابناک کی طرف توجہ کرتے ہوئے ان سے پوچھا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے سورہ مریم کے اول میں کھیعص کی تاویل سے آگاہ فرمائیں؟

امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: یہ حروف مقطعات غیب کی خبروں میں سے ہیں اور خداوند متعال ان حروف کے ذریعے سے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت زکریا علیہ السلام کے واقعات سے آگاہ فرما رہے ہیں پھر

حضرت علیہ السلام نے اس قصہ کو بیان فرمایا کہ: حضرت زکریا علیہ السلام نے خداوند متعال سے تقاضا کیا کہ مجھے خمسہ طیبہ کے اسمائے گرامی کی تعلیم دیں، جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اوراُن اسماء کی تعلیم حضرت زکریا علیہ السلام کو دی۔ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام نے مناجات کے وقت عرض کیا: پروردگارا! میں جب بھی محمد،علی، فاطمہ اور حسن صلوات اللہ علیہم اجمعین کے اسماء کو ذہن میں لاتا ہوں تو اپنے غموں کو بھول کر خوشحال ہو جاتا ہوں لیکن جب بھی حسین علیہ السلام کے نام گرامی کے بارے میں سوچتا ہوں تو دنیا کے تمام غم میری طرف ہجوم آور ہو جاتے ہیں اور بے اختیار میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں؟

خداوند متعال نے انہیں حضرت سید الشھداء علیہ السلام کے واقعہ سے آگاہ کیا۔ پھر حضرت علیہ السلام نے فرمایا: کاف کربلا کی طرف اشارہ ہے جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا مقام ہے اور ھا،عترت طاہرہ کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہےاور یا یزید ملعون کی طرف اشارہ ہےاور عین عطش اور پیاس کی طرف اشارہ ہے،صاد صبر سید الشھداء کی طرف اشارہ ہے۔

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے کربلا کے اس جانسوز واقعہ کو سنا تو اس قدر متأثر ہوئے کہ تین دن تک اپنے گھر سے باہر تشریف نہیں لائے اور لوگوں کو ملنے سے منع کر دیا اس مدت میں عزاداری سید الشھداء میں مشغول رہے اور ان جملوں کا تکرار کرتے تھے:

إلهی اتفجع خیر جمیع خلقك بولده؟ إلهی اتنزل بلوی هذه

---

ا۔بحار الانوار، ج 44 ص 244، ح 41۔ناسخ التواریخ در احوال حضرت سید الشہداء علیہ السلام ج 1 ص 274۔منتخب طریحی ص 50۔رمز المصیبۃ (اُردو ترجمہ مدینہ سے شام تک) ج 1 ص 88۔

# حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزاداری

ایک دن جب حضرت عیسی علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ صحرا میں چکر لگا رہے تھے، تو انکا گزر کربلا سے ہوا۔ انھوں نے ایک شیر کو دیکھا کہ جو انکا راستہ روکے ہوئے بیٹھا تھا۔

حضرت عیسی علیہ السلام آگے آئے اور فرمایا: اے شیر تم کیوں اس جگہ پر ہمارا راستہ روکے بیٹھے ہو؟

اس شیر نے فصیح زبان میں کہا: جب تک تم سب امام حسین علیہ السلام کے قاتل یزید پر لعنت نہیں کرو گے، اسوقت میں تمہارے راستے سے نہیں ہٹوں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حسین کون ہیں؟

شیر نے کہا: وہ رسول خدا محمد (ص) کے نواسے اور خداوند کے ولی، علی علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔

پھر عیسی نے فرمایا: اس امام کا قاتل کون ہے؟

شیر نے جواب دیا کہ: انکا قاتل تمام درندے وحشی حیوانات اور بھیڑیوں سے لعنت شدہ ہے اور خاص طور پر وہ سب ہر سال روز عاشورا یزید پر لعنت کرتے ہیں۔

یہ سن کر حضرت عیسی علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر یزید پر لعنت کی اور انکے

حواریوں نے آمین کہا۔ پھر شیر انکے راستے سے ہٹ گیا اور وہ وہاں سے گزر کر چلے گئے۔(۱)

مرحوم مازندرانی حائری اسی واقعے کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ: حضرت عیسی علیہ السلام اور حواریوں نے شیر کی بات سن کر بہت گریہ کیا اور امام کے قاتل پر لعنت کی۔

پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا: اے بنی اسرائیل حسین کے قاتل پر لعنت کرو اور اگر تم اس زمانے میں موجود ہوئے تو، انکے ساتھ مل کر جہاد کرنا، کیونکہ اسکے ساتھ شہید ہونا، انبیاء کے ساتھ شہید ہونا ہے۔

---

ا۔معالي السبطين، ج 1 ص 176۔بحار الانوار ج 44 ص 244 ح 43۔ناسخ التواریخ در احوال حضرت سید الشہداء علیہ السلام ج 1 ص 275۔منتخب طریحی ص 50۔رمز المصیبۃ (اُردو ترجمہ مدینہ سے شام تک) ج 1 ص 89۔

# حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت محمد مصطفیٰؐ کی عزاداری

ام سلمہ سلام اللہ علیہا کہتی ہیں کہ: ایک شب رسول خدا گھر سے باہر گئے اور بہت دیر کے بعد واپس آئے، اس حالت میں کہ بہت غمزدہ و خاک آلود تھے اور اپنے ہاتھوں کو باندھا ہوا تھا۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہوا ہے کہ میں آپکو اتنا پریشان اور خاک آلود دیکھ رہی ہوں؟

حضرت نے فرمایا کہ: ابھی مجھے عراق کی سرزمین میں کربلا نام کی ایک جگہ دکھائی گئی ہے کہ جو میرے بیٹے حسین، اسکے بیٹوں اور میرے اہل بیت کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ میں نے وہاں سے انکے خون کو بھی اپنے ہاتھوں سے اٹھایا ہے اور وہ خون ابھی میرے ہاتھوں میں ہے، پھر انھوں نے وہ خون مجھے دیا اور فرمایا کہ اسکو لے لو اور سنبھال کر رکھ لو۔

ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اس سرخ رنگ کی خاک کو لے لیا اور ایک شیشے کی بوتل میں رکھ کر اسکے ڈھکن کو بند کر کے سنبھال کر اپنے پاس رکھ لیا۔

جب امام حسین (ع) مکہ چھوڑ کر عراق کی طرف روانہ ہوئے، تو میں ہر روز اس شیشے کی بوتل کو دیکھا اور سونگھا کرتی تھی اور انکے مصائب پر اشک بہایا کرتی تھی۔ جب 10 محرم کا دن پہنچا تو میں نے اس شیشے کی بوتل کو دن کی ابتداء میں دیکھا تو وہ پہلی ہی حالت میں تھی، لیکن جب میں نے اسے دن کے آخری حصے میں

اس خاک کو دیکھا تو وہ تازے خون میں تبدیل ہو چکی تھی، پس یہ دیکھ کر میں نے چیخ کر رونا شروع کر دیا، لیکن اس ڈر سے کہ مدینہ میں دشمنوں کو اس بات کا علم نہ ہو جائے، میں نے اپنے غم کو پنہان کر لیا اور ہمیشہ وہ دن اور وہ وقت میرے ذہن میں تھا، یہاں تک کہ امام حسین کی شہادت کی خبر مدینہ میں پہنچ گئی اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا، وہ حقیقت میں تبدیل ہو چکا تھا۔

# حضرت امام حسین علیہ السلام پر حضرت علی المرتضی علیہ السلام کی عزاداری

شیخ صدوق نے سند معتبر کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ: جنگ صفین پر جاتے ہوئے، میں امیر المؤمنین علی کے ساتھ تھا، جب ہم نہر فرات کے کنارے نینوا کے مقام پر پہنچے تو مولا نے اونچی آواز سے فرمایا: ابن عباس کیا اس جگہ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: نہ، اے امیر المؤمنین۔ انھوں نے فرمایا: اگر میری طرح تم بھی اس جگہ کو جانتے ہوتے، تو تم بھی میری طرح یہاں سے گریہ کیا بغیر نہ گزرتے۔

مولا امیر نے وہاں پر بہت زیادہ گریہ کیا، یہاں تک کہ انکی ریش مبارک اشکوں سے تر ہوگئی اور اشک سینے پر بھی جاری ہوگئے، مولا کی حالت دیکھ کر ہم نے بھی گریہ کیا اور مولا نے فرمایا: ہائے افسوس، یہ ابوسفیان کی اولاد مجھ سے کیا چاہتی ہے؟ یہ آل حرب مجھ سے کیا چاہتی ہے؟ کہ یہ حزب شیطان اور کفر کے سرپرست ہیں۔ صبر کرو اے ابا عبداللہ کہ انھوں نے جو کچھ تمہارے والد کے ساتھ کیا ہے، وہی وہ تمہارے ساتھ بھی کریں گے۔ پھر مولا نے پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ نماز کے بعد بھی وہی بات کہتے اور ساتھ ساتھ گریہ کرتے جاتے تھے، یہاں تک کہ تھوڑی دیر کے لیے سو گئے، جب نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا: اے ابن عباس، میں نے جواب دیا: جی میرے مولا میں

حاضر ہوں۔

فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے، تمہارے لیے بھی بیان کروں؟ میں نے عرض کیا: ہاں اے امیرالمؤمنین۔

فرمایا: میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ آسمان سے زمین پر آئے ہیں کہ جن کے ہاتھوں میں سفید پرچم اور چمکتی ہوئی تیز دھاروالی شمشیریں ہیں، پھر انھوں نے اس زمین کے ارد گرد دائرے کی شکل میں ایک لائن کھینچی ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ گویا وہ کھجور کے درختوں کی شاخوں کو زمین پر مارتے ہیں اور ان شاخوں سے تازہ خون جاری ہوتا ہے اور میرے جگر کا ٹکڑا، میرا بیٹا حسین، اس خون میں غوطہ ور ہے اور وہ مدد کے لیے فریاد کر رہا ہے، لیکن کوئی بھی اسکی مدد کرنے والا نہیں ہے۔ گویا آسمان سے آنے والے وہ نورانی اشخاص اسکو آواز دے رہے تھے کہ اے آل رسول صبر کریں کہ آپ بدترین انسانوں کے ہاتھوں سے قتل کیے جائیں گے اور اے اباعبداللہ ابھی جنت آپکی مشتاق ہے۔

ابن عباس کہتا ہے کہ علی علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ: میں گھر میں سویا ہوا تھا کہ ایک دم سے اچانک بیدار ہو گیا، میں نے دیکھا کہ اس سے تازہ خون جاری ہے اور میری جیب خون سے بھر گئی ہے۔ میں نے بیٹھ کر گریہ کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ خدا کی قسم حسین شہید ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم علیعلیہ السلام نے کبھی بھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولا ہے، اور انھوں نے جو بھی خبر مجھے دی ہے، وہ واقع ہو کر ہی رہی ہے، کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن چیزوں کی خبر انھیں دیتے تھے، وہ خبر

انکے علاوہ کسی دوسرے کونہیں دیتے تھے۔

علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ پھران نورانی انسانوں نے مجھے تسلیت دی اور کہا: اے اباالحسن آپکے لیے خوشخبری ہے کہ خداوند قیامت کے دن آپکے بیٹے کے ذریعے سے آپکی آنکھوں کو روشن کرے گا، پھر علی علیہ السلام نے ابن عباس سے کہا کہ ان نورانی انسانوں کی یہ بات سن کر میں نیند سے بیدار ہوگیا۔

اس خداوند کی قسم کہ جسکے قبضہ قدرت میں علی علیہ السلام کی جان ہے، مجھے ابو القاسم رسول خدا نے خبر دی تھی کہ جب میں اہل بغاوت (معاویہ کے ساتھ جنگ صفین) میں اس زمین (کربلا) کو دیکھوں گا اور یہ کربلا کی زمین ہے کہ یہاں پر حسین میری اور فاطمہ کی اولاد میں سے 17 بندوں کے ساتھ دفن ہوگا۔ یہ سرزمین آسمانوں پر بہت معروف ہے اور اسے کربلا کی زمین کے عنوان سے یاد کرتے ہیں، جسطرح کہ حرمین (مکہ و مدینہ) اور بیت المقدس کی زمین کو یاد کرتے ہیں۔

پھر علی علیہ السلام نے ابن عباس سے فرمایا: اے ابن عباس اس زمین کی خاک کی خوشبو کو سونگھو، اس لیے کہ اسے حضرت عیسی نے بھی سونگھا ہے۔ جب انھوں نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کونسی زمین ہے؟ حواریوں نے جواب دیا، نہیں۔ حضرت عیسی نے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے کہ جہاں پر رسول خدا احمد مرسل کا بیٹا اور میری ماں کی مانند، رسول خدا کی بیٹی فاطمہ زہرا کا جگر گوشہ، قتل کیا اور دفن کیا جائے گا، یہ وہ زمین ہے کہ جسکی خاک کی خوشبو

مشک وعنبر سے بھی زیادہ ہے، کیونکہ اس زمین کی طینت، اس شہید کی طینت سے ہے، اور انبیاء وانکی اولاد کی طینت بھی ایسے ہی ہے۔

ابن عباس کہتا ہے کہ: میں یہ بات سن کر ڈر گیا، اسی لیے میں صبح صبح گھر سے باہر گیا، میں نے دیکھا کہ شہر مدینہ میں گرد وغبار کی سی ایسی حالت ہے کہ اس میں ایک دوسرے کو اندھیرے کی وجہ سے پہچانا نہیں جا سکتا، پھر سورج نکلا، سورج کی بھی ایسی حالت تھی کہ گویا اسکو گرہن لگا ہوا ہے اور شہر مدینہ کی دیواروں کی ایسی حالت تھی کہ گویا ان پر تازہ خون ڈالا ہو، پھر میں اپنے گھر واپس آ گیا اور گھر میں بیٹھ کر گریہ کرنے لگا۔

خدا کی قسم امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے ہیں، اور میں نے سنا کہ گھر کے اندر سے آواز آئی کہ:

اے آل رسول صبر کریں کہ حضرت زہرا کے بیٹے کو قتل کر دیا گیا ہے اور فرشتہ روح الامین بھی گریہ وشیون کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

اس نے بلند آواز گریہ کیا اور میں نے بھی گریہ کیا، میں نے اس دن اور اس تاریخ کو اپنے پاس لکھ لیا، وہ عاشور کا دن تھا، جب مدینہ میں شہادت کی خبر پہنچی تو معلوم ہوا کہ وہ وہی دن تھا، جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا تھا۔

میں نے اس خبر کو ان لوگوں کو بتایا کہ جو مولا امیر علیہ السلام کے ساتھ تھے، انھوں نے کہا کہ: خدا کی قسم ہم نے بھی جنگ کے دوران گریہ کرنے والے کی آواز کو سنا تھا، لیکن ہمیں نہیں پتا تھا کہ وہ گریہ کرنے والا کون تھا، ہمارے خیال

میں تو وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

11 - معتبر سند کے ساتھ ہرثمہ ابن ابی مسلم سے روایت ہوئی ہے کہ اس نے کہا کہ: میں جنگ صفین میں امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے ساتھ ہی تھا۔ جنگ سے واپسی پر وہ زمین کربلا پر پہنچے اور انھوں نے وہاں پر نماز صبح پڑھی، پھر انھوں نے خاک کربلا کو ہاتھ میں لے کر سونگھا اور فرمایا: اے خاک کربلا تم خوش قسمت ہو کہ تمہارے اندر سے ایک ایسا گروہ قیامت والے دن محشور ہوگا کہ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔

ہرثمہ جب اپنے گھر واپس لوٹ کر آیا تو اس نے اپنی شیعہ بیوی کو سارا واقعہ سنایا۔ اسکی بیوی نے کہا اے مرد امیر المؤمنین حق کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔ جب امام حسین عراق کی طرف آئے تو ہرثمہ کہتا ہے کہ میں عبید اللہ ابن زیاد کے لشکر میں تھا۔ میں نے جب زمین کربلا کو دیکھا تو مجھے علی علیہ السلام کی وہ بات آ گئی، پھر میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر امام حسین علیہ السلام کے پاس گیا، انکو سلام کیا اور جو کچھ میں نے اس مقام پر علی علیہ السلام سے سنا تھا، وہ سب انکو بتا دیا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم ہمارے ساتھ ہو یا ہمارے مخالف ہو؟ ہرثمہ کہتا ہے کہ میں نے کہا: میں نہ آپکے ساتھ ہوں اور نہ ہی آپکے مخالف ہوں، کیونکہ میری بیٹیاں کوفہ میں ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ عبید اللہ ابن زیاد کہیں انکو قتل نہ کر دے۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: پس تم جلدی سے یہاں سے ایسی جگہ چلے جاؤ کہ جہاں سے ہمیں قتل ہوتا نہ دیکھ سکو اور

میری آواز کو نہ سن سکو، اس خدا کی قسم کہ جسکے ہاتھ میں محمد حسین کی جان ہے، جو بھی میری فریاد کو سنے اور میری مدد نہ کرے تو، خداوند کل قیامت کے دن ایسے شخص کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔

## پتھر پر ایک تاریخی تحریر

سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں ابن سیرین کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پانچ سو سال قبل ایک پتھر برآمد ہوا، جس پر سریانی زبان میں کچھ کلمات تحریر تھے۔ ان کا عربی ترجمہ یہ ہے۔(۱)

اَتَرجو اُمَّۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنا

شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَاب

مثیر الاحزان اور بحار الانوار میں درج ہے کہ: ایک نصرانی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ ایک دفعہ میں نے روم کے ایک شہر میں ایک جگہ کو کھودا اور یہ واقعہ بعثت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین سو سال قبل کا ہے۔

ایک پتھر نکلا جس پر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔(۲)

اَتَرجو عُصبۃٌ قَتَلَتْ حُسَیْنا

شَفَاعَۃَ جَدِّہٖ یَوْمَ الْحِسَاب

---

۱۔ تذکرۃ الخواص ص284۔

۲۔ بحار الانوار ج44 ص225۔ مثیر الاحزان ص97۔

## مدینہ سے ہجرت کے وقت تعداد

بہت سے مآخذ نے اس مرحلے میں امام کے ساتھیوں کی تعداد کا ذکر نہیں کیا ہے۔(۱)

اکلوتی روایت جو تعداد بتاتی ہے شیخ صدوق نے امام صادق سے نقل کی ہے۔ جس کے مطابق مدینہ سے ہجرت کے وقت امام کے ساتھ روانہ ہونے والے افراد کی تعداد 19 تھی جن میں اہل خانہ اور اصحاب شامل تھے۔غلاموں کی تعداد اس میں شامل نہیں ہے۔(۲)

ایک اور روایت کے مطابق عورتیں، مرد، غلام اور کنیزیں ملا کر مدینہ سے نکلنے والے افراد کی تعداد 82 ہے۔(۳)

یہ روایت حقیقت سے قریب تر ہے۔

---

۱۔ دینوری، الاخبار الطوال ص 228۔ تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج4 ص253۔ الارشاد ج2 ص34۔ روضۃ الواعظین ص 171۔ اعلام الوری باعلام الہدی ج1 ص435۔ مقتل خوارزمی ج1 ص273۔

۲۔ بحار الانوار ج44 ص313۔ الامالی شیخ صدوق مجلس 30 ح1 ص217۔

۳۔ مدینہ سے مدینہ تک ص ۲۷ تا ۹۷۔

## مدینہ سے ہجرت کرنے والی امام حسین علیہ السلام کی بہنیں

صاحبِ معالی السبطین نے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نکلنے والی حضرت کی بہنوں کا ذکر یوں کیا ہے۔

1۔ حضرت زینب کبریٰؑ بنت امیر المومنین علیہ السلام

2۔ حضرت زینب صغریٰؑ بنت امیر المومنین علیہ السلام

3۔حضرت فاطمہؑ (کنیت ام کلثوم)

4۔حضرت خدیجہؑ جن کی ماں اُم ولد تھیں۔ یہ عبد الرحمٰن بن عقیل کی زوجہ تھیں۔ان کے دو بیٹے: سعد اور عقیل (مقتل شو یکی کے مطابق) امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب دشمنوں نے خیام پر ہجوم اور حملہ کیا تو دونوں بچے پیاس، وحشت اور دہشت کی شدت کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ان کے والد کربلا کے شہدا میں سے ہے اور خدیجہ کوفہ میں وفات پا گئیں۔

5۔ حضرت رقیہ کبریٰؑ جو مسلم بن عقیل کی زوجہ تھیں ان کے دو بیٹے عبد اللہؑ اور محمدؑ تھے اور ایک بیٹی عاتکہ تھیں۔ یہ دونوں بیٹے کربلا میں شہید ہو گئے اور بیٹی عاتکہ سات سال کی تھیں جو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد تاراجی خیام کے وقت گھوڑوں کے سموں سے پامال ہو گئیں۔

6 اُم ہانی، جن کی ماں اُم ولد تھیں، یہ عبد اللہ اکبر بن عقیل کی زوجہ تھیں، ان کا بیٹا بنام عبد للہ تھا۔

7۔ حضرت رملہ کبریٰ، جن کی ماں امُ مسعود بنت عروۃ الثقفی تھیں۔ یہ عبدالرحمٰن اوسط بن عقیل کی زوجہ تھیں، ان کی بیٹی اُم عقیل تھی۔

8۔ حضرت رقیہ صغریٰؑ، کہ ان کی والدہ اُم ولد تھی۔

9۔ حضرت فاطمہ الصغریٰ جن کی والدہ اُم ولد تھیں۔ یہ ابوسعید بن عقیل کی بیوی تھیں۔ ان کی ایک دختر بنام حمیدہ اور ایک بیٹا محمدؑ ہے۔ محمدؑ سات سال کے تھے جو اپنے ماموں امام حسینؑ کے خاک پر گرنے کے بعد ایک ملعون کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

10۔ حضرت خدیجہ صغریٰ کہ جن کی ماں اُم ولد تھیں اور یہ عبداللہ اوسط بن عقیل کی زوجہ تھیں۔ ان کی اولاد نہ تھیں۔

11۔ حضرت اُم سلمہ

12۔ حضرت میمونہ

بعض علماء مقاتل نے حضرت جُمانہ کا اضافہ بھی کیا ہے جن کی کنیت اُم جعفر تھی۔ یہ تیرہ خواتین حضرت امام حسین علیہ السلام کی بہنیں تھیں جو امامؑ کے ساتھ مدینہ سے نکلیں۔

# امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نکلنے والی ازواج امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی بیویاں جو امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ تھیں ان کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ اُم مسعود بنت عروہ ثقفی رملہ کی ماں تھیں۔

2۔ صھبا ثعلبیہ جناب رقیہ کبریٰ زوجہ مسلم بن عقیل کی ماں تھیں۔

3۔ حضرت لیلیٰ بنت مسعود درامیہ، اپنے دو بیٹوں عبداللہؑ اور محمد اصغرؑ کے ساتھ تھیں۔

4۔ حضرت اُم زینب صغریٰ، ان کی بیٹی زینب تھیں۔

5۔ جناب اُم خدیجہ ان کی بیٹی خدیجہ تھیں۔

6۔ جناب اُم رقیہ صغریٰ، ان کی بیٹی رقیہ تھیں۔

7۔ حضرت اُم فاطمہ ان کی بیٹی فاطمہ تھیں۔

8۔ حضرت امامہ بنت ابو العاص عیشمیہ

## دواور خواتین امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مدینہ سے نکلی

1۔ حضرت اُم کلثوم صغریٰ بنت حضرت زینب کبری سلام اللہ علیھا،

جناب اُم کلثوم اپنے شوہر قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالبؑ کے ساتھ مدینہ سے آئیں اور کربلا پہنچیں۔

2۔ حضرت جُمانہ جو قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالبؑ کی پھوپھی تھیں۔(۱)

---

ا۔ مدینہ سے مدینہ تک ص73

# امام حسین علیہ السلام کے بھائی

امام حسین علیہ السلام کے جو بھائی کربلا میں آئے ان کی تعداد نو ہے۔

1۔ حضرت ابوالفضل العباسؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ

2۔ حضرت عثمان بن علیؑ بن ابی طالبؑ

3۔ حضرت جعفر بن علیؑ بن ابی طالبؑ

4۔ حضرت عبداللہ بن علیؑ بن ابی طالبؑ

یہ چار بھائی امام حسین علیہ السلام کے پدری بھائی تھے۔جن کی والدہ جناب فاطمہ بن حزام بن خالد بن ربیعہ بن عامر ہیں۔اُن کی کنیت اُم البنین ہے۔

5۔ حضرت محمد اصغر بن علیؑ بن ابی طالبؑ

6۔ حضرت بکر بن علیؑ بن ابی طالبؑ

اب دو کی والدہ جناب لیلیٰ بنت مسعود درامیہ تھیں اور وہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ کربلا آئیں۔

7۔ حضرت عمر بن علیؑ بن ابی طالبؑ (لقب اطرف)

ان کی ماں صھبا ثعلبیہ تھیں جن کی کنیت اُم حبیب ہے اور اپنے بیٹے کے ساتھ کربلا آئیں۔

8۔ حضرت عون بن علیؑ بن ابی طالبؑ

ان کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔اسماء مدینہ میں رہیں۔

9۔ حضرت محمد اوسط بن علیؑ بن ابی طالبؑ

ان کی ماں امامہ بنت ابی العاص تھیں جو اپنے بیٹے کے ساتھ کربلا آئیں۔

یہ تمام بھائی کربلا میں شہید ہو گئے۔

## امام حسنؑ کے خانوادے سے افراد کربلا میں

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی پانچ ازواج اور امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں 16 افراد تھے۔ کچھ کربلا میں شہید ہوئے اور بعض بچے ابن سعد کے خیام کے حملہ اور ہجوم کے درمیان پامال ہوگئے اور بعض قیدی ہوگئے اور قیدیوں کے ہمراہ شام لے جائے گے۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

## امام حسن علیہ السلام کے بیٹے کربلا میں

امام حسن علیہ السلام کے 12 بیٹے کربلا میں موجود تھے۔

1۔ حضرت حسن مثنّیٰ بن امام حسن علیہ السلام، جن کی ماں حضرت خولہ تھیں جو مدینہ میں رہ گئیں۔

2۔ جناب عمرہ بن امام حسن علیہ السلام

3۔ جناب قاسم بن امام حسن علیہ السلام

4۔ جناب عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام (ان تین شہزادوں کی ماں رملہ تھیں)

5۔ جناب احمد بن امام حسن علیہ السلام

6۔ جناب محمد بن امام حسن علیہ السلام

7۔ جناب جعفر بن امام حسن علیہ السلام (ان دونوں شہزادوں کی ماں اُم کلثوم بنت عباس بن عبدالمطلبؑ تھیں)

8۔ جناب بکر بن امام حسن علیہ السلام (ان کی والدہ اُم ولد تھیں جو کربلا آئیں)

9۔ جناب حسین بن امام حسن علیہ السلام (جن کا لقب اثرم تھا)

10۔ جناب طلحہ بن امام حسن علیہ السلام

11۔ جناب زید بن امام حسن علیہ السلام

12۔ جناب عبدالرحمٰن بن امام حسن علیہ السلام

## امام حسن علیہ السلام کی بیٹیاں کربلا میں

امام حسن علیہ السلام کی ۴ بیٹیاں کربلا میں موجود تھیں۔

1۔ جناب فاطمہ بنت مام حسن علیہ السلام (یہ بی بی حسین بن امام حسنؑ اور طلحہ بن امام حسنؑ کی بہن ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام کی والدہ ہیں۔اس بی بی فاطمہ اور بھائیوں کی والدہ اُم اسحاق بنت طلحہ ہیں)۔

2۔ جناب اُم الحسنؑ

3۔ جناب اُم الحسین بن الحسنؑ (یہ دونوں بہنیں احمد بن الحسن کی ہیں جو خیام پر ہجوم کے دوران پامال ہوگئیں۔ان کی ماں اُم بشر تھیں)۔

4۔ جناب بی بی اُم الحسین (یہ جناب زید اور عبدالرحمٰن بن امام حسن علیہ السلام کی بہن ہیں، ان کی ماں اُم ولد تھیں یہ سب کربلا میں تھے)۔

## اولاد حضرت جعفر طیارؓ کربلا میں

حضرت جعفر طیار علیہ السلام کے چچا ہیں،ان کی اولاد سے پانچ شخص کربلا آئے ،ان کی تفصیل یہ ہے:

1۔ جناب عون اکبر بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالبؑ

(ان کی والدہ حضرت زینب کبریٰ بنت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام تھیں)

2۔ جناب محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالبؑ

(ان کی والدہ کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔بعض نے ان کی ماں کا نام حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا لکھا ہے اور بعض نے کہا کہ ان کی ماں خوصاء بنت حفصہ بن بکر بن وائل ہے)

3۔ جناب عون بن جعفر طیار بن ابی طالبؑ

(جن کی ماں اسماء بنت عمس ہیں)

4۔ جناب قاسم بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالبؑ

(ان کی ماں اُم ولد ہے جو اپنے بیٹے کے ساتھ کربلا آئیں)

5۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالبؑ

(ان کی ماں خوصاء بنت حفصہ بن بکر بن وائل)

یہ پانچ شخصیتیں اولادِ جعفر طیارؓ میں سے کربلا میں شہید ہوئیں۔

# اولادِ حضرت عقیلؑ کربلا میں

جناب حضرت عقیل امام حسین علیہ السلام کے دوسرے چچا ہیں،ان کی اولاد سے بارہ افراد کربلا آئے جن کی تفصیل یہ ہے:

1۔ جناب جعفر بن عقیل بن ابی طالبؑ

(ان کی ماں اُم الثغر جو اپنے بیٹے کے ساتھ کربلا آئیں)

2۔ جناب عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالبؑ

3۔ جناب عبداللہ بن عقیل بن ابی طالبؑ

4۔ جناب محمد بن مسلم بن عقیل بن ابی طالبؑ (ان دونوں کی والدہ جناب رقیہ بنت علیؑ ہیں)

5۔ جناب محمد بن ابی سعید بن عقیل بن ابی طالبؑ

6۔ جناب عبداللہ اصغر بن عقیل بن ابی طالبؑ

7۔ جناب موسیٰ بن عقیل بن ابی طالبؑ

8۔جناب علی بن عقیل بن ابی طالبؑ

9۔ جناب احمد بن عقیل بن ابی طالبؑ

10۔ جناب مسلم بن عقیل بن ابی طالبؑ

11۔ جناب محمد اصغر بن مسلم بن عقیل بن ابی طالبؑ یا محمد اصغر بن عقیل بن ابی طالبؑ

12۔ جناب ابراہیم بن مسلم بن عقیل بن ابی طالبؑ یا ابراہیم بن عقیل بن ابی طالبؑ
(ان دونوں میں علمائے مقاتل کو اختلاف تھا کہ جناب مسلمؑ کے بیٹے ہیں یا جناب مسلم کے بھائی ہیں۔)
ان بارہ افراد میں سے نو افراد کربلا میں شہید ہو گئے۔ان نو افراد کے ساتھ 6ان کی والدات بھی تھیں۔
جناب مسلمؑ کوفہ میں شہید ہوئے اور دو بچے ان کے ساتھ تھے جواُن کی شہادت کے بعد قیدی ہو گئے اور بعد میں شہید کئے گئے۔(ا)

---

ا،مدینہ سے مدینہ تک ص 77،78۔

# امام حسین علیہ السلام کے غلام

امام حسین علیہ السلام کے دس غلام مدینہ سے امامؑ کے ساتھ کربلا آئے جن میں سے 8 کربلا میں شہید ہوگئے اور 2 نجات پاگئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ جناب سلیمان بن ابی زرین جو امام حسین علیہ السلام کے غلام تھے۔ یہ بصرہ میں شہید ہوئے کیونکہ ان کو امام حسین علیہ السلام نے اشراف بصرہ کی طرف بھیجا تھا لیکن ابن زیاد کے حکم سے شہید کردیئے گئے۔

2۔ جناب قارب بن عبداللہ الدئلی

3۔ جناب منجح بن سہم

4۔ جناب سعد بن الحرث الخزاعی (جو پہلے امیر المومنینؑ کے غلام تھے۔ یہ عجم کے شہزادوں میں سے تھے چھوٹے سی عمر میں اسلام کی طرف مائل ہوئے اور مسلمانوں میں شامل ہوگئے)

5۔ جناب حرث بن بنھان (جو حضرت حمزہؑ کے غلام تھے)

6۔ جناب جون بن حوی النوبی

(آپ پہلے حضرت ابوذر غفاریؓ کے غلام تھے۔ ان کو حضرت علی علیہ السلام نے 150 دینار میں خریدا اور ابوذر غفاریؓ کو ہبہ کردیا۔ یہ ابوذر غفاری کی خدمت میں تھے لیکن جب عثمان نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو ربذہ کی طرف شہر بدر کردیا تو یہ ساتھ گئے اور وہاں حضرت ابوذر غفاریؓ کی وفات ہوگئی تو واپس مدینہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آگئے۔ حضرت علی علیہ السلام کی

شہادت کے بعد امام حسن علیہ السلام کے پاس اور ان کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام کے پاس آ گئے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے گھر خدمت میں رہتے تھے۔ان کے ساتھ کربلا میں آئے اور 97 سال کی عمر میں شہید ہو گیا۔)

7۔ جناب اسلم بن عمرو

(ان کے بارے میں علمائے مقاتل نے لکھا ہے کہ یہ امام حسین علیہ السلام کے غلاموں میں سے ہیں اور معروف ہے کہ ان کو امام حسین علیہ السلام نے خریدا اور اپنے بیٹے امام زین العابدین علیہ السلام کو ہبہ کر دیا۔ یہ امام سجاد علیہ السلام کا کاتب تھا اور امام علیہ السلام کے ساتھ کربلا آئے اور امامؑ کے سامنے شہید ہوئے)

8۔ جناب نصر بن ابی نیزر

(یہ امیر المومنین علیہ السلام کے غلاموں میں سے تھے اور ان کی طرف زکوٰۃ کی جمع آوری کے لیے مقرر تھے)

یہ آٹھ غلاموں میں سے سات کربلا میں اور سلیمان بن ابی زرین بصرہ میں شہید ہوئے۔

9۔ عقبہ بن سمعان (یہ جناب رباب بنت امراء القیس کے غلام تھے)

10۔ علی بن عثمان بن خطاب الخضرمی (حضرت علی علیہ السلام کا غلام تھا۔امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا آیا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت

کے بعد کربلا سے بھاگ گیا)

یہ دو غلام کربلا میں شہید نہیں ہوئے اور زندہ بچ گئے۔(۱)

---

۱۔ مدینہ سے مدینہ تک ص75،76۔

# امام حسین علیہ السلام کی کنیز

1۔ میمونہ (اُم عبداللہ بن یقطر)

یہ کنیز جب امیر المومنین علیہ السلام کے گھر میں تھیں تو امام حسین علیہ السلام کی خدمت کرتی تھیں۔ جب بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت ہوئی تو یہ امام حسین علیہ السلام کی کنیزی میں رہیں اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں آئیں۔ اس سفر میں اس کنیز کے ساتھ اس کا بیٹا عبداللہ بن یقطر تھا۔ جب قافلہ مدینہ سے نکلا تو امام علیہ السلام نے عبداللہ بن یقطر کو کوفہ کی طرف پیغام دے کر بھیجا اور یہ مسلمؑ کی ملاقات سے پہلے حصین بن نمیر کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور ابن زیاد نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ لیکن ان کی ماں امام حسین علیہ السلام کی کنیزی میں کربلا آئیں)

# امام حسین علیہ السلام کی ازواج کے غلام

امام حسین علیہ السلام کی ازواج کی چار کنیزیں کربلا میں موجود تھیں۔

1۔ جناب فاکھہ

(یہ جناب رباب بنت امراء القیس کے گھر میں خدمت کرتی تھیں۔اس کنیز کے شوہر عبداللہ تھے جن کا بیٹا قارب تھا جو امام حسین علیہ السلام کا غلام تھا یہ اپنی ماں کے ساتھ کربلا آیا)

2۔ حسینہ

(یہ کنیز امام حسین علیہ السلام نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلبؑ سے خریدی تھی اور حضرتؑ کے گھر میں تھیں پھر حضرت علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام کے پاس رہیں اور کربلا آئیں)

3۔ جناب کبشہ

(یہ امامؑ کی کنیز تھیں اور یہ اُم اسحاق کے گھر میں خدمت کرتی تھیں،اس کا بیٹا رزین امامؑ کا غلام تھا)

4۔ جناب ملیکہ

(ان کا شوہر عقبہ بن سمعان تھا۔یہ بی بی امام حسن علیہ السلام کے گھر خدمت کرتی تھیں۔ان کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام کے گھر منتقل ہو گئیں اور ابھی کبھی حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے گھر بھی خدمت کرتی تھیں کیونکہ

عقبہ حضرت ربابؑ کا غلام تھا لہذا یہ بانو ربابؑ کے ساتھ کربلا آئیں)

امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اور اہل بیتؑ کے قیدی ہونے کے بعد عمر بن سعد نے اس کنیز کے شوہر عقبہ بن سمعان کو پکڑ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟

اس نے کہا: میں عبد و غلام و مملوک ہوں۔

تو عمر بن سعد نے اس کو رہا کر دیا۔

# حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی کنیزیں

کربلا میں حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی چار کنیزیں تھیں۔

## 1۔ حضرت فضہ نوبیہ

فضہ نوبیہ، حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی کنیز ہیں اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ نام دیا ہے۔ ان کا نام حسنین علیہما السلام کی ولادت، آیت اطعام کے نزول کے واقعہ اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کے سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات کے ضمن میں آتا ہے۔ فضہ نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے بعد دو شادیاں کی ہیں۔ ان کی خصوصیات میں آیات قرآنی کے ذریعہ گفتگو کرنا اور علم کیمیا کا جاننا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ واقعہ کربلا میں بھی موجود تھیں۔

فضہ اصالتاً نوبیہ کی رہنے والی تھیں۔(۱) نوبیہ ایک شہر ہے جو جنوب سوڈان (۲) یا جنوب مصر و شرق نیل (۳) میں واقع تھا۔ بعض نے انہیں ہندی (۴) کہا ہے اور بعض دیگر نے حتی کہا ہے کہ وہ ہند کے بادشاہ کی بیٹی تھیں۔(۵)

---

۱۔ اعلام النساء المؤمنات ص ۶۹۶۔ ال إصابۃ ج ۸ ص ۲۸۱.

۲۔ القاموس المحیط ج ۱ ص ۱۳۵، مجمع البحرین، ج ۲ ص ۱۷۸.

۳۔ ریاض السالکین ج ۴ ص ۲۲۴.

۴۔ الحسین وبطلۃ کربلاء مغنیۃ ص ۲۸۷.

۵۔ بحار الانوار دار احیاء التراث ج ۹ ص ۵۷۵، مشارق أنوار الیقین ص ۱۲۱.

فضہ، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی کنیز تھیں۔(۱)

آیہ کریمہ "قل لھما قول میسورا"

کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جناب سیدہ کے گھر بھیج دیا اور انہیں فضہ کا نام دیا۔(۲)

جناب سیدہؑ نے خانہ داری کو اپنے اور فضہ کے درمیان تقسیم کیا اس طرح سے کہ ایک دن آپؑ اور ایک دن فضہ گھر کے کاموں کو کیا کرتی تھیں۔(۳)

فضہ حسنین علیھم السلام کی بیماری کے واقعہ میں جس میں حضرت علی و فاطمہ علیھم السلام نے نذر مانی تھی کہ ان دونوں کے صحت یاب ہونے کی صورت میں تین روزے رکھیں گے۔ فضہ نے بھی اس معاملہ میں ان کی ہمراہی کرتے ہوئے روزوں کی نذر مانی۔ سورہ دہر کی ساتویں و آٹھویں آیتیں اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔(۴)

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت کے بعد ان کے جنازہ سے رخصت ہونے کے لئے جس وقت اپنے بچوں کو مخاطب کیا اسی

---

۱۔ اعلام النساء المؤمنات ص ۶۹۶، ال إصابۃ ج ۸ ص ۲۸۱۔

۲۔ تفسیر نور الثقلین ج ۳ ص ۱۵۷۔

۳۔ الموسوعۃ الکبری عن فاطمۃ الزہراء ج ۱۷ ص ۴۲۹۔

۴۔ اعلام النساء المؤمنات ص ۶۹۹-۷۰۰۔

طرح سے فضہ کو بھی آواز لگائی اور فرمایا:

"يا أُمّ كُلثُومِ يا زَينَبُ يا سُكَينَةُ يا فِضّةُ يا حَسَنُ يا حُسَينُ هَلُمُّوا تَزَوَّدُوا مِنْ أُمِّكُم"

ترجمہ: اے ام کلثوم، اے زینب، اے سکینہ، اے فضہ، اے حسن، اے حسین آؤ اور اپنی ماں کو وداع کرو۔(۱)

فضہ نے تقریباً بیس سال تک قرآن کے ذریعہ گفتگو کی اور بات کرنے والوں کو قرآن کی آیات سے جواب دیتی تھیں۔(۲) انہوں نے ایک طولانی روایت میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حالات زندگی کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے لیکر حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی شہادت تک بیان کیا ہے۔(۳)

حضرت علی علیہ السلام ان کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

اللهم بارك لنا في فضّتنا۔(۴)

بعض کا کہنا ہے کہ وہ علم کیمیا جانتی تھیں (۵) اور اس علم کو انہوں نے حضرت

---

۱۔ بحارالانوار، ج ۴۳ ص ۱۷۹۔

۲۔ ریاحین الشریعہ ج ۲ ص ۳۱۳ تا ۳۲۶۔

۳۔ بحارالانوار ج ۴۳ ص ۱۷۴-۱۸۰۔

۴۔ الثاقب فی المناقب ص ۲۸۱۔

۵۔ الموسوعۃ الکبری عن فاطمۃ الزہراء ج ۱۷ ص ۴۲۸۔

زہرا سلام اللہ علیھا سے سیکھا تھا۔(۱) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انہیں مشکلات کے حل کی دعا اور اسی طرح سے دوسرے اذکار تعلیم فرمائے تھے۔(۲) خلیفہ دوم نے بھی فضہ کے مقام علمی کا اعتراف کیا ہے۔(۳) حضرت علی علیہ السلام نے ابوثعلبہ حبشی سے ان کی شادی کرائی۔ان دونوں سے ایک بیٹا ہوا۔ابوثعلبہ کے مرنے کے بعد فضہ نے ابوملیک غطفانی سے شادی کی اور اس شادی کے بعد ان کے بیٹے کا (سابق شوہر سے) انتقال ہو گیا۔(۴) ابوملیک سے شادی کے بعد فضہ کے کئی بچے ہوئے۔(۵) شہرۃ بنت مسکۃ بنت فضہ، جن سے ایک کرامت بھی نقل ہوئی ہے، ان کی پوتی ہیں۔(۶) بعض مآخذ میں ذکر ہوا ہے کہ ان کے دوسرے شوہر نے خلیفہ دوم کے پاس ان کی شکایت کی تو انہوں نے فضہ کے حق میں فیصلہ سنایا۔(۷)

---

۱۔الموسوعۃ الکبری عن فاطمۃ الزہراء ج ۱۷ ص ۴۲۸۔

۲۔الموسوعۃ الکبری عن فاطمۃ الزہراء ج ۱۷ ص ۴۲۸۔

۳۔ شرح الاخبار ج ۲ ص ۳۲۸، مناقب آل أبی طالب ج ۳ ص ۱۸۳۔

۴۔اعلام النساء المؤمنات ص ۶۹۷۔

۵۔الحسین وبطلۃ کربلاء مغنیۃ ص ۲۸۷۔

۶۔تسلیۃ المجالس ج ۱ ص ۵۲۹۔

۷۔شرح الاخبار ج ۲ ص ۳۶۸، مناقب آل أبی طالب ج ۳ ص ۱۸۳۔

مالک بن دینار کہتے ہیں: جس وقت میں خانہ خدا کی زیارت اور حج کے سفر پر تھا راستے میں ایک لاغر اندام خاتون کو دیکھا جو ایک کمزور حیوان پر سوار تھی، اور جانور راستہ میں رک گیا۔ میں نے اس کی سرزنش کی کہ کیوں ایسے کمزور جانور کے ساتھ سفر کا ارادہ کیا ہے اور وہ بھی اتنے طولانی سفر کا۔ اس خاتون نے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا: نہ مجھے اپنے گھر میں رہنے دیا اور نہ ہی اپنے گھر تک پہچایا۔ تیری عزت وجلال کی قسم اگر یہ تیرے علاوہ کسی نے کیا ہوتا تو میں اس کی شکایت تیری بارگاہ میں کرتی، اچانک ہم نے کیا دیکھا کہ بیابان میں سے ایک شخص ظاہر ہوا اور اس کے ہاتھوں میں ایک ناقہ کی نکیل تھی اور وہ اس خاتون کو منزل تک پہچانے کا عزم رکھتا تھا۔ میں نے اس ماجرا سے سمجھ لیا کہ یہ کوئی صاحب کرامت پرہیز گار خاتون ہیں جو اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ رکھتی ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں: انہوں نے کہا میں کنیز فاطمہ فضہ کی بیٹی مسکتہ کی بیٹی شہرۃ ہوں۔(۱)

شام میں دمشق کے قریب باب الصغیر نامی قبرستان میں ایک قبر فضہ کے نام سے منسوب موجود ہے۔ جو عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ سے منسوب قبر سے تھوڑا آگے کی طرف اور قبرستان کے مغربی حصہ کے آخر میں واقع ہے۔ قبر پر ایک حجرہ اور چھوٹا سا سبز گنبد موجود ہے اور اس کی دیواریں سنگ سیاہ سے تعمیر ہوئی ہیں۔(۲)

---

۱۔ بحارالانوار ج ۴۳ ص ۴۷.

۲۔ اماکن سیاحتی وزیارتی دمشق ص ۴۷.

2۔ فقیرہ المعروف ملیکہ بنت علقمہ

(یہ کنیز پہلے جعفر بن ابی طالبؑ کی پاس تھیں، انہوں نے مولا علی علیہ السلام کو ہبہ کی تا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اورا ن کی اولاد کی خدمت کرے۔حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شہادت کے بعد یہ جناب زینب سلام اللہ علیہا کی طرف منتقل ہوگئیں)

3۔ جناب روضہ

(یہ پہلے رسول اللہؐ کی کنیز تھیں، رسول پاکؐ کی رحلت کے بعد جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے پاس آ گئیں۔حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شہادت کے بعد یہ امیر المومنین علیہ السلام کے گھر میں رہیں اور اولاد فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت میں مصروف رہیں۔جب حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی شادی عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے ہوئی تو یہ کنیز بھی ان کو دے دی گئی اور وہ اپنی بانو کے ساتھ کربلا آئیں)

4۔ اُم رافع

(جو ابورافع کی زوجہ تھی۔ابورافع قبطی بنام ھرمز رسول اللہؐ کے غلام تھے اور اُن کی بیوی بھی حضرت کی کنیز تھیں۔حضرتؐ کے انتقال کے بعد جناب فاطمہؑ کی طرف منتقل ہوئیں۔ان کی شہادت کے بعد امام حسین علیہ السلام کی کنیز بنیں اور ان کی شہادت کے بعد حضرت زینب سلام اللہ علیہا کی کنیزی میں چلی گئیں)

# بوقت روانگی مدینہ قافلہ امام حسین علیہ السلام میں گھوڑوں یا اونٹوں کی تعداد

روانگی قافلہ امام حسین علیہ السلام از مدینہ تا مکہ گھوڑوں یا اونٹوں کی تعداد اہل مقاتل نے 250 بیان کی ہے۔

70 اُونٹوں پر سامان سفر لادا گیا۔

40 اُونٹوں پر برتنوں، دیگوں اور اغذیہ کو لادا دیا۔

3 اُونٹوں پر پانی کی مشکیں لادی گئیں۔

12 اُونٹوں پر درہم و دینار، زیور و آلات، لباس وغیرہ لادے گئے۔

50 اُونٹوں پر مخدرات عصمت و طہارت، بچوں، غلاموں اور کنیزوں کے لیے کجاوے رکھے گئے اور محمل بنائے گئے۔

75 اُونٹوں اور گھوڑوں پر دیگر سامان سفر لادا گیا اور مرد حضرات سوار ہوئے۔

---

ا۔ مدینہ سے مدینہ تک ص 80

# اہل کوفہ کے خطوط

مؤرخین نے مکہ میں کوفیوں کی جانب سے امام حسین کو ملنے والے خطوط کی تعداد مختلف بتائی ہے:

1. ایک جماعت نے خطوط کی تعداد 150 لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ہر خط ایک، دو یا چار افراد نے لکھا تھا۔(۱)
2. طبری خطوط کی تعداد 53 لکھتے ہیں۔ملوا معہم نحواً من ثلاثۃ و خمسین صحیفۃ

(۲) تاہم بعض معاصر محققین نے لفظ ''ثلاثۃ'' کو ''مائۃ'' کی تصحیف (۳)

---

۱۔اللہوف علی قتلی الطفوف ص 24۔مناقب آل ابی طالب ج 4 ص 98۔کتاب الفتوح ج 5 ص 29۔الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد ج 2 ص 38۔المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ج 5 ص 327۔مقتل الحسین (علیہ السلام) ج 1 ص 283۔کشف الغمہ ج 2 ص 253۔مطالب السؤول فی مناقب الرسولؐ ج 2 ص 71۔تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الائمۃ (علیہم السلام) ج 2 ص 146۔البدایہ و النہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج 8 ص 162۔تہذیب التہذیب ج 2 ص 302۔

۲۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 262۔

۳۔تصحیف کے لغوی معنی خطا کے ہیں، تصحیف تحریف ہی کی ایک قسم ہے، جس میں لفظی اور تحریری شباہت کی وجہ سے لفظ تبدیل ہو جاتا ہے؛ فراہیدی، العین، ج 3، ص 120۔لفظ "صحف" کے ذیل میں۔

قرار دیتے ہوئے اسے بھی150 والا قول شمار کیا ہے۔(1)

3. بلاذری نے خطوط کی تعداد50 بتائی ہے۔(2)

4. محمد ابن سعد نے خطوط لکھنے والے افراد کی تعداد 18000 ذکر کی ہے۔(3)

5. سید ابن طاؤوس لکھتے ہیں ایک دن میں 600 خطوط امام حسین کو موصول ہوئے یہاں تک کہ ان کی تعداد 12000 تک پہنچ گئی۔(4)

خطوط کی 150 تعداد حقیقت سے قریب تر ہے کیونکہ اس کے قائلین زیادہ اور نقل کرنے والے مآخذ قدیم ہیں۔ دیگر چار آراء صائب نہیں ہیں۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے ہر خط کئی زیادہ افراد کی جانب سے ہو۔

---

1۔ یہ لوگ اپنی اس توجیہ کی بنیاد شیخ مفید، ابن اعثم کوفی، خوارزمی اور سبط بن جوزی کی روایت کو جو 150 خطوط بتاتی ہے قرار دیتے ہیں کہ بظاہر ان چاروں نے یہ روایت ابومخنف سے نقل کی ہے (محمد ہادی یوسفی غروی، وقعۃ الطف ص 93) حالانکہ بلاذری نے تو بظاہر ابومخنف سے روایت نقل کرتے ہوئے تعداد 50 بتائی ہے؛ جبکہ سبط بن جوزی نے جو 150 تعداد بتائی ہے، ان کا مآخذ تو ابن اسحق کی روایت ہے نہ کہ ابومخنف کی روایت (محمد ہادی یوسفی غروی، وقعۃ الطف ص244)۔

2۔انساب الاشراف ج3 ص370۔

3۔الحسین (علیہ السلام) ومقتلہ، تحقیق سید عبدالعزیز طباطباء فصلنامہ تراثنا، سال سوم شمار10، 1408ھ،ص174۔

4۔مثیر الاحزان ص16۔الحسین (علیہ السلام) ومقتلہ تحقیق سید عبدالعزیز طباطباء فصلنامہ تراثنا سال سوم، شمار10، 1408ھ،ص24۔

## اہل کوفہ کی طرف سے بھیجے گئے قاصدوں کے گروہ

اہل کوفہ نے امام حسین علیہ السلام کی طرف قاصدوں کے تین گروہ بھیجے۔

قاصدوں کا پہلا گروہ

قاصدوں کے پہلے گرو میں عبداللہ بن سمیع الھمد انی اور عبداللہ بن وال شامل تھے۔

قاصدوں کا دوسرا گروہ

قاصدوں کے دوسرے گروہ میں عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الکدن الارجی، قیس بن مسہر صیداوی اور عمارہ بن عبداللہ السلولی شامل تھے۔

قاصدوں کا تیسرا گروہ

قاصدوں کے تیسرے گروہ میں سعید بن عبداللہ الحنفی اور ہانی بن ہانی اسبیعی شامل ہیں۔(۱)

---

۱۔فرسان الھیجا (شجاعان کربلا) ص284

## سفیر امام کوفہ میں

امام حسین بن علی نے کوفیوں کے خطوط کے بعد مسلم بن عقیل کو اپنا سفیر بنا کر کوفہ بھیجا تا کہ وہ اہل کوفہ سے بیعت لیں۔

### مسلم کی بیعت کرنے والے

مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر امام حسین کی بیعت کرنے والے اہل کوفہ کی تعداد، تاریخی مآخذ میں مختلف، نقل ہوئی ہے:

1. بہت سے مآخذ میں بیعت کرنے والے افراد کی تعداد 18000 بتائی گئی ہے۔(۱)
2. بعض دیگر نے تعداد 12000 ذکر کی ہے۔(۲)

مسعودی (۳) اور سبط بن جوزی نے 18 ہزار کی تعداد کو ول دیگر کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔

---

۱۔تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 275۔ الاخبار الطوال ص 235۔ الارشاد ج 2 ص 41۔ تذکرۃ الخواص ج 2 ص 141۔ مثیر الاحزان ص 21۔ اللہوف علی قتلی الطفوف ص 25۔ سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 299۔ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ص 191، 192۔ مدینہ سے مدینہ تک ص 94۔

۲۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 259 بحوالہ از عمار دہنی۔ الامام الحسین علیہ السلام ص 302۔ مناقب آل ابی طالب ج 4 ص 99۔ سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 306۔ الصواعق المحرقۃ فی ردّ اہل البدع والزندقہ ص 196۔

۳۔مروج الذہب ومعادن الجوہر ج 3 ص 65۔

3. امام باقر سے منقول روایت میں بیعت کرنے والوں کی تعداد 20000 بیان ہوئی ہے۔(۱)

لیکن بعض دیگر مآخذ میں یہی روایت 20ہزار کی بجائے، 18ہزار منقول ہے۔(۲)

غیاث الدین خواندمیر (غیاث الدین بن ہمام الدین حسینی المعروف بہ خواند میر) نے بھی اسی قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔(۳)

4. ابن اعثم اور خوارزمی کے مطابق بیعت کنندگان کی تعداد 20000 سے زائد تھی۔(۴)

5.ابن شہرآشوب کے بقول یہ تعداد 25000 تھی۔انہوں نے مسلم بن عقیل کا ہانی بن عروہ کے گھر میں قیام کا واقعہ بیان کرنے کے بعد یہ تعداد لکھی ہے۔(۵)

6. ابن قتیبہ دینوری اور ابن عبد ربہ نے لکھا ہے کہ ان کی تعداد 30000 تھی۔(۶)

---

۱۔شرح نہج البلاغہ ج11ص43۔بحارالانوار ج44ص68۔

۲۔کتاب سلیم بن قیس الہلالی ص188۔بحارالانوار ج27ص212۔

۳۔تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر ج2ص42۔

۴۔کتاب الفتوح ج5ص40۔مقتل الحسین علیہ السلام ج1ص290۔

۵۔مناقب آل ابی طالب ج4ص99۔

۶۔الامامۃ والسیاسۃ ج2ص8۔العقد الفرید ج4ص354۔

7. ابن عساکراور ابن نما حلی نے (کسی دوسرے حوالے سے) یہ تعداد 40000 بھی بیان کی ہے۔(۱)

ایک روایت کے مطابق زید بن علی نے سلمہ بن کہیل کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ 80000 افراد نے ان کے جدامجد امام حسین کی بیعت کی تھی۔46 یہ تعداد یزیدی لشکر کے خلاف جنگ لڑنے کے لیےآمادگی ظاہر کرنے والوں کی تعداد کے قریب ہے۔

طبری نے ابومخنف کے حوالے سے جو لکھا ہے کہ 18000 افراد نے مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، یہ روایت زیادہ معتبر ہے کیونکہ قدیم مآخذ میں اس کی تائید ملتی ہے۔

---

1۔الامام الحسین علیہ السلام ص284۔مثیر الاحزان ص16۔

## کوفی آمادہ جنگجوؤں کی تعداد

بعض مآخذ میں منقول ہے کہ یزیدیوں کے خلاف لڑنے کے لیے تیار اور پا بہ رکاب افراد کی تعداد 100000 تھی۔(۱)

---

۱۔تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 5 ص 489 (سنہ 121ھ کے واقعات)۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص 174۔ انساب الاشراف ج 3 ص 422۔الارشاد ج 2 ص 71۔مثیر الاحزان ص 16۔تذکرۃ الخواص ج 2 ص133۔

# قیام مسلم کا ساتھ دینے والے

ابوالفرج اصفہانی لکھتے ہیں: مسلم بن عقیل کے قیام کے وقت اہل کوفہ ان کے گرد جمع ہونے لگے یہاں تک کہ کوفہ کے بازار اور مسجد میں سوئی پھینکنے کی جگہ تک نہ رہی۔(۱)

1. ابن سعد اور ذہبی لکھتے ہیں کہ مسلم کے ساتھ اٹھنے والے کوفیوں کی تعداد 4000 تھی۔طبری نے بھی یہ قول عمار دہنی سے بحوال ابومخنف اور شیخ مفید نقل کیا ہے۔(۲)

2. ابن اعثم مسعودی اور خوارزمی نے یہ تعداد 18000 بیان کی ہے۔(۳)

3. ابن شہر آشوب، کے مطابق ان کی تعداد 8000 تھی۔(۴)

---

۱۔مقاتل الطالبیین ص70 تا 71۔

۲۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص174۔سیر اعلام النبلاء ج3 ص299۔تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج4 ص260۔الارشاد، ج2 ص52۔

۳۔ الفتوح ج 5 ص 49۔مروج الذہب ومعادن الجوہر ج 3 ص 68۔مقتل الحسین علیہ السلام ج1 ص297۔

۴۔مناقب آل ابی طالب ج4 ص101۔

4. وابن حجر عسقلانی کے بقول مسلم کے ساتھ قیام کرنے والے افراد کی تعداد 40000 تھی۔(1)

طبری کا قول کہ حضرت مسلم کے ساتھ قیام کرنے والے 4000 تھے جو اس نے ابومخنف اور شیخ مفید سے نقل کیا ہے زیادہ معتبر ہے۔

---

1۔تہذیب التہذیب ج2 ص303۔

# مسلم کا گھیراؤ کرنے والے

مسلم بن عقیل کی گرفتاری کے لیے کوفی پولیس کے سربراہ کے ساتھ جانے والے افراد کی تعداد کے بارے میں روایات مختلف ہیں؛ بعض مآخذ نے ان افراد کی تعداد 60 اور بعض نے 70 بتائی ہے۔(۱)

اور بعض کے مطابق ان کی تعداد 100 (۲)

یا 300 تھی۔(۳)

---

۱۔تاریخ الامم والملوک ج 4 ص 279۔مقاتل الطالبیین ص 69۔مروج الذہب ج 3 ص 69۔ الارشاد ج 2 ص 57۔ اعلام الوری باعلام الہدی ج 1 ص 443۔مثیر الاحزان ص 24۔

۲۔الاخبار الطوال ص 240۔

۳۔کتاب الفتوح ج 5 ص 29۔

# حسینی سفر کے ایام ومنازل

## مدینہ تا کربلا سفر کے ایام

امام حسین کا قیام 27 رجب 60ھ میں یزید کی بیعت کے انکار سے 10 محرم الحرام 60ھ عاشور کے دن آپ کی شہادت تک 175 دن تک جاری رہا:

- بیعت سے انکار کے بعد مکہ کی طرف ہجرت تک 12 دن مدینہ میں رہے
- 4 مہینے اور 10 دن مکہ میں قیام کیا؛
- 23 دن کی مدت مکہ سے کربلا تک سفر میں صرف ہوئی
- 2 محرم سے 10 محرم تک کربلا میں قیام کیا۔

اگر سفر اسراء اور قیام شام نیز 20 صفر 61ھ تک واپس کربلا آمد کے مجموعی کم از کم 40 دن اور واپس مدینہ پہونچنے کے 20 ایام اضافہ کیے جائیں تو قافلہ حسینی کا کل سفر کم از کم 235 دن سے زیادہ کا ہوگا۔

## مکہ تا کوفہ منازل کی تعداد

امام حسین نے مکہ سے کوفہ تک 18 منزلیں طے کیں۔ایک منزل یا منزلگاہ سے دوسری منزل تک کا فاصلہ 3 فرسخ (=18.72 کلومیٹر) تھا۔

مکہ سے کربلا منزل بہ منزل کی تفصیل بہت سی کتب میں موجود ہے۔ جو 18 سے 40 منازل تک کے اختلاف کو پیش کرتی ہیں۔

مکہ مکرمہ سے احرام حج توڑ کر عمرہ انجام دیا اور ذوالحجہ 60ھ میں مکہ سے امام علیہ السلام کی روانگی ہوئی۔ 1- بستان بنی عامر

2- تنعیم

ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ سے تین یا چار میل دُور ہے۔(۱)

(یمن میں یزیدی کارگزار بجیر بن ریسان حمیری کی طرف سے شام کی طرف بھیجے ہوئے صفایا کے منتخب جنگی غنائم کے قافلے کو اپنی تحویل میں لیا)

3- صفاح (امام (علیہ السلام) کی فرزدق شاعر سے ملاقات)

4- ذات العرق (امام (علیہ السلام) کی بشر بن غالب نیز عون بن عبداللہ بن جعفر سے ملاقات)

5- وادی عقیق

6- غمرہ

7- ام خرمان

8-سلح

9-افیعیہ

10-معدن فزان

11-عمق

12-سلیلیہ

13-مغیثہ ماوان

14-نقرہ

15-حاجز (امام (علیہ السلام) نے یہیں سے قیس بن مسہر کو کوفہ روانہ کیا)

16-سمیراء

17-توز

18-اجفر (یہاں امام علیہ السلام کا سامنا عبداللہ بن مطیع عدوی سے ہوا جس نے امام علیہ السلام کو واپسی کا مشورہ دیا)

19-خزیمیہ

20-زرود (اس مقام پر 9 ذی الحجہ، زہیر بن قین کا قافلہ قافلہ حسینی سے جا ملا اور مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کی شہادت کی خبر کی ملی

21-ثعلبیہ ( مکہ کی راہ میں ایک گاؤں تھا جو تباہ اور ویران ہو گیا تھا)

22-بطان

23-شقوق

24-زبالہ(اس منزل پر امام حسین علیہ السلام کو قیس بن مسہر کی شہادت کی خبر موصول ہوئی اور نافع بن ہلال سمیت چند افراد کا قافلہ حسینی قافلے میں شامل ہوا)

25-بطن العقبہ (امام (علیہ السلام) کی عمرو بن لوزان سے ملاقات اور عمرو کا آپ (علیہ السلام) کو واپسی کا مشورہ)

26-عمیہ

27-واقصہ

28-شراف

29-تالاب ابومسک

30-جبل ذی حم (امام عالی مقام علیہ السلام کا حُر کے لشکرّ سے سامنا ہوا)

31-بیضہ (اس مقام پر امام (علیہ السلام) نے اپنے اصحاب اور حر کو مشہور خطبہ دیا)

32-مسیجد

33-حمام

34-مغیثہ

35-ام قرون

36-عذیب (کوفہ کا راستہ عذیب سے قادسیہ اور حیرہ کی جانب تھا۔لیکن امام (علیہ السلام) نے راستہ بدل دیا اور کربلا کی طرف سے گئے)

37-قصر بنی مقاتل (امام (علیہ السلام) کی عبید اللہ بن حرّ جعفی سے ملاقات ابن حر نے امام (علیہ السلام) کی طرف سے نصرت کی دعوت رد کردی)

38-قطقطانہ

کربلائے معلیٰ یعنی (وادی طَفّ) آخری منزل تھی۔

دومحرم الحرام سنہ 61ہجری کو امام عالی مقام علیہ السلام اپنے اصحاب وعیال کو لیکر کربلا میں اترے۔

# جن اشخاص نے امام حسین علیہ السلام کو مکہ سے نکلنے اور کوفہ جانے سے روکا

ہماری تحقیق کے مطابق ایسے 10 افراد ہیں جنہوں نے امام حسین علیہ السلام کو مکہ سے نکلنے اور کوفہ جانے سے روکا

1۔ عبداللہ بن مطیع

۲۔ جابر بن عبداللہ انصاری

۳۔ عبداللہ بن عمر

۴۔ عمر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی مدنی

۵۔ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ

٦۔ محمد واقدی

۸۔ زرارہ بن صالح

9۔ عمرو بن سعید (والی مدینہ)

10۔ طرماح بن حکیم

# جن افراد کو امام حسین علیہ السلام نے حجت تمام کی اور دعوت دی

ا۔عبداللہ بن عباس،عبداللہ بن عمر،عبداللہ بن زبیر
(ان تینوں نے کوئی عذر شرعی پیش کیا اور امام حسین علیہ السلام کے ساتھ نہ آئے)

۲۔عبداللہ بن جعفر
(ان کی نظر کمزور تھی،ان کو خود امام حسین علیہ السلام نے واپس بھیجا انہوں کے اپنے بیٹے عون ومحمد کو ساتھ بھیجے)

۳۔زُہیر بن قین (یہ پہلے عثمانی تھے جب دعوت ملی تو قبو کی اور غلامی کا حق ادا کیا)۔

۴۔ھرثمہ بن مسلم
(اپنی بیٹی کا بہانہ بنا کر امام حسین علیہ السلام کی دعوت کی طرف نہیں آئے)

۵۔لشکر حُر بن یزید ریاحی
(ان کو اور ان کے گھوڑوں کو امام حسین علیہ السلام نے پانی پلایا،انہوں نے امام حسین علیہ السلام کی اقتدا میں نماز ادا کی۔امام حسین علیہ السلام نے ان کو دعوت حق دی لیکن ان میں سے کوئی نہیں مانا۔لیکن صبح عاشور حُر بن یزید ریاحی اور ان کے 30 فوجیوں نے امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں شمولیت اختیار

کر لی۔

6۔عمر بن سعد

(6 محرم کی رات سے دس محرم کی رات تک امام حسین علیہ السلام عمر بن سعد کو خلوت میں سمجھاتے رہے لیکن اس نے جہنم ہی اختیار کی )

7۔ بنی اسد

(حبیب ابن مظاہر امام حسین علیہ السلام کا پیغام لے کر 9 محرم کی رات تک ان کے پاس گئے۔اُن میں سے کافی لوگ تیار ہوئے لیکن ابن سعد کے لشکر نے ان کو امام حسین علیہ السلام تک نہ آنے دیا )

## کربلا کے اردگرد آبادی کا اعداد و شمار

ارض مطہر کربلائے معلیٰ ایک غیر آباد ریگستان کا نام تھا اس غیر آباد ریگستان میں اُس وقت چند ایک چھوٹی بستیاں آباد تھیں جن میں اہل عرب کے چند ایک قبائل آباد تھے جن میں قبیلہ بنی اسد قابل زکر ہے۔بستیوں میں سب سے زیادہ مشہور درج ذیل ہیں۔

۱۔غاضریہ

۲۔سقیہ

۳۔ماریہ۔(۱)

---

۱۔صلاح الشائتین ص29،جامع التواریخ فی مقتل الحسین علیہ السلام ص88

## اصحاب امام حسین کی تعداد

افسوسناک امر ہے کہ امام حسین کے اصحاب کے صحیح اعداد وشمار کے تعین کے لیے کوئی بھی راستہ موجودنہیں ہے اور پہلے درجے کے ثبوت وشواہد یعنی چشم دید گواہوں - نے اصحاب امام حسین کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات بیان کی ہیں نیز تاریخ وحدیث کے مآخذ میں اصحاب کے ناموں کے ثبت وضبط کرنے میں بھی کسی جانے پہچانے قاعدے اور ضابطے کو بروئے کارنہیں لایا گیا ہے۔مثال کے طور پر ایک فرد کے نام،کنیت، والد یا والدہ کے نام،حتی کہ نسل اور قبیلے کو مدنظر رکھ کر مختلف ناموں سے متعارف کرایا گیا ہے اور بچوں اور غلاموں کو اکثر نظر انداز کیا گیا ہے۔دیگر یہ کہ سید الشہد اء کے اصحاب کی تعداد بھی تمام مراحل میں یکساں نہیں تھی۔

چنانچہ ممکنہ حد تک واضح اعداد وشمار پیش کرنے کے لیے، اوقات اور مقامات کے لحاظ سے قیام امام حسین کے چار مراحل کو مدنظر رکھ کر روایات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے

## مکہ سے کوفہ روانگی کے وقت تعداد

1. ابن سعد کی روایت: مکہ سے عراق روانگی کے وقت امام حسین کے ہمراہ اصحاب میں سے 60 اور اہل بیت میں سے (مردوں، خواتین اور بچوں سمیت) 19 افراد تھے۔(۱)

2. ابن عساکر اور ابن کثیر کی روایت: - دونوں نے امام کے خاندان کے افراد کی تعداد بیان کیے بغیر لکھا ہے کہ کوفہ کے 60 مرد آپ کے ہمراہ تھے۔(۲)

3. ابن قتیبہ دینوری اور ابن عبدربہ کی روایت: - ان دو مؤرخین نے مسلم بن عقیل کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی شہادت کے وقت جو مکہ سے امام کی روانگی کے وقت واقع ہوئی بیان کیا تھا کہ 90 افراد امام کے ساتھ آرہے ہیں جن میں مرد اور خواتین شامل ہیں۔(۳)

---

۱۔ ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص 174۔

۲۔ ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص 299۔ البدایہ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج 8 ص 162۔ العقد الفرید ج 4 ص 355۔ الامامۃ والسیاسہ ج 2 ص 10۔

۳۔ مقتل الحسین علیہ السلام ج 1 ص 317۔ مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول ج 2 ص 73۔ کشف الغمہ ج 2 ص 253۔ الفصول المہمہ ج 2 ص 6۔ الفتوح 5 ص 69۔

4. ابن اعثم، خوارزمی، محمد بن طلحہ، اربلی اور ابن صباغ مالکی کی روایت:

-امام کی مکہ سے روانگی کے وقت آپ کے ساتھ 82 افراد تھے۔(1)

البتہ ان مآخذ نے لکھا ہے کہ امام کے تمام ساتھیوں کی تعداد اتنی تھی، ان میں خواتین اور بچے اور افراد خاندان اور اصحاب، سب شامل تھے۔

5. ابن کثیر کی دوسری روایت: دیگر روایت کے ضمن میں ابن کثیر نے لکھا ہے امام کے ساتھیوں کی تعداد تقریباً 300 تھی۔(2)

ان میں کسی نے غلاموں کی تعداد نہیں بتائی۔

---

ا۔مقتل الحسین علیہ السلام ج 1 ص 317۔مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول ج 2 ص 73۔کشف الغمہ ج 2 ص 253۔الفصول المہمہ ج 2 ص 6۔

۲۔البدایہ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج 6 ص 259۔

# جو اصحاب مکہ میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ملحق ہوئے

1۔ یزید بن ثبیط (بصرہ)

2۔ عبداللہ بن یزید (بصرہ)

3۔عبیداللہ بن یزید (بصرہ)

4۔ ادہم بن امیہ (بصرہ)

5۔ عامر بن مسلم بصراوی (بصرہ)

6۔ عامر کا غلام سالم (بصرہ)

7۔سیف بن مالک عبدی (بصرہ)

8۔ حجاج بن بدر تمیمی (بصرہ)

9۔ قعنب بن عمر نمری (بصرہ)

10۔ حجاج بن مسروق (کوفہ)

11۔ یزید بن مغفل مذحجی (کوفہ)

12۔ سعید بن عبداللہ حنفی (کوفہ)

13۔عبدالرحمٰن بن عبدربہ (کوفہ)

14۔شوذب بن عبداللہ ہمدانی (کوفہ)

15۔ عابس بن شبیب شاکری (کوفہ)

16۔عمار بن حسان شریح طائی (کوفہ)

17۔ زاہر بن عمرو کندی (کوفہ)

18۔بریر بن خضیر ہمدانی (کوفہ)

19۔قیس بن مسہر صیداوی (کوفہ)

20۔ عبدالرحمن بن عبداللہ ارجی (کوفہ)

21۔ جنادہ بن حرث انصاری (کوفہ)

22۔ عمرو بن جنادہ انصاری (کوفہ)

## راستے میں کہیں ملحق ہونے والے اصحاب

1۔ محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار (خاندان رسالت کے شہزادے)

2۔ عون بن عبداللہ بن جعفر طیار (خاندان رسالت کے شہزادے)

3۔ مجمع بن زیاد بن عمرو جہنی (اطراف مدینہ)

4۔ عباد بن مہاجر بن ابی مہاجر جہنی (اطراف مدینہ)

5۔ عقبہ بن صلت جہنی (اطراف مدینہ)

6۔ زہیر بن قین بجلی (کوفہ)

7۔ سلیمان بن مضارب بن قیس انماری (زہیر بن قین کے چچازاد بھائی (کوفہ)

8۔ یزید بن زیاد بن مہاجر (کوفہ)

9۔ حباب بن عامر بن کعب تمیمی (کوفہ)

10۔ جندب بن حجر کندی (کوفہ)

11۔ نافع بن ہلال بجلی (کوفہ)

12۔ ابوثمامہ صائدی (عمرو بن کعب ہمدانی) (کوفہ)

# کربلا میں ملحق ہونے والے اصحاب

1۔ مسلم بن کثیر اعرج ازدی (کوفہ)

2۔ رافع بن عبداللہ (کوفہ)

مسلم بن ازدوی کے غلام جو اپنے آقا کے ساتھ حاضر ہوئے۔

3۔ عمرو بن خالد صیداوی (کوفہ)

4۔ سعد بن عبداللہ مولیٰ عمرو (کوفہ)

5۔ مجمع بن عبداللہ (کوفہ)

6۔ عائذ بن مجمع بن عبداللہ (کوفہ)

7۔ جنادہ بن حرث سلمانی

8۔ واضح (ترکی غلام حارث سلمانی)

9۔ حبیب بن مظاہر اسدی (کوفہ)

10۔ مسلم بن عوسجہ (کوفہ)

11۔ انس بن حرث بن نبیہ کاہلی اسدی (کوفہ)

12۔ جبلہ بن علی بن سوید بن عمرو شیبانی (کوفہ)

13۔ ابوعمرو ہمدانی صائدی (کوفہ)

14۔ حنظلہ بن سعد بن جشم ہمدانی شامی

15۔ حبشی بن قیس ہمدانی

16۔ عمارہ بن ابی سلامہ دالانی ہمدانی

17۔ سیف بن حرث جابری

18۔ مالک بن عبداللہ

19۔ شبیب (مولیٰ حرث بن سریع)

20۔ سوار بن منعم

21۔ عمرو بن عبداللہ جندعی ہمدانی (کوفہ)

22۔ عمرو بن قرظ انصاری

23۔ نعیم بن عجلان خزرجی (کوفہ)

24۔ نضر بن عجلان (کوفہ)

25۔ نعمان بن عجلان (کوفہ)

26۔ بشر بن عمرو حضرمی خزرجی (کوفہ)

27۔ عبداللہ بن عروہ غفاری (کوفہ)

28۔ عبدالرحمن بن عروہ غفاری (کوفہ)

29۔عبداللہ بن عمر بن عباس کلبی (کوفہ)

30۔ سالم بن عروہ بن عبداللہ کلبی (کوفہ)

31۔ قاسط بن عبداللہ تغلبی (کوفہ)

32۔ کردوس بن عبداللہ (کوفہ)

33۔مقسط بن عبداللہ (کوفہ)

34۔ کنانہ بن عتیق تغلبی

35۔ امیہ بن سعد بن زید طائی (کوفہ)

36۔ جابر بن حجاج

37۔ قعنب بن عمرو نمیری (کوفہ)

# عمر بن سعد کے لشکر سے آ کر امام حسین علیہ السلام کے ہم رکاب ہونے والے افراد

1۔ حر بن یزید ریاحی

2۔ سعد بن حرث

3۔ ابو الحتوف

4۔ نعمان بن عمرو

5۔ حلاس بن عمرو

6۔ بکر بن تمیم

7۔ قاسم بن حبیب

# کربلا میں قافلہ حسینی کی نفری

اس سلسلے میں بھی مؤرخین کے اقوال مختلف ہیں؛ جیسے:

1. 145 افراد: عمّار دہنی نے امام باقر سے روایت کی ہے کہ کربلا میں داخلے کے وقت 145 (100 پیادے اور 45 سوار) افراد امام حسین کے ہمراہ تھے۔(۱) ابن نما حلی کہتے ہیں کہ عمار دہنی کی اس روایت کا تعلق یوم عاشور سے ہے۔(۲)

2. 89 افراد:- بعض مؤرخین نے امام حسین کے ساتھ کربلا میں داخل ہونے والے افراد کی تعداد 89 یوں بیان کی ہے کہ 50 افراد امام کے اصحاب تھے، دشمن کی سپاہ سے 20 افراد آپ سے جا ملے اور 19 افراد آپ کے اپنے خاندان سے تھے۔(۳)

---

۱۔ اللهوف فی قتلی الطفوف ص 60۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 292۔الامالی الخمیسیہ ج 1 ص 191 تا 192۔سیر أعلام النبلاء ج 3 ص 308۔البدایہ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج 8 ص 214۔الاصابۃ فی تمیز الصحابہ ج 2 ص 71۔تہذیب التہذیب ج 2 ص 304۔

۲۔مثیر الاحزان ص 39۔

۳۔ سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 298 و 300۔ ترجمۃ الامام الحسین (علیہ السلام) ص 329۔روضۃ الواعظین ،ص 178۔

ذہبی نے اسی کتاب میں اس سے پہلے یہ بھی لکھا ہے کہ امام حسین کے ساتھ سواروں کی تعداد 32 تھی ۔(۱)

3. 62 یا 72 افراد: - یعقوبی لکھتے ہیں کہ اصحاب اور خاندان امام سے مجموعی طور پر 62 یا 72 افراد آپ کے ساتھ کربلا آئے تھے ۔(۲)

4. 500 افراد: - مسعودی اکلوتے مؤرخ ہیں جنہوں نے لکھا ہے کہ حُرّ ریاحی کے لشکر کے ساتھ کربلا روانہ ہوتے وقت 500 سوار اور 100 پیدل افراد امام کے ہمراہ تھے ۔(۳)

اور مجلسی (۴) نے یہ روایت مسعودی سے نقل کی ہے

(۵) لیکن امام کے ساتھیوں کی تعداد 500 سواروں کی بجائے 1000 سوار بیان کی ہے۔

5. 82 افراد: - ابن شہر آشوب نے امام کے ساتھیوں کی تعداد (عاشورہ سے قبل) 82 بیان کی ے۔(6)

---

1۔ روضۃ الواعظین ،ص 177۔

2۔ تاریخ یعقوبی ج2 ص 243۔

3۔ تذکرۃ الخواص ج2 ص 161۔

4۔ بحارالانوار ج45 ص 74۔

5۔ مروج الذہب ج3 ص 71۔

6۔ مناقب آل ابی طالب ج4 ص 107۔

70 افراد: - ابن ابار بَلَنسی (وفات 658ھ)(ا) لکھتے ہیں کہ سواروں اور پیادوں کی تعداد 70 سے زیادہ تھی۔(۲)

مندرجہ بالا اور دیگر روایات سے مجموعی طور پر یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ بنو ہاشم کے جوانوں اور غلاموں نیز بچوں کے علاوہ امام حسین کے ساتھیوں کی تعداد 70 سے 90 تک تھی۔

1۔بَلَنسیہ ایک علاقے اور شہر کا نام ہے جو اسپین کے مشرق میں واقع ہے اور اس وقت "ویلنشیا"(València) کہلاتا ہے۔

2۔دُرَرَالسمط فی خبر السبط ص 104۔

## یوم عاشور اصحاب کی تعداد

1. 72 افراد: - مشہورترین اور سب سے زیادہ نقل ہونے والے قول کے مطابق امام حسین کے ساتھی 72 تھے۔ ابو مخنف نے ضحاک، کے حوالے سے لکھا ہے کہ عاشورہ کے دن امام حسین کے ساتھیوں کی تعداد (32 سوار اور 40 پیادے) 72 تھی۔ (۱)

بہت سے مؤرخین اسی قول کے قائل ہوئے ہیں: (۲)

2. 100 افراد: - حصین بن عبد الرحمن نے سعد بن عبیدہ کے حوالے سے کہا ہے کہ امام حسین کی فوج عاشور کے دن 100 کے قریب تھی۔ (۳)

---

۱۔ طبری، تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج4 ص320۔ الارشاد 2 ص95۔

۲۔ اعلام الوری باعلام الهدیخوارزمی، مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 6۔ ج1 ص 457۔ انساب الاشراف ج3 ص395۔ الاخبار الطوال ص256۔ کتاب الفتوح ج5 ص101۔ شرح الاخبار ج3 ص155۔ دلائل الامامہ ص178۔ روضۃ الواعظین ص 184۔ المنتظم ج 5 ص 339۔ کامل بہائی (الکامل البہائی فی السقیفہ) ج2 ص281۔ البدایہ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج8 ص192۔

۳۔ تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 295۔ انساب الاشراف ج 3 ص424۔ تاریخ الاسلام (شمس الدین ذہبی) ج5 ص15۔

3. 300 افراد:-طبری نے زید بن علی کے حوالے سے امام حسین کے ساتھیوں کی تعداد 300 بیان کی ہے۔(۱)

4. 70 افراد: - قاضی نعمان لکھتے ہیں کہ امام حسین کے ساتھیوں کی تعداد 70 سے کم تھی۔(۲)

5. 61 افراد: - مسعودی کے مطابق اصحاب امام کی تعداد 61 تھی۔(۳)

6. 114 افراد:-خوارزمی ایک روایت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ امام کے اصحاب کی تعداد 114 تھی۔(۴)

7. 145 افراد:- سبط بن جوزی لکھتے ہیں کہ یوم عاشور امام حسین کے ساتھیوں کی تعداد 145 تھی جن میں سے 45 سوار اور 100 پیادے تھے۔(۵)

8. 80 افراد: - ابن حجر کے قول کے مطابق عاشور کے دن امام حسین کے ساتھ 80 افراد تھے۔(۶)

---

۱۔شرح الاخبار ج3 ص154۔

۲۔شرح الاخبار، ج3 ص154۔البدء والتاریخ ج2 ص241۔

۳۔اثبات الوصیہ ص166۔

۴۔بحار الانوار ج45 ص4۔تسلیۃ المُجالس وزینۃ المَجالس ج2 ص275۔

۵۔تذکرۃ الخواص ج2 ص160۔

۶۔الصواعق المحرقہ ص197۔

بہرصورت 72 افراد والی روایت چونکہ قدیم اور معتبر کتب میں نقل ہوئی ہے اور اس کے راوی بھی زیادہ ہیں زیادہ قابل اعتماد اور قابل قبول ہے۔ ان میں بھی بظاہر بنو ہاشم کے جوانوں، غلاموں اور بچوں کو شمار نہیں کیا گیا۔

# یزیدی افواج کی نفری

1. 22000 افراد: بعض مؤرخین نے دشمنان امام حسین کے سپہ سالار اور ان کی نفری 22000 افراد بیان کی ہے۔(۱)

2. 30000 افراد:۔ شیخ صدوق، امام سجاد اور امام صادق سے منقول روایات کے مطابق، عبیداللہ بن زیاد کے لشکر کی نفری 30000 بیان کرتے ہیں۔(۲)

3. 28000 افراد:۔ مسعودی نے یہ تعداد 28000 افراد نقل کی ہے۔(۳)

4. 14000 افراد:۔ شیعہ مصنف طبری (۴) نے لکھا ہے کہ عمر بن سعد کے لشکر کی تعداد 14000 تھی۔(۵)

---

۱۔ شذرات الذہب ج 1 ص 67۔ بحار الانوار ج 44 ص 386۔ مقتل الحسین (علیہ السلام)، ج 2، ص 6۔ کتاب الفتوح ج 5 ص 84۔

۲۔ الامالی شیخ صدوق مجلس 24 ص 177 ح 3 ومجلس 70 ص 547 ح 10۔ اللہوف ص 70۔

۳۔ اثبات الوصیہ ص 166۔

۴۔ ابوجعفر محمد بن جریر بن رستم طبری آملای مازندرانی معروف بہ طبری شیعی کتاب "دلائل الامامہ" کے مؤلف ہیں اور وہ محمد بن جریر بن یزید طبری (وفات 923ء) کے علاوہ ہیں جو اہل سنت کے بہت معروف علما میں سے ہیں اور مشہور تفسیر اور تاریخ کے مالک ہیں۔ نیز شیعہ عالم دین محمد بن جریر طبری (وفات چوتھی صدی ہجری کی ابتدا) جو کتاب "المسترشد" کے مؤلف ہیں، سے بھی مختلف ہیں جن کو شیخ طوسی نے "کبیر" کا لقب دیا ہے۔

۵۔ دلائل الامامہ ص 178۔

5. 35000 افراد: - ابن شہر آشوب پہلے یزیدی لشکر کی نفری 35000 لکھتے ہیں لیکن لشکر کی تفصیل بتاتے ہوئے، ہر حصے کے سالار اور اس کی نفری کی تفصیل بتاتے ہوئے یہ تعداد 25000 تک گھٹا دیتے ہیں۔(۱)

6. 6000 افراد: ۔ سبط ابن جوزی نے لشکر ابن سعد کی تعداد 6000 بیان کی ہے۔(۲)

7. 20000 افراد: - ابن صباغ مالکی لکھتے ہیں کہ 6 محرم الحرام تک دشمن کی سپاہ کی تعداد 20000 تک پہنچ چکی تھی۔(۳)

8. 31000 افراد: -ابن عنبہ کے مطابق لشکر یزید کی تعداد 31000 تھی۔(۴)

9. 32000 یا 17000 افراد: - ملا حسین کاشفی نے 32000 اور نیز 17000 کی نفری نقل کی ہے۔(۵)

اس سلسلے میں قابل اعتماد روایت شیخ طوسی کی ہے جس میں لشکر یزید کی تعداد 30000 بیان کی گئی ہے۔

---

۱۔ مناقب آل ابی طالب ج4 ص106۔

۲۔ تذکرۃ الخواص ج2 ص161۔

۳۔ الفصول المہمہ ص191۔

۴۔ عمدۃ الطالب فی نسب آل ابی طالب ص192۔

۵۔ روضۃ الشہداء ص346۔

## لشکر یزید کے علمدار اور ان کے فوجیوں کی تعداد

ابی مخنف نے لکھا ہے کہ ابن زیاد ملعون نے 10 علم 10 سرداروں کے نام مرتب کیے اور ان کو کربلا میں فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے بھیجا۔

1۔ پہلا علم عمر بن سعد کا تھا اس کو 4000 سوار دے کر کربلا کی طرف روانہ کیا۔

2۔ دوسرا علم عروۃ بن قیس کا تھا جس کا لشکر 2000 سوار کا تھا۔

3۔ تیسرا علم سنان بن انس کا تھا جس کا لشکر 4000 سوار پر مشتمل تھا۔

4۔ چوتھا علم قعقاع فہری کے بیٹے کے لیے مختص تھا جس کا لشکر 4000 ساوار تھے۔

5۔ پانچواں علم خولی کو دیا گیا جس کے ساتھ 3000 ہزار افراد موجود تھے۔

6۔ چھٹا قشعم کے لیے خاص تھا جس کے ساتھ 3000 افراد تھے۔

7۔ ساتواں علم حصین بن نمیر کو دیا جس کے پاس 8000 افراد تھے۔

8۔ آٹھواں ابوقدار باہلی کع دیا گیا جس کے ساتھ 9000 افراد تھے۔

9۔ نواں علم عامن بن صریمہ کو دیا گیا۔اس کے پاس 6000 افراد شامل تھے

10۔ دسواں علم شبث بن ربعی کو دیا گیا اس کے ساتھ 10000 فراد تھے۔

## لشکر یزید کی کوفی سے نکلنے کی ترتیب

کوفہ سے سب سے پہلے عمر بن سعد نکلا اس کے بعد شمر ذی الجوشن پھر عروۃ بن قیس پھر سنان ابن انس پھر حصین بن نمیر پھر یزید بن رکاب کلبی پھر فلاں مازانی اور پھر خولی اا اپنے اپنے فوجی لشکروں کے ساتھ نکلے۔

## عمر بن سعد کا لشکر

ابن سعد کے لشکر میں مختلف قبائل اور مختلف بلاد سے اکٹھے ہوئے لوگ تھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔خارج
2۔حمیر
3۔کندہ
4۔آک مطعون
5۔جشعم
6۔سکون
7۔عبادہ
8۔مضر
9۔ربیعہ
10۔مذحج
11۔خزاعہ
12۔یربوع
13۔محلب
14۔بنط
15۔شاکریہ
16۔خزیمہ
17۔مسجد بنی زہرہ وغیرہ

## لشکر یزید کی صف آرائی

ابن سعد بن لشکر یزید کی یوں صف بندی کی

عمرو بن حجاج ۔(لشکر کے دائیں جانب کا امیر)

شمر ذالجوشن ۔(لشکر کے بائیں جانب کا امیر)

عروہ بن قیس ۔(سواروں کا امیر)

شبث بن ربعی ۔(پیادوں کا امیر)

دُرید غلام ۔(قلب لشکر کا امیر)

حصین بن نمیر (تیر کمان والوں کا امیر)

محمد بن اشعث ۔(پتھر مارنے والوں کا امیر)

ابوایوب غنویٰ ۔(بیلداروں کا امیر)

## روز عاشورہ لشکر یزید کے نماز ظہر سے پہلے حملے

کتب معتبرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوع آفتاب سے دونوں لشکروں کی ایک دوسرے کے مدمقابل صف آرائی تھی لیکن ظہر کے نزدیک لشکر یزید نے اپنا زور لگا کر چار حملے کیے کہ جلدی سے امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا جائے، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

### پہلا حملہ

جب عمرو بن زبیدی حجاج اور ابن سعد نے ایک ایک کی مبارزہ طلبی کو توڑنے کا حکم دیا تو لشکر ابن سعد میں جوش وخروش پیدا ہوا، سوار اور پیدل دونوں حرکت میں آ گئے۔ پیادوں کا امیر شمر تھا اوور سواروں کا امیر عمرو بن حجاج زبیدی تھا۔ کبھی شمر میسرہ سے امام حسین علیہ السلام کے لشکر کے میمنہ پر حملہ کرتا اور کبھی عمرو بن حجاج اپنی فوج سے امام حسین علیہ السلام کے لشکر پر حملہ کرتا ہے۔ لیکن حملہ کارگر ثابت نہیں ہوا کیونکہ امام حسین علیہ السلام کے اصحاب گھوڑوں سے اُتر کر زانو زمین پر ٹیک لگا کر اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے نیزے پکڑتے اور آتے گھوڑوں کی آنکھوں میں مارتے تھے جس سے گھوڑے رُک جاتے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑھتے تھے لہذا لشکرِ کفر ذلت اور خفت سے پسپا ہونے پر مجبور ہوا اور شکست کھائی اور پیچھے بھاگنے لگا تو اصحاب نے نیزے زمین پر رکھ دیئے اور تیر چلانے شروع کیے جس سے کافی یزیدی قتل ہو گئے اور بہت سے

زخمی ہوئے۔

## دوسرا حملہ

پہلے حملہ کے ناکام ہونے پر شمر نے عمرو بن حجاج کی سرزنش اور ملامت کی اور خود امام حسین علیہ السلام کے لشکر پر حملہ آور ہو گیا۔ شمر نے اپنے پیادہ لشکر کا للکارا، سواروں کو پیادہ کی مدد کے لیے بلایا اور دونوں کو جنگ پر آمادہ کر کے امام حسین علیہ السلام کے لشکر کے میسرہ پر حملہ آور ہو گیا۔ جبکہ میسرہ کے سردار حبیب ابن مظاہر اسدی جیسے شجاع تھے انہوں نے ایسا مقابلہ کیا کہ اس کثیر لشکر کے مقدمے کو روکا اور بلند نیزوں سے لشکر کے تکبر کو توڑ دیا حالانکہ امام حسین علیہ السلام کے لشکر میں صرف ۲۷ سوار تھے۔ انہوں نے ایسا جواب دیا کی ٹڈی دل لشکر ایک دوسرے کے اُوپر گر رہا تھا اور شمر کے حملے کو ناکام بنا دیا وہ ذلیل و خوار ہو کر پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔

## تیسرا حملہ

جب ان دو حملوں سے پسپائی عروہ بن قیس نے دیکھی تو عمر سعد کو پیغام بھیجا کہ امام حسین علیہ السلام کے لشکر کا مقابلہ کرنا آسان نہیں لہذا اور سوار اور پیادہ دستہ مجھے دو تو میں حملہ کرتا ہوں۔

علامہ قزوینی نے ریاض الاحزان میں لکھا ہے کہ یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ امام حسین علیہ السلام کے اکثر اصحاب شہید ہو گئے اور جو باقی بچے وہ سب شدید زخمی ہوئے اور تھک گئے تھے۔ جب یہ کیفیت حضرت علی علیہ السلام کے

غضب حضرت عباس علیہ السلام نے دیکھی کہ عروہ بن قیس تازہ لشکر لے کر شمر کی حمایت سے ہمارے لشکر کو تار و بار کر رہا ہے تو اللہ کے شیر کی غیرت نے جوش مارا اور ہاشمی جوانوں کو حکم دیا کہ ڈھال، تلواریں لے کر نکلیں اور حبیب ابن مظاہر اسدی کی نصرت کریں۔

جب عروہ نے دیکھا کہ اب حضرت عباس علیہ السلام بھی اصحاب امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لیے آ رہے ہیں تو ابن سعد کے لشکر کے دن کی روشنی رات کی تاریکی بن گئی اور مجبوراً لشکر کفر نے فرار میں اپنی نجات سمجھی۔ ابن سعد سے جا کر کہا کہ امام حسین علیہ السلام کی یہ تھوڑی سی جماعت کس قدر شجاع ہے کہ ہمیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا اس قدر قلیل جماعت کی فکر کرو۔

## چوتھا حملہ

ابن سعد نے عروہ اور شمر کی درخواست پر تیر اندازوں کا تازہ لشکر حصین بن نمیر کی سرداری میں مدد و نصرت کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ جاتے ہی اصحاب حسین علیہ السلام پر اس قدر تیروں کی بارش برسائیں کہ ان کا لشکر صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔

اب چوتھے حملے میں لشکر کفار نے ایک طرف سے تلواروں کا حملہ کیا تو دوسری طرف سے تیر اندازوں نے تیروں کی بارش کر دی۔ ایک طرف سے پتھر مارنے والوں نے ہجوم کر کے لشکر حق کا محاصرہ کر لیا اور پیادہ فوج گھوڑوں کو گرانے کے لیے کمین گاہوں میں بیٹھ گئی۔

علامہ شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں: اس ترکیب سے لشکرِ حق کے گھڑسوار زمین پر گرتے گئے اور وہ ملعون ایک ایک کا محاصرہ کر کے شہید کرتے رہے۔ لشکرِ حق کے پیادوں پر تیر برسائے گئے جس سے ان کے خون بہتے رہے۔ یہ اصحاب پھر بھی بڑی دلیری سے لڑتے رہے اور جوانمردی دکھاتے رہے۔ جب کچھ اصحاب شہید ہو گئے تو اصحاب کا گریہ وزاری بلند ہوا۔ امام حسین علیہ السلام نے یہ گریہ وزاری کی آوازیں سنیں تو خود اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اصحاب کی نصرت کے لیے میدان میں آئے تو اصحاب نے اسد اللہ الغالبؑ کی طرح جنگ کرتے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ لشکرِ کفر کو کیڑوں مکوڑوں کی طرح مار رہے ہیں تو اصحاب میں اور زیادہ طاقت اور جرات پیدا ہوئی اور بھوکے شیروں کی طرح لشکرِ کفر پر حملہ کر دیا۔ اس طرح کوفہ وشام کے لشکر کو خیام سے دور کر دیا۔

کچھ اصحاب امام حسین علیہ السلام کے گرد پروانوں کی طرح چکر لگاتے تھے اگر کوئی شخص امام حسین علیہ السلام پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتا تو اصحاب سامنے آجاتے اور اس کے حملے کو اپنے اُوپر لیتے اور تیروں کو اپنے سینوں پر لیتے تھے۔

عمرو بن قُرظہ انصاری حضرت امام حسین علیہ السلام کے گرد پروانہ وار چکر لگاتے کہ آنے والے ہر تیر کو اپنے ہاتھوں پر لیتے اور اگر تلوار کا وار ہوتا تو یہ جوان اپنے سینہ میں لیتا۔

لشکرِ کفر کا یہ حملہ شدید تر تھا بلکہ کربلا کی جنگ سے پہلے اور بعد میں اس قسم کا

شدید حملہ نہیں دیکھا گیا اور نہ سنا گیا۔اس حملہ میں زُہیر بن قین اور حبیب ابن مظاہر نے اس قدر ثابت قدمی اور بہادری سے جنگ لڑی کہ آج تک اس قسم کی شجاعت اور ثابت قدمی نہیں دیکھی گئی۔

اصحاب امام حسین علیہ السلام نے عمرو بن حجاج پر جنگ اس قدر تنگ اور شدید کر دی اور شمر پر اس قدر سختی آئی کہ جس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔حصین بن تمیم پتھر مارنے والوں کے سردار اور تیر اندازوں کا سردار عروہ بن قیس نے جس قدر تیروں اور پتھروں کی بارش سے اصحاب امام حسین علیہ السلام کو خیام سے دُور کرنے کی کوشش کی وہ ناکام رہے اور اصحاب نے خیام کی حفاظت کہ نہ چھوڑا۔

یہ لڑائی دوپہر تک ہوتی رہی۔اصحاب حسین علیہ السلام کے گھوڑے مارے گئے اور اصحاب پیادہ ہوگئے۔عمر سعد نے دیکھا کہ خیام کی ایک سمت اصحاب اور انصار سے خالی ہے تو شمر سے کہا کہ پیادہ فوج لے جاؤ اور خیام کے قریب جا کر امام حسین علیہ السلام کے بچوں اور عورتوں کو ڈرا کر اُن کے گریہ کی آوازوں کو بلند کرو تا کہ امام حسین علیہ السلام اور اصحاب پریشان ہو کر جنگ سے پیچھے ہٹ جائیں۔

پس لشکر ابن سعد کے دو حصے کیے گئے ،ایک گروہ امام حسین علیہ السلام اور اصحاب سے لڑتا رہا اور دوسرا گروہ خیام کی طرف آیا اور خیموں کی آگے والی طنابیں کاٹ دی اور خیموں کو اندر کی طرف گرا دیا۔جب خیمے گرے تو بچے اور

عورتیں جو خیموں میں تھے۔خیام سے باہر نکلے اور ایک دوسرے سے دوسرے خیمے میں پناہ لینا چاہی لیکن جس خیمے میں جاتے وہ خیمہ گر جاتا تھا۔بلآخر بچوں کا گریہ وزاری بلند ہوااور بچوں اور عورتوں نے سیدالشہدا کے خیمے میں پناہ لی اور سب ماتم کر رہے تھے۔جب یہ نوحہ و ماتم کی آواز امام حسین علیہ السلام اور اصحاب کے کانوں میں گونجی تو اصحاب کو علم ہو گیا کہ دشمن خیام کے پاس پہنچ گیا ہے لہذا چاہتے تھے کہ واپس آ کر خیام کی حفاظت کریں لیکن دشمنوں نے راستے بند کیے ہوئے تھے۔ان اصحاب سے دو یا تین نفر بہت غربت اور حمیت سے دشمن کی صفوں کو چیر کر خیام کی طرف آتے تو شمر کی فوج ان پر تیر برساتی اور وہ شہید ہو جاتے۔

جب امام حسین علیہ السلام نے اہل بیتؑ کے رونے کی آواز سنی اور اپنے اصحاب کا حال بھی دیکھا کہ اہل بیتؑ کے گریہ کی وجہ سے نہ تو اصحاب جنگ کر سکتے تھے اور نہ واپس جا سکتے تھے کیونکہ ایک گروہ لشکر خیام اور اصحاب کے درمیان حائل تھا، اگر ایک گھنٹہ اور اسی حالت میں رہے تو تمام اصحاب یا گرفتار ہو جائے گے یا شہید ہو جائے گے۔لہذا امام حسین علیہ السلام نے اصحاب کو حکم دیا کی تم خیام کی حفاظت کرو اور ان کو اللہ کے سپرد کر دو اور دشمنوں پر ایسا حملہ کرو کے وہ خیام کے سامنے سے ہٹ جائے۔

امام حسین علیہ السلام کے حکم کے مطابق تمام اصحاب ایک جگہ جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ پشت لگا کر اور غربت اور حمیت سے شدید جنگ جنگ

شروع کر دی۔ ادھر شمر نے اعلان کیا کہ خیام کو آگ لگا دو۔ امام حسین علیہ السلام نے جب یہ سنا تو ٹھنڈی سانس لی اور آسمان کی طرف رُخ انور کر کے کہا:

"اللھم لا یُعجزك الشمر ان تُحرق جسده فی النار یوم القیامه"

''اے اللہ! تو شمر کو اپنے غضب کی آگ میں جلا دے''

امام حسین علیہ السلام نے کہا میں تیری راہ میں مصیبتیں برداشت کر رہا ہوں لیکن میری اہل بیتؑ تیرے حوالے۔ امام حسین علیہ السلام میدان میں جنگ بھی کر رہے تھے اور مناجات بھی کر رہے تھے جبکہ بچے اور عورتیں دھوپ میں گریہ و زاری کر رہے تھے۔ جوں ہی خیمہ کے اردگرد آگ کے شعلے بلند ہوئے تو ہاشمی جوان بپھرے، ہر بیٹے کو ماں، بھائی کو بہن، باپ کو بچوں کی فکر ہوئی تو حملہ شدید کر دیا اور بیسیوں کو قتل کر کے خیام کی طرف آنے کا راستہ بنایا۔ ان جوانوں کے آگے آگے زُہیر بن قین راستے کھولتے جاتے تھے باقی ان کے پیچھے دائیں اور بائیں حملہ کرتے آ رہے تھے۔ اسی دوران میں جناب خزیمہ اور انس بن ابی سجم شہید ہو گئے۔

اس لڑائی کے دوران میں ابو غدرہ نے زُہیر کو کہا کہ ہم نے خیام کو آگ لگا دی ہے تو زُہیر نے ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر جب شمر نے ان اصحاب کو اس قدر شدید لڑائی کر کے خیام کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو فرار ہو گیا۔ زُہیر کے ساتھ دس اصحاب نے شمر کے بھاگتے ہوئے گروہ پر حملہ کر دیا۔ بہت سارے ملعونوں کو قتل کر دیا۔ باقی زخمی ہو کر دوڑ رہے تھے کہ کچھ

اصحاب امام حسین علیہ السلام نے ان کو فی النار کر دیا۔

مخدراتِ عصمت کو جب معلوم ہوا کہ زُہیر چند اصحاب کے ساتھ خیام کے پاس آ گئے ہیں اور شمر کا گروہ فرار کر گیا ہے تو گریہ وزاری سے افاقہ کیا لیکن جوانانِ بنی ہاشم کے لیے فکر مند تھیں۔سی دوران میں علمِ عباسؑ نظر آنے لگا اور بنی ہاشم کے جوانوں کے نعروں کی آوازیں مخدراتِ عصمت کے کانوں میں پہنچیں۔تمام بیبیوں کی نظریں خیام کے دروازے کی طرف تھیں کہ اچانک امام حسین علیہ السلام،علی اکبرؑ،شہزادہ قاسمؑ، جناب عونؑ، جناب جعفرؑ، جناب عبداللہؑ اور دیگر ہاشمی جوان سب خیام کے پاس پہنچ گئے۔

اِدھر شبث بن ربعی نے شمر کی سرزنش کی اور کہا کہ اے بدبخت! ان بچوں اور عورتوں کا کیا قصور ہے؟ تو نے ان کو اس قدر رُلایا کہ ہمارے جگر بھی کباب ہو گئے ہیں؟

اس حملہ کے بعد نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔

# دشمن کے مقتولین کی تعداد

شیخ صدوق (وفات 381ھ) اوران ہی کی پیروی کرتے ہوئے محمد بن فتال نیشابوری (وفات 508ھ) لکھتے ہیں کہ امام حسین کے بعض ساتھیوں نے یزیدی لشکر کے متعدد افراد کو ہلاک کیا تھا:

حُرّ بن یزید: نے 18 افراد،

زہیر بن قین: نے 19 افراد،

حبیب بن مظاہر اسدی: نے 31 افراد،

عبداللہ بن ابی عروہ غِفاری: نے 20 افراد،

بُریر بن خُضَیر: نے 30 افراد،

مالک بن انس کاہلی: نے 18 افراد،

(یزید بن) زیاد بن مہاصر کندی (ابوالشعثاء): نے 9 افراد، بلاذری اورطبری (۱) نے ان کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے اشقیاء کی تعداد 5 بتائی ہے۔)

وَہب بن وَہب (یا ابن عبداللہ بن عمیر کلبی): نے 7 (یا 8) افراد،

نافع بن ہلال بن حجاج: نے 13 افراد، بلاذری اورطبری (۲) نے

---

۱۔ انساب الاشراف ج 3 ص 405۔ تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 340۔

۲۔ انساب الاشراف ج 3 ص 405۔ تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 340۔

ان کے ہاتھوں ہلاک شدگان کی تعداد 12 بیان کی ہے۔)

عبداللہ بن مسلم بن عقیل: نے 3 افراد،

علی اکبر ابن حسین: نے 54 افراد،

قاسم بن حسن: نے 3 افراد کو جہنم واصل کیا۔(۱)

ان اعداد وشمار کے مطابق امام حسین کے چند اصحاب کے ہاتھوں دشمن کے 225 یا 226 افراد ہلاک ہوئے ہیں۔

ابن شہر آشوب، نے دشمن کے ہلاک ہونے والے سپاہیوں کی تعداد شیخ صدوق کی بیان کردہ تعداد سے کچھ زیادہ بیان کی ہے:

حُرّ بن یزید ریاحی: نے 40 سے زائد افراد،

حبیب بن مظاہر اسدی: نے 62 افراد،

زہیر بن قین: نے 120 افراد،

حجاج بن مسروق: 25 افراد،

عون بن عبداللہ بن جعفر: نے 21 افراد،

علی اکبر ابن حسین نے 70 افراد،

عبداللہ بن مسلم بن عقیل: نے 98 افراد کو جہنم رسید کیا۔(کل تعداد 436 سے زائد ہوئی)(۲)۔

---

۱۔الامالی شیخ صدوق مجلس 30 ح 1 ص 223 تا 226۔ روضۃ الواعظین ص 186۔

۲۔مناقب آل ابی طالب ج4 ص 114۔

## شہدائے کربلا کی تعداد

بعض مؤرخین نے شہدائے کربلا کی صحیح فہرست پیش کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن تحقیقی مآخذ محدود ہونے کے سبب، حقیقی اور صحیح اعداد وشمار پیش کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے۔

## کل شہداء

1. مشہور ترین قول یہ ہے کہ شہدائے کربلا کی تعداد 72 ہے۔(۱)
2. امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے فضیل بن زبیر نے روایت کی ہے کہ قیام کے آغاز سے آخر تک تمام شہداء کی تعداد 106 ہے جن میں وہ افراد بھی شامل ہیں جو زخمی تھے اور بعد میں شہید ہوئے ہیں: 86 اصحاب اور 20 ہاشمی (۲)۔
3. ابومخنف، زحر بن قیس کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام حسین کے علاوہ بقیہ شہداء کی تعداد 78 ہے۔(۳)

---

ا۔الحسین ومقتلہ ص 184۔انساب الاشراف ج 3 ص 411۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 348۔تجارب الامم وتعاقب الھمم ج 2 ص 73۔تاج الموالید ص 31۔مقتل الحسینؑ، ج 2، ص 6۔البدایہ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج 8 ص 205۔

۲۔تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام بحوالہ فصلنامہ تراثنا، شمارہ 2 ص 149 تا 156۔

۳۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 351۔الارشاد ج 2 ص 118۔تاریخ مدینۃ دمشق ج 18 ص 445۔الوافی بالوفیات ج 14 ص 189۔الفصول المھمہ ص 193۔تاریخ روضۃ الصفا ج 5 ص 2270۔البدایہ و النہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج 8 ص 208۔الاخبار الطوال ص 260۔

لیکن دیگر مؤرخین زجر بن قیس ہی کے حوالے سے شہداء کی تعداد 32 (۱)

کچھ کے مطابق 70 سوار (۲)

نیز کچھ نے تعداد 77 (۳)

یا 82 بھی ذکر ہے (۴)

اور کچھ مئورخین 88 بھی بتاتے ہیں۔ (۵)

4. ابوزید بلخی (وفات 322ھ) اور مسعودی نے شہدائے کربلا کی تعداد 87 بیان کی ہے۔ (۶)

5. علامہ سید محسن امین عاملی، نے قیام عاشورہ کی ابتدا سے انتہا تک کے شہداء کی تعداد 139 لکھی ہے۔ (۷)

6. شیخ شمس الدین نے اس سلسلے میں ایک تجزیاتی بحث پیش کی ہے اور شہداء کی تعداد 100 سے کچھ زیادہ بیان کی ہے۔ (۸)

---

۱۔ کتاب الفتوح ج 5 ص 127۔

۲۔ تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الائمۃ علیہم السلام ج 2 ص 193۔

۳۔ العقد الفرید ج 4 ص 328۔

۴۔ مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 62۔

۵۔ ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص 190۔

۶۔ البدء والتاریخ ج 2 ص 241۔ مروج الذہب ومعادن الجوہر ج 3 ص 72۔

۷۔ اعیان الشیعہ ج 1 ص 610 تا 612۔

۸۔ انصار الحسین علیہ السلام ص 49 تا 52۔

7. شیخ محلاتی نے ابتدائے قیام سے انتہا تک کے شہداء کی تعداد 228 بیان کی ہے۔انہوں نے اسیران اہل بیت کی کوفہ میں موجودگی کے وقت شہید ہونے والے جان نثار عبد اللہ بن عفیف کو بھی شہدائے کربلا میں شمار کیا ہے۔(۱)

8. ایک مؤلف نے ابتدائے قیام سے انتہا تک کے شہداء کی تعداد 182 بیان کی ہے۔(۲)

تاہم وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ شہدائے کربلا کی تعداد 72 ہے، قدیم مآخذ میں نقل ہوئی ہیں اور زیادہ شہرت رکھتی ہیں۔

---

۱۔فرسان الہیجاء ج2 ص154۔

۲۔نہضت امام حسین علیہ السلام وقیام کربلا ص291 تا386۔

# بنو ہاشم کے شہداء کی تعداد

شہدائے کربلا میں بنو ہاشم کے شہداء کے بارے میں کافی مختلف روایات ہیں جوان کی تعداد 9 سے 30 تک بتاتی ہے۔

مشہورترین روایت کے مطابق شہدائے بنی ہاشم کی تعداد 17 ہے۔(۱)

البتہ ان میں سے زیادہ تر مآخذ میں امام حسین کو شمار کیے بغیر، شہداء کی تعداد 17 بیان ہوئی ہے اور بعض اعداد وشمار ائمہ معصومین علیہم السلام سے منقولہ مختلف روایات کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں۔

قدیم ترین تاریخی نصوص میں شہدائے بنی ہاشم کی تعداد 20 بتائی گئی ہے اوران میں امام حسین اور مسلم بن عقیل کے نام بھی دکھائی دیتے ہیں۔(۲)

نیز شیخ صدوق ابن شہر آشوب اور ابن ابی الحدید نے بھی یہی اعداد وشمار پیش کیے ہیں لیکن ان میں مسلم بن عقیل کو شامل نہیں کیا۔(۳)

---

۱۔تاریخ خلیفۃ بن خیاط ص 179۔المعجم الکبیر ج 3 ص 104 تا 119۔کمال الدین وتمام النعمہ ص 533۔ الامالی شیخ صدوق مجلس 87 ص 694۔ الارشاد ج 2 ص 125 تا 126۔الامالی شیخ طوسی ص 162 ح 268۔بشارۃ المصطفی ص 426۔مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 53۔کشف الغمہ ج 2 ص 267۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص 196۔

۲۔تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام ص 149 تا 151۔

۳۔الخصال ص 519۔مناقب آل ابی طالب ج 4 ص 179۔شرح نہج البلاغہ ج 15 ص 251۔

مزید روایات بھی ہیں جن میں یہ تعداد 9 سے 30 تک بتائی گئی ہے۔(۱)
تمام متعلقہ روایات کو مدنظر رکھا جائے تو جو روایات، بنو ہاشم کے شہداء کی تعداد 17 بتاتی ہیں، زیادہ قابل قبول لگتی ہیں کیونکہ یہ روایات قدیم اور کثیر بھی ہیں اور پھر یہ تعداد ائمہ علیہم السلام سے منقولہ روایات میں بھی بیان ہوئی ہے۔

---

۱۔السیرۃ النبویہ ص588۔

## شہداء کی مائیں

شہدائے کربلا میں سے 8 شہیدوں کی مائیں کربلا میں تھیں جن کی آنکھوں کے سامنے ان کے لخت جگر مظلومانہ شہید کیے گئے:

حضرت علی اصغر کی والدہ، حضرت رَباب،

عون بن عبداللہ بن جعفر کی والدہ حضرت زینب علیہا السلام،

قاسم بن حسن کی والدہ رملہ، نفیلہ یا نرگس نامی ام ولد،

عبداللہ بن حسن کی والدہ بنت شلیل جلیلیہ،

عبداللہ بن مسلم کی والدہ رقیہ بنت علی،

محمد بن ابی سعید بن عقیل کی والدہ عبدہ بنت عمرو بن جنادہ،

عبداللہ بن وہب کلبی کی والدہ، ام وہب۔

نیز بعض روایات کے مطابق علی اکبر کی والدہ لیلی بنت ابی مرّہ بن عروہ بن مسعود ثقفی، بھی کربلا میں تھیں لیکن کربلا میں ان کی موجودگی ثابت نہیں ہے۔

## قیدی بنا کر شہید کیے گئے

امام حسین کے اصحاب و انصار میں سے 2 افراد ابتدا میں یزیدی لشکر کے ہاتھوں اسیر ہوئے اور بعد میں شہید ہوئے:

1. سوار بن منعم ہمدانی (زیارت رجبیہ میں ان کا نام سوار بن ابی عمیر نہمی ہے)۔
2. موقع بن ثمامہ صیداوی (اَلمُوَقَّع یا المُرَقَّع بن ثمامہ اسدی)۔

## امام حسین علیہ السلام کے بعد شہادت پانے والے

امام حسین کے چار اصحاب آپ کی شہادت کے بعد جام شہادت نوش کر گئے:

1. سعد بن الحرث اور ان کے بھائی،
2. ابوالحتوف بن الحرث،
3. سوید بن ابی مطاع جو زخمی ہو گئے تھے اور
4. محمد بن ابی سعید بن عقیل

## اپنے باپ کے سامنے شہید ہونے والے

امام حسین کے کئی اصحاب اپنے باپ کے سامنے شہید ہوئے:

علی اکبر

علی اصغر

عمرو بن جنادہ

عبداللہ بن یزید

مجمع بن عائذ

عبدالرحمن بن مسعود

## حسینی فوج کا بلحاظ قبائل ڈھانچہ

ایک محقق نے 113 شہداء کی فہرست تیار کی ہے جن کا تعلق بنو ہاشم اور دوسرے قبائل سے ہے:

1. ہاشمی اوران کے موالی (مع مسلم بن عقیل):26افراد،
2. اسدی:7افراد،
3. ہَمْدانی:14افراد،
4. مَذْحِجی:8افراد،
5. انصاری:7افراد،
6. بَجَلی اور خَشْعمی:4افراد،
7. کندی:5افراد،
8. غِفاری:3افراد،
9. کلبی:3افراد،
10. اَزْدی:7افراد،
11. بنوعبدیان:7افراد،
12. تیمی:7افراد،
13. طائی:2افراد،
14. تغلبی:5افراد،

15. جُہَنی: 3افراد،
16. تمیمی: 2افراد،
17. متفرقہ: 3افراد۔(۱)

---

۱۔ اِبصار العین فی انصار الحسین علیہ السلام ص49۔

# قبل از عاشورہ شہید ہونے والے افراد

1۔ مسلم بن عقیلؑ

2۔ میثم تمار

4۔ ہانی بن عروہ

5۔ عبداللہ بن یقطر

6۔ قیس بن مسہر

7۔ حنظلہ بن مروہ

8۔ عمارہ بن صلخب

9۔ عبداللہ بن حارث

10 سلیمان بن رزین

11۔ عبدالاعلی بن یزید

12 عباس بن جعدہ

13۔ عبیداللہ بن عمرو

## پہلے حملے کے شہداء

کچھ مآخذ نے لکھا ہے کہ یزیدی لشکر کے ابتدائی ظالمانہ بڑے حملے میں امام حسین کے 50 ساتھیوں نے جام شہادت نوش کیا۔

1۔ نعیم بن عجلان (یہ نعمان بن عجلان کے بھائی تھے جو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے صحابی تھے اور بحرین و عمان میں امامؑ کی طرف سے معمور تھے)

2۔ عمران بن کعب بن حارث الاشجعی

3۔ قاسط بن زُہیر

4۔ حنظلہ بن عمرو شیبانی

5۔ مقسط بن زُہیر (جو قاسط کے بھائی تھے)

6۔ کنانہ بن عقیق تغلبی

7۔ عمرو بن ضبیعہ بن قیس

8۔ ضرغامۃ بن مالک تغلبی (بعض نے انکو نماز ظہر کے بعد کے شہدا میں لکھا ہے)

9۔ عامر بن مسلم العبدی

10۔ سالم (جو عامر بن مسلم کے غلام تھے یہ دونوں بصرہ کے شیعہ تھے)

11۔ سیف بن مالک العبدی

12۔ ادھم بن اُمیہ

13۔ یزید بن ثبیط (10 یا 13 یہ چار لوگ امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لیے آئے تھے)

14۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ الارجی الہمدانی (یہ وہ شخص ہے جسے اہل کوفہ نے قیس بن مسہر کے ساتھ مکہ میں امام حسین علیہ السلام کے پاس خطوط دے کر بھیجا تھا۔ یہ 12 رمضان کو مکہ میں امام حسین علیہ السلام کے پاس پہنچے تھے)

15۔ جباب بن عامر التمیمی

16۔ عمرو الجندعی (بعض نے لکھا ہے کہ یہ زخمی پڑے تھے۔ ان کی قوم میدان جنگ سے انہیں باہر لائی اور ایک سال تک مریض رہے اور پھر گھر میں ہی وفات پا گئے)

17۔ حُلاس بن عمرو الازدی

18۔ نعمان بن عمرو (یہ حُلاس کے بھائی تھے یہ دونوں کوفی تھے اور حضرت علی علیہ السلام کے صحابی تھے بلکہ حُلاس تو حضرت علی علیہ السلام کے لشکر کے کمان داروں میں سے ایک تھے)

19۔ سوار بن ابی عمیر (یہ پہلے حملے میں مجروح ہوئے اور شہدا میں پڑے تھے ان کو قید کیا گیا اور ابن سعد کے پاس لے گئے۔ عمر سعد نے حکم دیا اسے قتل

کر دو لیکن ان کی قوم نے ان کی سفارش کی اس طریقے پر ان کی جان بچ گئی لیکن قید میں مجروح تھے اور چھ ماہ کے بعد وفات پا گئے )

20۔ موقع بن ثمامہ (یہ بھی زخمی ہو کر مقتولین میں گر گئے تھے، ان کی قوم انہیں کوفہ لائی اور چھپا دیا لیکن ابن زیاد کو اطلاع مل گئی۔ اس نے قتل کا حکم دیا لیکن ان کی قوم بنی اسد نے سفارش کی تو وہ قتل سے بچ گئے۔ البتہ سخت قید میں رہے بلکہ زارہ نامی مقام جو عمان میں تھا جلا وطن کر دیئے گئے اور شدید زخموں کی وجہ سے مریض ہو گئے اور ایک سال بیماری اور عالمِ غربت میں جانِ آفرین کے سپرد کر دی )

21۔ عمار بن سلامۃ الدالانی الھمدانی

22۔ زاہر (عمرو بن الحمق کے غلام تھے۔ یہ محمد بن سنان کے جدامجد تھے اور 60 ہجری میں حج سے مشرف ہوئے اور وہاں سے امام حسین علیہ السلام کی صحابیت میں آ گئے اور حملہ اولیٰ کے شہدا میں شامل ہو گئے )

23۔ جبلہ بن علی الشیبانی

24۔ مسعود بن الحجاج التمیمی

25۔ عبدالرحمٰن بن مسعود بن حجاج (یہ اور ان کے باپ شجاع اور جانے

پہچانے تھے یہ دونوں کربلا میں ابن سعد کے ساتھ آئے تھے دونوں ابن سعد سے اجازت لے کر امام حسین علیہ السلام کو سلام کرنے آئے لیکن ان کا سلام کرنا ان کے لیے سعادت مند ثابت ہوا اور یہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ہی رہے اور پہلے حملے کے شہدا میں شامل ہو گئے )

26۔ زُہیر بن بشر الخشعمی

27۔ عمار بن حسان بن شُریح الطائی

28۔ مسلم بن کثیر ازدی کوفی تابعی

29۔ زہیر بن سلیم ازدی (یہ وہ بزرگ ہیں جو شب عاشور امام حسین علیہ السلام سے ملحق ہوئے تھے )

30۔ عبداللہ بن یزید ثبیط

31۔ عبیداللہ بن یزید ثبیط

32۔ جندب بن حجیر کندی خولانی

33۔ جنادہ بن کعب انصاری (یہ مکہ سے اپنے اہل و عیال کے ساتھ کربلا آئے )

34۔ سالم بن عمرو

35۔ قاسم بن حبیب ازدی

36۔ بکر بن حی التیمی

37۔ جوین ابن مالک التیمی

38۔ اُمیہ بن سعد الطائی

39۔ عبداللہ بن بشر

40۔ بشر بن عمرو

41۔ حجاج بن بدر بصری (یہ مسعود بن عمر کا خط بصرہ سے لائے تھے)

42۔ قعنب بن عمرو نمری بصری

43۔ عائذ بن مجمع بن عبداللہ عائذی

ان کے علاوہ امام حسین علیہ السلام کے 10 غلاموں نے بھی پہلے حملے شہادت پائی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

44۔ اسلم بن عمرو (امام حسین علیہ السلام کے کاتب تھے)

45۔ قارب بن عبداللہ دئلی

46۔ منجح بن سہم (یہ امام حسن علیہ السلام کے غلام تھے)

47۔ سعد بن الحرث (حضرت علی علیہ السلام کے غلام تھے)

48۔ نصر بن ابی نیزر (حضرت علی علیہ السلام کے غلام تھے)

49۔ حرب بن بنھان (حضرت حمزہ علیہ السلام کے غلام تھے)

50۔ اشعث بن سعد

51۔ قیس بن ربیع

52۔ سعد بن ربیع

53۔ عبداللہ بن ربی دجانہ

54۔ محمد بن مقداد

55۔ سلیمان

56۔ کرش بن زُہیر

---

ا۔ مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 11۔

## نمازظہر کی حفاظت میں شہید ہونے والے

1۔ سعید بن عبداللہ حنفی

## بعداز نمازظہر شہید ہونے والے

1۔ زہیر بن قین

2۔ ابوثمامہ صائدی

3۔ شوذب

4۔ حجاج بن مسروق

5۔ بشیر بن عمرو

6۔ ضرغامہ بن مالک

7۔ عابس

8۔ سیف بن مالک

# کربلا میں غیر حاضر صحابی

1۔عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ

(بوجہ نظر کی کمزور امام حسین علیہ السلام نے ان کو کربلا میں ساتھ چلنے سے روک دیا تھا)

2۔ عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلبؑ

3۔ سلیمان بن صُرد بن جون خُزاعی

''سلیمان بیعت کی بعد اپنے عہد و پیمان میں ثابت قدم نہ رہے اور حسین ابن علی علیہ السلام کی مدد سے ہاتھ اٹھالیا۔(۱) ابن سعد سلیمان کے شک و تردید کو اس کی ہمراہی نہ کرنے کی دلیل قرار دیتے ہیں۔(۲) لیکن محمد رضا مظفر فرماتے ہیں: حادثہ عاشورا کے وقت بہت سارے شیعہ بزرگان جیسے مختار بن عبید اللہ ثقفی، سلیمان بن صرد خزاعی اور ابراہیم بن مالک اشتر عبید اللہ بن زیاد کے قید میں بند تھے۔(۳)

---

۱۔طبقات ابن سعد ج۶ ص ۲۵.الاصابہ ج ۳ ص ۱۴۴.

۲۔طبقات کبری ج ۴ ص ۲۹۲.

۳۔تاریخ شیعہ ص ۱۷.

4۔ سلیم بن قیس ہلالی عامری کوفی

''سنہ 61ہجری قمری میں جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی تو اس وقت تاریخی منابع میں سلیم بن قیس کے بارے میں کوئی چیز ذکر نہیں ہوئی ہے۔ یہاں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ وہ بھی اس وقت ابن زیاد کی قید میں محبوس تھے جس کی وجہ سے وہ امام علیہ السلام کی نصرت کیلئے کربلا میں نہ پہنچ سکے۔(۱)''

5۔ براء بن عازب

''شیخ مفید کتاب ارشاد میں نقل کرتے ہیں؛ اسماعیل بن زیاد کہتے ہیں ایک دن حضرت علیعلیہ السلام نے براء بن عازب سے فرمایا اے براء میرا بیٹا شہادت کے مقام پر فائز ہوگا اس وقت تو زندہ رہے تو ان کی مدد کرو۔

جب واقعہ کربلا رونما ہوا تو براء نے کہا: بتحقیق علیعلیہ السلام کی پیشنگوئی درست ثابت ہوئی کیوں ان کا بیٹا شہید ہوا لیکن میں نے ان کی مدد نہیں کی یہ کہتے ہوئے وہ اپنے کام سے پشیمان ہوتے تھے۔(۲)''

6۔ جابر بن عبداللہ انصاری

''واقعۂ کربلا اور شہادت امام حسین علیہ السلام کے وقت جابر بن عبداللہ انصاری مدینے کے معمر بزرگوں میں شمار ہوتے تھےاور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

---

۱۔ أسرار آل محمد ص ۲۲.

۲۔ الارشاد، ج۱ ص ۳۳۲.

ذریت کے لئے فکر مند تھے۔امام حسین علیہ السلام نے عاشورا کے روز میدان کربلا میں عبید اللہ بن زیاد کی جانب سے بھیجے گئے لشکر سے خطاب کرتے ہوئے جابر بن عبداللہ کا نام اپنے مدعا کے گواہ کے طور پر پیش کیا۔(۱) امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے چالیسویں روز جابر آپؑ کے اولین زائر تھے۔(۲) امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے آغاز پر، آپؑ کے اصحاب کی تعداد بہت کم تھی اور جابر ان ہی انگشت شمار اصحاب میں شامل تھے۔ وہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے حجاج بن یوسف ثقفی کے تعاقب سے محفوظ تھے۔(۳)''

7۔ نضلہ بن عبداللہ بن حارث ( ابو برزہ اسلمی )

''جس وقت یزید چوپ سے سر امام حسین (ع) کی توہین کر رہا تھا اور اس پر شراب ڈال رہا تھا۔ابو برزہ نے اس پر اعتراض کیا تو یزید نے انہیں دربار سے باہر نکال دیا۔(۴)''

---

۱۔الارشاد ج2 ص97۔الکامل فی التاریخ 13861385 ج4 ص62۔

۲۔مصباح المتہجد ص787۔بشارۃ المصطفی لشیعۃ المرتضی ص7574۔

۳۔اختیار معرفۃ الرجال ص123۔

۴۔ انساب الاشراف ج ۳،ص ۴۱۶،تاریخ طبری ج ۵ ص ۳۹۰،اسد الغابہ، داراحیاء ج ۵ ص ۲۰،الکامل ج ۴ ص ۸۵۔

8۔ سہل بن سعد ساعدی

''امام حسینعلیہ السلام کی شہادت کے بعد جب اسرائے اہل بیتؑ کو شام لے جایا گیا تو سہل نے اپنے آپ کو شام پہنچایا اور اسرائے اہل بیتؑ کے کاروان سے ملاقات کی اور امام حسینعلیہ السلام کی بیٹی سے درخواست کی کہ آپ کو کوئی حاجت ہے تو مجھے بتائیں، امامؑ کی بیٹیؑ نے ان سے کہا کہ شہداء کے سروں کو اسرا سے دور رکھا جائے تا کہ لوگوں کی نظریں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں پر نہ پڑیں۔(۱) شام میں اسیران کربلا کے داخل ہونے کی کیفیت کے بارے میں موجود مشہور حدیث کو بھی سہل نے ہی نقل کیا ہے۔(۲)''

---

۱۔ بحارالانوار ج ۴۵ ص ۱۲۷.

۲۔ بحارالانوار ج ۴۵ ص ۱۲۷.

# کربلا میں غیر حاضر تابعین

## 1۔ محمد حنفیہ بن حضرت علی علیہ السلام

''شیعہ علما اور رجال کے ماہرین نے محمد حنفیہ کی واقعہ کربلا میں غیر حاضری کے جواز میں کچھ دلایل پیش کئے ہیں۔ ان کے بقول محمد حنفیہ کا شرکت نہ کرنا امام حسین علیہ السلام کی نافرمانی یا مخالفت کی وجہ سے نہیں تھا اور امامؑ کے ساتھ نہ آنے میں ان کی کچھ جائز وجوہات تھیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔ ا۔ امام علیہ السلام کا مدینہ اور مکہ سے نکلتے ہوے محمد ابن حنفیہ کی بیماری۔

علامہ حلی نے مہنا ابن سنان کے جواب میں محمد حنفیہ کی شرکت نہ کرنے کی دلیل امام علیہ السلام کے مدینے سے نکلتے ہوئے محمد حنفیہ کی بیماری پیش کیا ہے۔(۱) بعض نے آنکھوں کا درد بیان کیا ہے۔(۲)

ب۔ محمد حنفیہ امام علیہ السلام کی طرف سے مدینہ میں رہنے پر مامور ہونا (تیسری آنکھ بن کر)۔

ابن اعثم کوفی نقل کرتے ہیں کہ: جب امام علیہ السلام مدینہ چھوڑ رہے تھے اور محمد حنفیہ امام علیہ السلام کو مدینہ میں رہنے پر قائل نہ کر سکے اس وقت امام

---

۱۔ بحار الانوار ج ۴۲ ص ۱۱۰۔

۲۔ المقرم ص ۱۳۵۔

نے محمد ابن حنفیہ سے کہا:

تمہارا مدینہ میں رہنا کوئی مشکل نہیں ہے آپ ان لوگوں کے درمیان میرے جاسوس ہونگے اور تمام حالات سے مجھے باخبر رکھیں(۱)

پ۔ محمد ابن حنفیہ کو قیام میں شرکت کرنے اور امام کے ساتھ آنے پر امام حسین علیہ السلام کی طرف سے حکم ہونا۔

تنقیح المقال کے مصنف کا کہنا ہے کہ چونکہ امام حسینعلیہ السلام نے مدینہ یا مکہ میں کسی کو بھی اپنے ساتھ آنے کا حکم نہیں دیا ہے اس لئے محمد حنفیہ کا امام علیہ السلام کے ساتھ نہ آنے سے ان کی عدالت پر انگلی نہیں اٹھتی ہے۔

وہ لکھتے ہے: امام حسین علیہ السلام جب حجاز سے عراق کی جانب روانہ ہوئے تو امام علیہ السلام جانتے تھے کہ شہادت نصیب ہونی ہے لیکن ظاہری طور پر جنگ کی قصد سے نہیں نکلے تا کہ تمام لوگوں پر جہاد کے عنوان سے امامؑ کے ساتھ جانا واجب نہ ہوجائے؛ بلکہ اپنی ذمہ داری کے تحت، یعنی لوگوں کی طرف سے دعوت دی ہوئی ظاہری رہبری اور پیشوائی کو اپنے ہاتھ لینے کی نیت سے نکلے۔ اس صورت میں دوسروں پر واجب نہیں کہ وہ امامؑ کے ہمراہ چلیں اور اگر کوئی ساتھ نہ چلے تو گناہ کا مرتکب نہیں ہوا ہے بلکہ گناہ گار وہ شخص ہے جس نے عاشورا کے دن کربلا میں امام حسین علیہ السلام کو دشمن کے نرغے میں دیکھتے

---

۱۔ ہمان ص ۲۳۔

ہوئے امامؑ کا ساتھ نہیں دیا اور امامؑ کی مدد نہیں کی لیکن جو لوگ حجاز میں تھے اور امام علیہ السلام کے ساتھ نہیں آئے وہ شروع سے ہی امامؑ کے ساتھ آنے پر مکلف نہیں تھے۔ اور امامؑ کے ساتھ نہ آنا فسق اور گناہ کا باعث نہیں ہے۔ مامقانی ان تمہیدی باتوں کے بعد کہتا ہے: اسی لئے کچھ صالح اور اچھے لوگ حجاز میں تھے جن کے لئے شہادت کا شرف نصیب نہیں ہوا لیکن ان کی عدالت میں کسی ایک کو بھی شک نہیں تھا۔ پس محمد حنفیہ اور عبداللہ بن جعفر کا امام کے ساتھ نہ آنا نافرمانی یا انحراف کی وجہ سے نہیں تھا۔(۱)'' اثبات الہداۃ میں بھی ایک حدیث امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے کہ: حمزۃ بن حمران کہتا ہے: امام حسین علیہ السلام کے مدینہ سے نکلنے اور ابن حنفیہ کا ساتھ نہ جانے کے بارے میں امام علیہ السلام سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اے حمزہ، تمہیں ایک حدیث بتاتا ہوں تا کہ اس کے بعد پھر کبھی یہ سوال نہ کرسکو، جب امام حسین علیہ السلام مدینہ سے نکلے تو ایک کاغذ مانگا اور اس پر لکھا:

**بسم اللہ الرحمن الرحیم**

حسین ابن علی ابن ابی طالب کی طرف سے بنی ہاشم کے نام: اما بعد، جو بھی میرے ساتھ چلو گے شہید ہو جاؤ گے۔ اور جو بھی یہ کام نہیں کرے گا کامیاب نہیں ہوگا۔ والسلام۔(۲)

---

۱۔ مامقانی ۱۳۵۲ق، تنقیح المقال فی علم احوال الرجال ج ۳ ص ۱۱۱ بی جا،

۲۔ اثبات الہداہ ج ۴ ص ۴۲۔

علامہ مجلسی، امام حسین علیہ السلام کے اسے جملے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: اس جملے کا ظاہر تو مذمت بتاتا ہے لیکن یہ احتمال بھی دیا جا سکتا ہے کہ امامؑ نے دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ آنے یا نہ آنے میں اختیار دیا ہے اور چونکہ ساتھ آنا ایک واجب کام نہیں بلکہ اختیاری تھا اس لئے ساتھ نہ آنا گناہ شمار نہیں ہوگا۔(۱)

حسین بن علیعلیہ السلام کو یزید کی بیعت پر مجبور کرنے اور امامؑ کے انکار کے بعد محمد حنفیہ نے اپنے بھائی کی جان بچانے کی خاطر آپؑ کو مکہ جانے اور وہاں پر بھی خطرہ ہوا تو وہاں سے یمن اور یمن میں بھی خطرہ کا احساس کیا تو صحراوں اور کوہستانوں میں پناہ لینے کی تجویز پیش کی۔ امام حسین علیہ السلام نے آپ کی تجویز کی تعریف کی اور فرمایا: بھائی جان! آپ کو اجازت ہے کہ مدینہ میں میرے جاسوس کی حیثیت سے رہو اور دشمنوں کے امور سے مجھے باخبر رکھو(۲)''

## 2۔ مختار بن عبید اللہ ثقفی

مختار کے واقعہ کربلا میں شریک نہ ہونے کی بارے میں تاریخی منابع میں مختلف شایعات موجود ہیں لیکن جو چیز یقینی اور زیادہ اطمینان بخش نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس واقعے میں اس کی غیر حاضری اختیاری نہیں تھی بلکہ کوفہ میں

---

۱۔ بحار الانوار ج ۴۲ ص ۸۱۔

۲۔ قمی ص ۹۸۔

امام حسینعلیہ السلام کے سفیر مسلم بن عقیلؑ کا ساتھ دینے اور بنی امیہ کی حکومت کے خلاف اقدام کرنے کے جرم میں آپ کو عبیداللہ ابن زیاد نے قید کرر کھا تھا۔
حضرت مسلم بن عقیلؑ کی کوفہ آمد کے موقع پر مختاران افراد میں سے ایک تھا جنہوں نے حضرت مسلمؑ کی حمایت کا اعلان کیا۔(۱) اسی وجہ سے حضرت مسلم جب کوفہ وارد ہوئے تو مختار کے گھر تشریف لے گئے۔(۲) جب عبیداللہ بن زیاد کو حضرت مسلم کی مخفی گاہ کا پتہ چلا تو آپ مختار کے گھر سے ہانی بن عروہ کے گھر منتقل ہوئے۔(۳)
تاریخی شواہد بتاتے ہے کہ مختار ہمیشہ حضرت مسلمؑ کی حمایت کیلئے تیار تھا اور حضرت مسلمؑ کی شہادت کے دن بھی مختار خطرنیہ،کوفہ سے باہر ایک جگہ پر آپ کی حمایت اور دفاع کیلئے افراد کی جمع آوری میں مشغول تھا۔جب کوفہ پہنچے تو معلوم ہوا حضرت مسلمؑ اور ہانی بن عروہ دونوں شہید ہو چکے تھے۔(۴)
حضرت مسلم اور ہانی بن عروہ کی شہادت کے بعد ابن زیاد مختار کو بھی شہید کرنا چاہتا تھا مگر عمرو بن حریث کی وساطت سے مختار کو امان مل گئی لیکن تازیانہ کے

---

۱۔الکامل ج۴ ص۳۶

۲۔الاخبار الطوال ص ۲۳۱

۳۔مسعودی ج۳ ص ۲۵۲

۴۔أنساب الاشراف ج۶ ص ۳۷۶،تاریخ الطبری ج۵ ص ۵۶۹

ذریعے مختار کی آنکھوں پر حملہ آور ہوئے اور انکی آنکھ کو زخمی کر کے اسے زندان روانہ کیا۔ یوں مختار امام حسینعلیہ السلام کے قیام کے اختتام تک کوفہ میں ابن زیاد کے زندان میں تھا۔(۱)

واقعہ کربلا کے بعد جب اسراء کو کوفہ لایا گیا تو ابن زیاد نے امام حسینعلیہ السلام کے حامیوں منجملہ مختار کو امام حسینعلیہ السلام کے سر کو دکھانے کیلئے دربار میں بلایا۔ اس موقع پر مختار اور ابن زیاد کے درمیان تلخ کلمات کا تبادلہ ہوا اور مختار نے امامؑ کا سر دیکھنے کے بعد بہت گریہ وزاری کیا اور اپنے سر پر مارنے لگا۔(۲)

واقعہ کربلا کے بعد عبداللہ بن عمر کی وساطت سے یزید نے مختار کو آزاد کر دیا کیونکہ مختار کی بہن یعنی صفیہ بنت ابوعبید عبداللہ بن عمر کی زوجہ تھی اس کے کہنے پر اس نے یہ وساطت کی تھی۔(۳) البتہ عبیداللہ ابن عمر نے آزادی کے وقت مختار سے یہ شرط باندھی کہ تین دن سے زیادہ کوفہ میں قیام نہیں کریگا اور اگر تین دن کے بعد اسے کوفہ میں پایا گیا تو اس کا خون حلال ہے۔(۴)

---

۱۔أنساب الاشراف ج۶ ص ۳۷۷، المنتظم ج۶ ص ۲۹

۲۔ با کاروان حسینی ج۵ ص ۱۴۰

۳۔ المنتظم ج۶ ص ۲۹

۴۔ المنتظم ج۶ ص ۲۹

## 3۔ رفاعہ بن شداد بجلی فتیانی

رفاعہ وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے خط کے ذریعے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنے کی دعوت دی (۱)۔ اسی طرح توابین کے ان پانچ سرداروں میں سے ایک ہے جنہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کیلئے قیام کیا اور "عین الوردہ" کے مقام پر شامی لشکر کے ساتھ جنگ کی (۲)۔

## 4۔ طرماح بن عدی طائی

کربلا کے راستے میں کوفہ کی جانب سے آنے والے چار افراد امام حسین علیہ السلام کے کاروان میں شامل ہوئے جن کا راہنما طرماح بن عدی طائی تھے ۔جب حر بن یزید نے انہیں گرفتا کرنا چاہا تو امامؑ نے انہیں اپنا ساتھی کہہ کر ان کی محافظت کی ۔طرماح نے قیس بن مسہر کی شہادت کی خبر امام کو دی (۳)

کوفے کی جانب کاروانِ امام حسینؑ کے سفر کے دوران آپ کاروان کی فضیلت اور بنی امیہ اور امام حسین کے دشمنوں کی مذمت میں اشعار گنگاتے رہے۔(۴)۔

طرماح بن عدی طائی نے امام حسینؑ سے کہا: آپؑ کی افرادی قوت کم ہے

---

۱۔تاریخ طبری ج ٦ ص ۲۷۲، الکامل ج ۴ ص ۲۰

۲۔تاریخ طبری ج ٦ ص ۴۸۸، الکامل ج ۴ ص ۱۵۸، ۱۵۹۔

۳۔اَبومخنف ص ۱۷۴

۴۔الفتوح ج ۵ ص ۷۹، ۸۰

لہذا خدارا! جہاں تک ہو سکے آپؑ حر بن یزید ریاحی کے نزدیک ہونے سے پرہیز کریں نیز میں نے کوفہ سے نکلنے سے پہلے ایک بہت بڑی جماعت کو دیکھا جو آپؑ کی نصرت میں جنگ کرنے کیلئے آمادہ تھی (۱)۔

اگر آپؑ چاہیں تو میرے قبیلے کے پاس چلے آئیں کیونکہ اس میں ایسے افراد موجود ہیں جو آپکی حمایت کرنے کیلئے تیار ہیں۔ امامؑ نے جواب میں فرمایا: فرار کرنا، عورتوں اور بچوں کو چھوڑنا میرے لئے عار ہے۔

کوہ بنی طی کی جانب چلیں جہاں 20000 کی تعداد میں طائی قبیلہ کے افراد کو میں جنگ کیلئے لے آتا ہوں (۲)۔ امام نے جواب میں فرمایا خدا تمہیں اور تمہارے قبیلے کو جزائے خیر عطا کرے۔ میں نے حر کے گروہ سے ایک پیمان باندھا ہے میں اس کی مخالفت نہیں کرسکتا (۳)۔

پس انہوں نے امامؑ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے اہل وعیال کیلئے غذا کا بندوبست کرلے تو پھر واپس آجاؤں گا۔ امامؑ نے اسے اجازت دی وہ چلے گئے۔ جب امام حسینؑ کی طرف واپس آرہے تھے تو عذیب الہیجانات کے مقام پر انہوں نے امام حسینؑ کی شہادت کی خبر سنی (۴)۔

---

۱۔ الکامل ج ۴ ص ۵۰، انساب الاشراف ج ۳ ص ۱۷۳

۲۔ الکامل ج ۴ ص ۵۰، انساب الاشراف ج ۳ ص ۱۷۳

۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۷۴

۴۔ الکامل ج ۴ ص ۵۰

## جسم پر گھوڑے دوڑانے والے افراد

کچھ مآخذ میں صرف امام حسین کے بدن شریف پر گھوڑے دوڑائے جانے کا ذکر ہے لیکن اس گھٹیا اور بزدلانہ فعل میں شریک افراد کا نام نہیں لیا گیا۔(۱) البتہ اکثر مآخذ نے ان کی تعداد 10 بیان کی ہے۔(۲)

1۔ اسحاق بن حیوۃ الحضرمی

2۔ اخنس بن مرثد

3۔ حکیم بن طفیل السنبی

4۔ عمرو بن صبیح الصیداوی

5۔ رجا بن منقذ العبدی

6۔ سالم بن خیثمہ

7۔ صالح بن وھب ابی الجعفیان

8۔ واحظ بن ناعم

---

۱۔مسعودی، مروج الذہب ج3 ص73۔

۲۔انساب الاشراف ج 3 ص 410۔ تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 347۔ الارشاد ج 2 ص 113۔ اعلام الوری ج 1 ص 470۔ مناقب آل ابی طالب ج 4 ص 121۔ اللھوف ص 79۔ بحار الانوار ج 45 ص 59۔ مثیر الاحزان، ص 59۔

9۔ ہانی بن ثبیت الحضرمی

10۔ اُسید بن مالک۔ (۱)

ابوعمرو وزاہد سے روایت ہے کہ میں نے ان لوگوں کے نسب کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دس کے دس حرام زادے ہیں۔ جن مختار ثقفی نے ان کو پکڑا توحکم دیا کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کو زمین پر پھیلا کر میخیں ٹھوک دیں اور پھر ان خبیثوں کے ابدان پر اس قدر گھوڑے دوڑائے کہ یہ سب واصل جہنم ہو گئے۔(۲)

---

ا۔ بحارالانوار ج 45 ص 59۔جلا العیون ص 581،مقاتل الطالبین ص 79،مہیج الاحزان ص 249،طریحی ص 466،مثیر الاحزان ص 78،قمقام ص 472،اسرار الشہادۃ ص 438،ارشاد المفید ص 242،لواعج ص 194،مقتل خوارزمی ج2ص 38،مقتل مقرم ص 389،

۲۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہداء ج 3 ص 10،بحارالانوار ج45 ص 60،مثیر الاحزان ص 78،مدینہ سے مدینہ تک ص.415

# جسم پر لگنے والے زخم

مؤرخین نے سید الشہداء کے بدن پر لگنے والے زخموں کی تعداد بھی بیان کی ہے اور ان کے درمیان اس سلسلے میں اختلاف ہے:

1. امام صادق سے منقول روایت کے مطابق امام حسین کے جسم مطہر پر نیزوں کے 33 اور تلواروں کے 34 زخم لگے۔(۱)

اور امام صادق ہی سے منقول دیگر روایت میں نیزوں کے 33 اور تلواروں اور تیروں کے 44 زخم بیان ہوئے ہیں۔(۲)

طبری کی روایت میں نیزوں کے 33 اور تلواروں کے 44 زخم بیان ہوئے ہیں اور ایک اور روایت میں امام صادق سے مروی ہے کہ سید الشہداء کے جسم شریف پر صرف تلواروں کے ستر گھاؤ تھے۔(۳)

2. امام باقر سے منقول ایک روایت میں زخموں کی تعداد 320 بیان ہوئی ہے۔(۴)

---

۱۔مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 42۔ تاریخ الامم و الملوک(تاریخ طبری) ج 4ص 346۔مناقب آل ابی طالبؑ ج 4ص 120۔مثیر الاحزان،ص 58۔اللھوف ص76۔

۲۔شرح الاخبار ج3 ص164۔دلائل الامامہ ص178۔

۳۔الامالی شیخ طوسی ص 677ح 10۔

۴۔مناقب آل ابی طالبؑ ج4 ص120۔الامالی شیخ صدوق مجلس 31ح 1ص 228۔، بحار الانوار ج45 ص82۔روضۃ الواعظین ص189۔تاج الموالید ص 31۔

ابن شہر آشوب نے تین اور اقوال بھی لکھے ہیں: 360 زخم، 1900 زخم اور تیروں کے علاوہ تلواروں کے 33 زخم۔(۱)

اور ایک روایت میں منقول ہے کہ سید الشہداء کے جسم مطہر کو تلواروں، نیزوں اور تیروں کے 63 زخم لگے تھے۔(۲)

3. امام سجاد سے نقل ایک روایت میں نیزے کے زخم اور تلوار کی ضرب سے 40 جراحتیں بتائی گئی ہیں۔(۳)

4. بعض مآخذ میں منقول ہے کہ سید الشہداء کے جسم مطہر اور لباس میں تیروں، نیزوں اور تلواروں کے 110 نشانات پائے گئے۔(۴)

اسی طرح کی روایت ابن سعد نے بھی نقل کی ہے۔(۵)

5. بعض مآخذ نے تلواروں، تیروں اور پتھروں کے 120 زخم نقل کیے ہیں۔(۶)

---

۱۔مناقب آل ابی طالبؑ ج 4ص 120۔ الکافی ج 6ص 452 ح 9۔بحارالانوار ج45ص92ح36۔

۲۔دعائم الاسلام ج2ص154۔

۳۔مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 42۔شرح الاخبار ج 3 ص 164۔الرد علی المتعصّب العنید ص39۔مثیر الاحزان ص58۔دلائل الامامہ ص178۔

۴۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص184۔

۵۔العقد الفرید ج1ص213۔

۶۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص184۔مثیر الاحزان ص58۔

6. ابن سعد نے 33 زخم لکھے ہیں۔(۱)

قاضی نعمان نے بھی ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔(۲)

7. علی بن محمد عُمری اور ابن عنبہ (وفات 828ھ) نے 70 زخم (۳)

اور ابن طاؤس نے 72 زخم لکھے ہیں۔(۴)

لگتا ہے کہ جسم مطہر کو لگنے والے زخموں کی تعداد 100 سے زائد تھی۔ جو روایات ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کو اس قدر تیر لگے تھے کہ آپ کا جسم مطہر تیروں میں چھپا ہوا تھا، اسی رائے کی تائید کرتی ہیں۔(۵)

---

۱۔شرح الاخبار ج 3 ص 164۔

۲۔المجدی فی انساب الطالبیین، ص 13۔عمدۃ الطالب فی أنساب آل ابی طالب ص 192۔

۳۔اللھوف ص 71۔

۴۔اعلام الوری ج 1 ص 469۔مناقب آل ابی طالبؑ ج 4 ص 120۔

# کربلا میں آنے والے گھرانے

بعض معاصر قلمکاروں نے لکھا ہے کہ کربلا میں اہل بیت کے علاوہ تین شہداء کے گھرانے (اہل وعیال) بھی ساتھ تھے:(۱)

1. جنادہ بن کعب بن حرث (یا حارث) سلمانی انصاری (۲)
2. عبداللہ بن عمیر کلبی (۳)
3. مسلم بن عوسجہ۔

اس موضوع کے تفصیلی جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم بن عوسجہ کے گھرانے کی کربلا آمد کا کوئی تاریخی حوالہ موجود نہیں ہے گوکہ بعض مآخذ میں ہے کہ ان کی ایک کنیز عاشور کے دن کربلا میں موجود تھی۔(۴)

---

۱۔إبصار العین فی أنصار الحسین علیہ السلام ص220 تا 221۔

۲۔مقتل الحسین علیہ السلام ج2 ص25۔

۳۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج4 ص334۔

۴۔بحار الانوار ج45 ص20۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج4 ص334۔ مقتل الحسین علیہ السلام ج1 ص19۔

## وہ سر جو بعد از شہادت جدا کے کے امام حسین علیہ السلام کی طرف پھینکے گئے

تین سر امام حسین علیہ السلام کی طرف پھینکے گئے۔

1۔ عبداللہ بن عمیر کلبی

2۔ عمر بن جنادہ

3۔ عابس بن ابی شبیب شاکری

## کربلا کے شہید صحابہ رسول کرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اصحاب سید الشہداء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کئی صحابہ بھی تھے: فضیل بن زبیر کے مطابق امام حسین کے رکاب میں شہادت پانے والے افراد میں صحابہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعداد 6 (۱)

اور مسعودی کے بقول 4 تھی (۲)

اور یہ افراد امام حسین کے اصحاب وانصار میں سے تھے اور عاشورہ کے دن کربلا میں شہید ہوئے۔ بعض معاصر مؤرخین ومحققین نے صحابہ کی تعداد 5 بیان کی ہے (۳) یعنی

1. خود امام حسین اور امام کے علاوہ 5 صحابہ کرام
2. انس بن حارث کاہلی (۴)
3. حبیب بن مظاہر اسدی (۵)

---

۱۔ تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام بحوالہ فصلنامہ تراثنا ص 153 تا 154۔

۲۔ مروج الذہب ومعادن الجوہر ج 3 ص 72۔

۳۔ اِبصار العین فی انصار الحسین علیہ السلام ص 49۔

۴۔ رجال الطوسی ص 21۔ مناقب آل ابی طالبؑ ج 1 ص 184۔ ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ص 146۔ تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام بحوالہ فصلنامہ تراثنا ص 153 تا 154۔

۵۔ تبصیر المنتبہ ج 4 ص 1296۔

4. مسلم بن عوسجہ اسدی (۱)

5. ہانی بن عروہ مرادی (۲)

6. عبد اللہ بن یقطر حمیری جو امام حسین کے رضاعی بھائی بھی تھے۔(۳)

7. عمرو بن ضبیعہ (۴)

---

۱۔ تنقیح المقال ج3 ص214۔

۲۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابہ ج6 ص445 ش9051۔ تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد البشر ج2 ص43۔

۳۔ اِبصار العین فی انصار الحسین علیہ السلام ص93۔

۴۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج4 ص110۔ رجال طوسی ص۔ 77 منہج المقال ص 211۔ تنقیح المقال ج4 ص334۔

## شہدائے کربلا میں تابعین

1۔ ابوثمامہ صائدی

2۔ امیہ بن سعد طائی

3۔ جبلہ بن علی شیبانی

4۔ جنادہ بن حارث سلیمانی

5۔ جندب طب حجیر کندی

6۔ جون (غلام حضرت ابوذر غفاریؓ)

7۔ حارث بن نبہان

8۔ حجاج بن مسروق جعفی

9۔ حلاس بن عمرو ازری

10۔ سعد بن حارث

11۔ شبیب بن عبداللہ نہشلی

12۔ شوذب بن عبداللہ

13۔ عبداللہ بن عمیر کلبی

14۔عمر بن جندب حضرمی

15۔ قاسط بن زہیر تغلبی

16۔ کردوس بن زہیر بن تغلبی

17۔ مجمع بن عبداللہ مذحجی

18۔ مقسط بن زہیر التغلبی

19۔ نعم بن عجلان انصاری

20۔ یزید بن مغفل جعفی

# کربلا میں اصحاب امام علی علیہ السلام

ابوثُمامہ عمرو بن عبداللہ صائِدی

حبیب بن مظاہر اسدی

زاہر (عمرو بن حَمِق کا غلام)

عمّار بن ابی سلامہ دالانی

سعد بن حارث خُزاعی (امام علیعلیہ السلام کے غلام)

عبداللہ بن عمیر کلبی

کردوس بن زہیر تغلبی

نافع بن ہلال بجلی

# شہدائے کربلا میں حافظانِ قرآن

1۔ بریر بن خفیر ہمدانی

2۔ حنظلہ بن اسعد شبامی

3۔ غلام ترکی

4۔ عبدالرحمن بن عبدرب انصاری

5۔ کنانہ بن عتیق تغلبی

6۔ نافع بن ہلال جملی

## شہدائے کربلا میں راویان حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ انس بن حارث اسدی

2۔ حبشہ بن قیس نہمی

3۔ حبیب بن مظاہر اسدی

4۔ زاہر بن عمر اسلمی

5۔ سوار بن ابی عمیر نہمی

6۔ شوذب بن عبداللہ

7۔ عبدالرحمٰن بن عبدربہ

8۔ مسلم بن عوسجہ

9۔ نافع بن ہلال جملی

# کربلا میں اصحاب امام حسین علیہ السلام

ابراہیم بن حُصَین اسدی

حُذَیفۃ بن اَسید غِفاری کا ایک بھتیجا

ابو ہیّاج

اَدہم بن امیّہ

انیس بن مَعقِل اَصبَحی

بُرَیر بن خُضَیر

بشیر بن عمرو حَضرَمی

جابر بن حَجّاج

جَبلَۃ بن علی شیبانی

جُنادۃ بن حارث

جُندَب بن حجیر

جون، غلامِ ابوذر

جوین بن مالک تیمی

حارث بن اِمرؤالقیس

حارث بن نَبہان

حمزۃ بن عبدالمطّلب کا غلام

حتوف بن حارث

حَجّاج بن زید

حَجّاج بن مَسروق

حر بن یزید ریاحی

حلاّس بن عمرو

نُعمان بن عمرو

حَنظلۃ بن اسعد

رافع، یہ قبیلہٗ بنی شدہ کے حلیف تھے

رُمَیث بن عمرو

زُہیر بن بِشر خَثعمی

زُہیر بن سلیم اَزُدی

زہیر بن قین بجلی

زید بن مَعقِل

سالم،حلیفِ ابن مدنیّہ

سعد بن حنظلہ تمیمی

سعید بن عبداللہ حنفی

سعید بن کردَم

سلیمان، غلامِ امام حسین علیہ السلام

سلیمان بن ربیعہ

سوّار بن ابی حِمیَر

سُوَید بن عمرو بن ابی مُطاع

سیف بن حارث جابری

شَبیب بن عبداللہ نَہشلی

سیف بن مالک

ضَرغامۃ بن مالک

شوذَب، حلیفِ بنی شاکر

ضُباب بن عامر

عابس بن ابی شَبیب شاکری

عامر بن مسلم

سالم، غلامِ عامر بن مسلم

عباد بن ابی مہاجر

عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارحبی (یزَنی)

عبداللہ بن قیس غِفاری

عبدالرحمان بن قیس غِفاری

عُقبۃ بن صَلت

عمّار بن حسّان طائی

عمران بن کعب

عمر بن اَحدوث حَضرَمی

عمر بن خالد صَیداوی

سعد، غلامِ عمر بن خالد صَیداوی

عمرو بن خالد اَزْدی

خالد بن عمرو اَزْدی

عمرو بن ضَبیعہ

عمرو بن عبداللہ جُندَعی

عمرو بن قَرَظَہ انصاری

غلامِ ترک

قارِب، غلامِ امام حسینعلیہ السلام

قاسم بن حبیب اَزْدی

قَعنَب بن عمرو نَمِری

کِنانۃ بن عتیق

مالک بن عبد بن سَریع جابری

مُجَمّع بن زیاد

مُجَمّع بن عبداللہ عائِذی

پسر مُجَمّع بن عبداللہ عائذی

مسعود بن حَجّاج

عبدالرحمان بن مسعود

مسلم بن عوسجہ

مسلم ( / اَسلَم ) بن کثیر

مُنجح ، غلام اِمام حسین علیہ السلام

نَعیم بن عَجلان

ہفہاف بن مُہنّد راسبی

ہمّام بن سَلَمہ قانصی ( قائضی )

وَہب بن وہب

یحییٰ بن سلیم مازِنی

ابوشعشعا ، یزید بن زیاد بن مُہاصِر

یزید بن ثبیط عبدی

عبیداللہ بن ثَبیط عبدی ۔(۱)

---

۱۔شہادت نامہ امام حسینؑ ص650-659.

# قلم کیے گئے سر

یزیدی لشکر کے ہاتھوں شہدائے کربلا کے جسموں سے جدا کیے جانے والے سروں کے تعداد کے بارے میں بھی مؤرخین کا موقف یکساں نہیں ہے:

1. بلاذری، دینوری، طبری، شیخ مفید، خوارزمی اور ابن نما، نے سروں کی تعداد (امام حسین کے سر مبارک کو شامل کیے بغیر) 72 لکھی ہے۔(۱)

البتہ طبری (۲) اور خوارزمی (۳) نے امام حسین کے سر مبارک کے تن سے جدا ہونے کا واقعہ بیان کیا ہے اور اگلے صفحے میں لکھا ہے کہ باقی 72 شہداء کے سر قلم کر دیے گئے چنانچہ ظاہر ہے کہ باقی شہداء سے سید الشہداء کے علاوہ دوسرے شہداء مراد ہیں اور اس کے مطابق قلم ہونے والے سروں کی مجموعی تعداد 73 بنتی ہے۔ دینوری، شیخ مفید اور ابن نما کے اقوال بھی اسی قول کی تائید کرتے ہیں کہ سروں کی تعداد 73 تھی۔

2. دینوری نے کہا ہے کہ (۴) قبائل کے درمیان سروں کی تقسیم کی تعداد کے لحاظ سے ان تقسیم شدہ سروں کی مجموعی تعداد 75 تھی۔

---

۱۔ تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 349۔ انساب الاشراف ج 3 ص 412۔ الاخبار الطوال ص 259۔ مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 45۔ مثیر الاحزان ص ص 65۔

۲۔ تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 348۔

۳۔ مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 44۔

۴۔ الامامۃ والسیاسہ ج 2 ص 10۔

اور بلاذری (۱) بومخنف کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ شہداء (اوران کے قلم شدہ سروں) کی تعداد 82 تھی۔

3. سبط ابن جوزی، ہشام کلبی کا حوالہ دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ قلم شدہ سروں کی تعداد 92 تھی۔ (۲)

4. ابن طاؤوس، محمد بن ابی طالب موسوی اور مجلسی کے مطابق، سروں کی تعداد 78 تھی۔ (۳)

5. طبری، اور ابن شہرآشوب ابومخنف اور ابن صباغ مالکی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ کوفہ میں یزید کے والی ابن زیاد کے پاس لائے جانے والے سروں کی تعداد 70 تھی۔ (۴)

مندرجہ بالا اقوال میں، پہلا قول اپنے قدیم راویوں کے پیش نظر زیادہ معتبر ہے: توقلم شدہ سروں کی تعداد 72 تھی۔

---

۱۔انساب الاشراف ج3 ص412۔

۲۔تذکرۃ الخواص ص256۔

۳۔اللھوف ص 85۔تسلیۃ المجالس و زینۃ المجالس ج 2 ص 331۔بحار الانوار ج45 ص62۔

۴۔تاریخ الامم والملوک، ج 4، ص 358۔ مناقب آل ابی طالب ج4 ص121۔الفصول المہمہ ص198۔

# شہدائے کربلا کے سروں کی تقسیم

شہداء کے س رہائے مبارک کولشکر یزید میں شامل قبائل میں ذیل کی ترتیب سے تقسیم کیا گیا:

بنوکندہ کے سردار، قیس بن الاشعث: کوشہدائے کربلا کے 13 سراور

بنوہوازن کا سردار، شمر بن ذی الجوشن: کو12 سر، ملے

بنوتمیم، نے 17 سراور

بنواسد، نے 17 سراور

بنومذحج نے 6 سراور

دوسرے قبائل کے افراد: نے 13 سر حاصل کیے۔

یہ سب شہداء کے سروں کوغنیمت ! کے طور لیتے تھے تا کہ انہیں ابن زیاد کو پیش کر کے انعام پائیں۔

## شہید ہونے والے موالی (غلام)

فضیل بن زبیر کہتے ہیں کہ امام حسین کے 3 موالی(۱) کربلا میں شہید ہوئے۔(۲)

لیکن ابن سعد اور طبری کے مطابق ان کی تعداد 2 تھی۔ فضیل نے لکھا ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب کا ایک غلام بھی شہدائے کربلا میں شامل تھا۔(۳)

ابن شہرآشوب اس سلسلے میں لکھتے ہیں: کہ کربلا میں امام حسین کے 10 اور امیرالمؤمنین کے 2 موالی شہید ہوئے۔(۴)

سماوی کے مطابق شہید ہونے والے موالی کی تعداد 15 تھی۔(۵)

---

۱۔موالی جمع ہے مولی کی،مولیٰ کے متضاد معنی ہیں: مثلاً سرور وآقا کو مولیٰ کہا جاتا ہے جیسا کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ جس کا میں مولی (مولا) ہوں یہ علی بھی اس کے مولی ہیں۔ نیز بندہ، غلام اور مطیع کو بھی مولیٰ کہا جاتا ہے۔ مولا ''ولاء'' سے مشتق ہے جس کے معنی پیوند اور قرابت کے ہیں چنانچہ اس کے معانی مختلف ہیں۔ وہ بھی مولا ہے جو حامی ہے اور وہ بھی مولا ہے جو حمایت یافتہ ہے۔ اس ولاء کے ایک معنی ولائے عتق کے ہیں؛ وہ افراد جو پہلے کبھی غلام تھے اور بعد میں آزاد ہوجاتے تھے انہیں اور ان کی اولاد کو موالی کہا جاتا تھا(یہاں بھی موالی سے یہی مراد ہے)۔ جیسا کہ آزاد کرنے والے کو بھی مولی کہا جاتا ہے۔ کلمہ مولیٰ کے دو متضاد معنی۔

۲۔تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام بحوالہ فصلنامہ تراثنا ص152۔

۳۔ ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص 186۔ تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص359۔ سمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام بحوالہ فصلنامہ تراثنا ص152۔

۴۔مناقب آل ابی طالبؑ ج4 ص122۔

۵۔ ابصار العین فی أنصار الحسین علیہ السلام ص222 تا 221۔

## استغاثہ امام حسین علیہ السلام پر لبیک کہنے والے افراد

امام حسین علیہ السلام نے جب روز عاشورہ استغاثہ بلند کیا:

"ھل من ناصر ینصرنا ھل من معین یعیننا"

اس استغاثہ کا جواب معنوی دنیا میں 4 نفر اور ظاہری دنیا میں 5 نفر نے دیا۔

### معنوی عالم

1۔ پہلا جواب خود خداوندِ قدوس نے دیا: لبیک یا حسینؑ

2۔ دوسرا جواب: تمام آسمانوں کے فرشتوں اور عالم بالا کے کروبیین (فرشتوں) نے لبیک کہا۔

3۔ تیسرا جواب: تمام انبیاؑ، اوصیاؑ، اولیا اور صدیقین کی ارواح نے دیا۔

4۔ جن، پریاں، تمام عالم کے ذرات، مجردات اور غیر مجردات، عالمِ علوی و اسفلی کے سارے تکونیات یعنی زبان سے بار بار کہہ رہے تھے: لبیک یا حسین علیہ السلام۔

### ظاہری عالم

1۔ امام علی زین العابدین علیہ السلام نے باوجود بیماری استغاثہ سننے پر فرمایا: پھوپھی اماں! مجھے عصا اور تلوار دو، بابا نصرت فرما رہے ہیں۔

2۔ حضرت شہزادہ علی اصغر علیہ السلام جو چھے ماہ کے تھے نے اپنے آپ کو گہوارے سے گرادیا اور پھر اپنے بابا کی نصرت کی بلکہ بابا کی فتح کا اعلان کر دیا۔

3۔ امام حسن علیہ السلام کا ایک فرزند جن کا نام عبداللہ تھے اور 11 سال کے

تھے۔ چچا کے استغاثہ پر پھوپھیوں کے پکڑنے کے باوجود میدان میں پہنچے اور شہید ہو گئے۔

4۔ عبداللہ بن حسین علیہ السلام۔ایک گھنٹہ پہلے پیدا ہونے والا بچہ بھی استغاثہ سن کر دائی کے ہاتھوں پر سوار ہو کر میدان میں آ گیا اور اذان و اقامت سنتے سنتے بابا کی نصرت کی۔

5۔ حضرت زینب کبری سلام علیہا بھی استغاثہ کے وقت نصرت امام علیہ السلام کے لیے آئیں۔

## امام حسین علیہ السلام کا قاتل کون ہے؟

اس بارے میں ارباب مقاتل میں اختلاف موجود ہے۔

ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدؑا میں اس بارے میں ۴ اقوال موجود ہیں۔

1۔ کچھ مئورخین کا بیان ہے کہ قبیلہ مذحج کے ایک گمنام شخص نے آپؑ کو شہید کیا تھا لیکن واضح رہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

2۔ کچھ مئورخین کے مطابق خولی بن یزید اصبحی امام مظلومؑ کا قاتل ہے۔

3۔ کچھ مئورخین کے مطابق سنان بن انس نے فرزندِ رسولؑ کو شہید کیا۔

4۔ مئورخین کی اکثریت اس امر پر متفق ہے کہ شمر بن ذی الجوشن نے آپؑ کو شہید کیا تھا اور یہ صحیح ترین روایت ہے۔ البتہ خولی اور سنان ابن انس نے اس لعین کی مدد کی تھی۔

## زخمی ہونے والے اصحاب

الف ۔اکلوتے زخمی جو میدانِ جنگ سے زندہ بچ نکلے،مؤرخین کے مطابق وہ حسن بن حسن بن علی (حسن مُثنّٰی ) تھے۔(ا)

---

ا۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص 186۔تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام بحوالہ فصلنامہ تراثنا ص 152۔مناقب آل ابی طالبؑ ج 4 ص 122۔مقاتل الطالبین ص 79۔الثقات ج 2ص 310۔تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص359۔

## وہ زخمی جو بعد میں شہید ہو گئے

1. سوار بن حمیر جابری نے زیارت رجبیہ میں ان کا نام سوار بن ابی عمیر نہمی آیا ہے اور سوار بن منعم ہمدانی بھی نقل ہوا ہے۔(۱)

2. عمرو بن عبداللہ ہَمْدانی جنُدُعی۔(۲)

3. مُرَقَّع بن ثمامہ اسدی (۳) لیکن طبری اور بلاذری نے دوسری نقل کے ضمن میں (۴) نیز دینوری نے (۵) لکھا ہے کہ مرقع کے قبیلے کے ایک فرد نے ان کے لیے امان نامہ حاصل کیا اور وہ اپنے قبیلے سے جا ملے اور ابن زیاد نے انہیں زارہ جلاء وطن کیا لیکن ان کی شہادت کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ بعض نے موقع بن ثمامہ صیداوی نام لکھا ہے۔

---

۱۔الحدائق الوردیہ ج1 ص212۔تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام بحوالہ فصلنامہ تراثنا ص156۔

۲۔تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام بحوالہ فصلنامہ تراثنا ص156۔

۳۔بلاذری نے انہیں مرقع بن قمامہ بن خویلد لکھا ہے انساب الاشراف، ج 11 ص183 اور ابن کثیر نے مرقع بن یمانہ لکھا ہے البدایہ والنہایہ ( تاریخ ابن کثیر ج8 ص205۔

۴۔تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 347۔انساب الاشراف ج3 ص411۔

۵۔الاخبار الطوال ص259۔

# اسراء اور زندہ بچ جانے والے

## قیدی مرد

تمقام اور جلاء العیون میں ہے کہ کربلا میں امام زین العابدین، امام محمد باقر، حسن مثنی، مرقع ابن قمامہ اسدی اور عقبہ ابن سمعان غلام جناب بی بی رباب کے علاہ کوئی مرد باقی نہ رہا تھا۔لیکن تاریخ کے قدیم مآخذ کی ورق گردانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ عاشور کے پسماندگان (زندہ بچ جانے والوں) میں کئی دیگر مرد بھی تھے جو حسب ذیل 17 افراد ہیں:

1. امام سجاد،
2. حضرت باقر،
3. عمر بن حسین علیہ السلام،(۱)
4. محمد بن حسین بن علی (علیہما السلام)،(۲)
5. زید بن حسن،(۳)
6. جعفر طیار کے دو بیٹے،(۴)

---

۱۔الاخبار الطوال ص 259۔البدایہ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج 8 ص 212۔

۲۔انساب الاشراف ج 3 ص 411۔العقد الفرید ج 4 ص 360۔

۳۔مقاتل الطالبین ص 79۔اللہوف ص 86۔

۴۔الامامۃ والسیاسہ ج 2 ص 8۔

6. عمرو بن حسن،(۱)

شیخ مفید نے انہیں شہدائے کربلا کے زمرے میں شمار کیا ہے۔(۲)

7. محمد بن عمرو بن حسن،(۳)

8. عبداللہ بن عباس بن علی (علیہما السلام)،(۴)

9. قاسم بن عبداللہ بن جعفر،(۵)

10. قاسم بن محمد بن جعفر،(۶)

11. محمد بن عقیل اصغر(۷)

---

۱۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص186۔مقاتل الطالبین ص79۔اللهوف ص86۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج4 ص353 و 359۔تاریخ مدینۃ دمشق ج45 ص484۔تذکرۃ الخواص ج2 ص178۔مقتل الحسین علیہ السلام ج1 ص290۔الثقات ج2ص310۔

۲۔الارشاد ج2ص26۔

۳۔تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام بحوالہ فصلنامہ تراثنا ص153 تا154۔تقریب المعارف ص252۔البدایہ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج8ص205۔

۴۔شرح الاخبار ج3ص198۔

۵۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص187۔سیر اعلام النبلاء ج3ص303۔

۶۔شرح الاخبار ج3ص197۔

۷۔سیر اعلام النبلاء ج3ص303۔ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص302۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص174۔

12. عقبہ بن سمعان، رَباب بنت امرؤالقیس کا غلام،(۱)

13. عبدالرحمن بن عبدربہ انصاری کا غلام،(۲)

14. امیرالمؤمنین کا غلام مسلم بن رباح اور(۳)

15. علی بن عثمان مغربی۔(۴)

---

۱۔ تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 347۔ الاخبار الطوال، ص235۔انساب الاشراف ج3ص411۔

۲۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج4ص321۔

۳۔تاریخ مدینۃ دمشق ج14ص223۔

۴۔کمال الدین وتمام النعمہ ص546۔

# امام حسین علیہ السلام کا لباس اور اسلحہ لوٹنے والے افراد

## انگوٹھی مبارک

امام حسین علیہ السلام کی انگوٹھی بجدل بن سلیم کلبی نے اُتاری تھی اور اس بے حیا نے انگوٹھی کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی انگلی بھی قطع کی تھی۔(۱)

## پیراہن

امام حسین علیہ السلام کا پیراہن اسحاق بن حیوۃ حضرمی نے لوٹا تھا۔(۲)

## عمامہ

امام حسین علیہ السلام کا عمامہ پاک اخنس بن مرشد بن علقمہ نے لوٹا تھا۔(۳)

---

۱۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 3 ص 9، بحار الانوار ج 45 ص 58،لہوف ص 130،مثیر الاحزان ص 76،تمقام ص 468،مقتل مقرم ص 360،لواعج ص 192،نفس المہموم ص 373،رمز المصیبۃ ج 2 ص 364،365،مدینہ سے مدینہ تک ص 411

۲۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 3 ص 8، بحار الانوار ج 45 ص 57، مثیر الاحزان ص 76،تذکرۃ الخواص ص 264،مناقب ابن شہر آشوب ج 4 ص 111، رمز المصیبہ ج 2 ص 367، مدینہ سے مدینہ تک ص 411۔

۳۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 3 ص 8، بحار الانوار ج 45 ص 57،مثیر الاحزان ص 76،تذکرۃ الخواص ص 264،مناقب ابن شہر آشوب ج 4 ص 111، رمز المصیبہ ج 2 ص 369، مدینہ سے مدینہ تک ص 411،لہوف ص 130،مقتل خوارزمی ج 2 ص 37،تمقام ص 468،منتخب الطریحی ص 465۔

ایک روایت کے مطابق وہ ملعون جابر بن یزید اودی تھا۔

طریحی کے مطابق اجبش بن یزید نے آپ علیہ السلام کا عمامہ لوٹا۔(۱)

اہل مقاتل کا اخنس بن مرثد بن علقمہ پر اجماع ہے۔

## ٹوپی

امام حسین علیہ السلام کی ٹوپی مخمل کی تھی جسے مالک بن بشر کندی نے لوٹا تھا۔(۲)

## قطیفہ (مخمل کا کپڑا)

قطیفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ملکیت تھی۔آپ علیہ السلام اس پر بیٹھا کرتے تھے۔قیس بن اشعث نے اسے لوٹا تھا۔(۳)

## نعلین مبارک

حضرت امام حسین علیہ السلام کی نعلین اسود بن خالد نے لوٹی۔(۴)

---

۱۔منتخب الطریحی ص465۔

۲۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج3ص8،مثیر الاحزان ص76،تذکرۃ الخواص ص264،رمز المصیبہ ج2ص369،مدینہ سے مدینہ تک ص411۔

۳۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج3ص8،مثیر الاحزان ص76،تذکرۃ الخواص ص264،رمز المصیبہ ج2ص370،لہوف ص130،مقتل خوارزمی ج2ص38،بحار الانوار ج45ص58،60،تمقام ص468،

4۔مدینہ سے مدینہ تک ص411

## زیر جامہ

امام حسین علیہ السلام کا زیر جامہ ابجر بن کعب تمیمی (بحر بن کعب بروایت لہوف، تذکرۃ الخواص اور طریحی)۔(۱)

۱۔ ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 3 ص 8، مثیر الاحزان ص 76، تذکرۃ الخواص ص 264، رمز المصیبہ ج 2 ص 368، لہوف ص 130، مقتل خوارزمی ج 2 ص 38، بحار الانوار ج 45 ص 57، قمقام ص 468، منتخب طریحی ص 465۔

# امام حسین علیہ السلام کا اسلحہ لوٹنے والے

## زرہ مبارک

بروز عاشورہ امام حسین علیہ السلام نے دو زرہ پہنیں تھی ایک کو "زرہ بترا" کہا جاتا تھا جو قیمتی اور بلند زرہ تھی جسے عمر بن سعد نے لوٹا تھا اور دوسری زرہ مالک بن نسر کندی (مالک بن نسیر بروایت خوارزمی) نے لوٹی۔(۱)

## تلوار

امام حسین علیہ السلام کی تلوار کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔

ایک روایت کے مطابق امام حسین علیہ السلام کی تلوار جمع بن خلق ازدی نے لوٹی تھی۔لہوف اور نفس المہموم میں ازدی کی بجائے اودی لکھا ہوا ہے۔

ایک روایت کے مطابق امام حسین علیہ السلام کی تلوار اسود بن حنظلہ تمیمی نے لوٹی تھی۔ایک اور روایت کے مطابق یہ جرم قلافس نہشلی نے سرانجام دیا۔

لہوف میں مرقوم ہے کہ محمد بن زکریا کا قول ہے کہ اس کے بعد یہ تلوار حبیب بن بدیل کی بیٹی کے پاس پہنچی تھی۔(۲)

---

۱۔ ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 2 ص 9، رمز المصیبہ ج 2 ص 368، لہوف ص 130، مقتل خوارزمی ج 2 ص 37، بحار الانوار ج 45 ص 57۔

۲۔ ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 3 ص 9، رمز المصیبہ ج 2 ص 369، لہوف ص 130، مقتل خوارزمی ج 2 ص 37، بحار الانوار ج 45 ص 58۔ مناقب آل ابی طالب ج 4 ص 111، مثیر الاحزان ص 76، قمقام ص 468، تذکرۃ الخواص ص 264۔

یہ تلوار ذوالفقار کے علاوہ تھی کیونکہ ذوالفقار بنوت اور امامت کا ورثہ ہے جو کہ امام زمانہ علیہ السلام کے پاس محفوظ ہے۔(۱)

## کمان

امام حسین علیہ السلام کی کمان اور دیگر اشیا کو رحیل بن خیثمہ جعفی، ہانی بن شبیت حضرمی اور جریر بن مسعود نے لوٹا تھا۔(۲)

---

۱۔ ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 3 ص 9، رمز المصیبہ ج 2 ص 368، لہوف ص130،

۲۔ ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہد اج3 ص9۔

# امام حسین علیہ السلام کا لباس مبارک لوٹنے والوں کا عبرت ناک انجام

## انگوٹھی مبارک لوٹنے والوں کا انجام

امام حسین علیہ السلام کی انگوٹھی انگلی سمیت بجدل بن سلیم کلبی نے اُتاری۔
لہوف میں مرقوم ہے کہ امیر مختارؒ نے اسے گرفتار کرایا اور اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر میدان میں پھینک دیا تھا جس سے وہ تڑپ تڑپ کر مرا۔(۱)

## پیراہن مبارک لوٹنے والوں کا انجام

اسحاق بن حیوۃ حضرمی نے آپ علیہ السلام کا پیراہن لوٹا۔
اس نے جب اس پیراہن کو پہنا تو وہ قدرتِ خداوندی سے مبروص ہو گیا۔ اس کے سر اور داڑھی کے تمام بال گر گئے۔ اس پیراہن پر تیروں، تلواروں اور نیزوں کے ایک سو دس سے زیادہ نشانات موجود تھے۔(۲)

---

۱۔ ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہداء ج 3 ص 9، بحار الانوار ج 45 ص 58، لہوف ص 130، مثیر الاحزان ص 76، تقمام ص 468، مقتل مقرم ص 360، لواعج ص 192، نفس المہموم ص 373، رمز المصیبۃ ج 2 ص 364، 365، مدینہ سے مدینہ تک ص 411

۲۔ ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہداء ج 3 ص 8، بحار الانوار ج 45 ص 57، مثیر الاحزان ص 76، تذکرۃ الخواص ص 264، مناقب ابن شہر آشوب ج 4 ص 111، رمز المصیبہ ج 2 ص 367، مدینہ سے مدینہ تک ص 411۔ مجالس السنیہ ج 1 ص 145۔

## عمامہ مبارک لوٹنے والوں کا انجام

امام حسین علیہ السلام کا عمامہ پاک اخنس بن مرثد بن علقمہ نے لوٹا تھا۔جب اس نے اسے اپنے سر پر باندھا تو وہ دیوانہ ہو گیا ایک اور روایت کے مطابق اسے جذام کا مرض لاحق ہو گیا۔(۱)

## قطیفہ (مخمل کا کپڑا) مبارک لوٹنے والوں کا انجام

قطیفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ملکیت تھی۔آپ علیہ السلام اس پر بیٹھا کرتے تھے۔قیس بن اشعث نے اسے لوٹا تھا۔

خوارزمی لکھتے ہیں: اسے جذام کی بیماری لگ گئی تھی۔اس کے اہل خانہ اس سے دُور رہتے تھے اور انہوں نے اسے گھر سے اُٹھا کر اروڑی پر ڈال دیا تھا۔ابھی وہ زندہ تھا کہ کتے اس کا گوشت نوچ کر کھاتے تھے۔(۲)

---

۱۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج3 ص8، بحار الانوار ج45 ص57، مثیر الاحزان ص76، تذکرۃ الخواص ص264، مناقب ابن شہر آشوب ج4 ص111، رمز المصیبہ ج2 ص369، مدینہ سے مدینہ تک ص411، لہوف ص130، مقتل خوارزمی ج2 ص37، قمقام ص468، منتخب الطریحی ص465۔

۲۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج3 ص8، مثیر الاحزان ص76، تذکرۃ الخواص ص 264، رمز المصیبہ ج2 ص 370، لہوف ص 130، مقتل خوارزمی ج2 ص38، بحار الانوار ج45 ص58، 60، قمقام ص468،

## زیر جامہ مبارک لوٹنے والوں کا انجام

امام حسین علیہ السلام کا زیر جامہ ابجر بن کعب تمیمی (بحر بن کعب بروایت لہوف، تذکرۃ الخواص اور طریحی)۔

جب اس نے امام حسین علیہ السلام کا زیر جامہ استعمال کیا تو وہ دونوں ٹانگوں سے اپاہج ہوگیا اور بقیہ زندگی میں وہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہوسکا۔

ایک اور روایت کے مطابق: اس کے ہاتھ خشک ہوگئے۔ گرمیوں میں لکڑی کی طرح سے سخت ہو جاتے تھے اور سردیوں میں ان سے خون اور پیپ بہتی تھی۔(۱)

---

۱۔ ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہداء ج 3 ص 8، مثیر الاحزان ص 76، تذکرۃ الخواص ص 264، رمز المصیبہ ج 2 ص 368، لہوف ص 130، مقتل خوارزمی ج 2 ص 38، بحار الانوار ج 45 ص 57، قمقام ص 468، منتخب طریحی ص 465۔

# امام حسین علیہ السلام کا اسلحہ لوٹنے والوں کا انجام

## زرہ مبارک لوٹنے والوں کا انجام

بروز عاشورہ امام حسین علیہ السلام نے دو زرہ پہنیں تھی ایک کو ''زرہ بترا'' کہا جاتا تھا جو قیمتی اور بلند زرہ تھی جسے عمر بن سعد نے لوٹا تھا اور دوسری زرہ مالک بن نسر کندی (مالک بن نسیر بروایت خوارزمی) نے لوٹی۔

جب امیر مختار نے عمر بن سعد کو قتل کیا تو یہ زرہ اس کے قاتل ابو عمرہ کو دے دی۔ مالک بن نسر کندی (جس نے دوسری زرہ لوٹی) وہ دیوانہ ہو گیا۔(۱)

## تلوار مبارک لوٹنے والوں کا انجام

امام حسین علیہ السلام کی تلوار کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔

ایک روایت کے مطابق امام حسین علیہ السلام کی تلوار جمع بن خلق ازدی نے لوٹی تھی۔ لہوف اور نفس المہموم میں ازدی کی بجائے اودی لکھا ہوا ہے۔

ایک روایت کے مطابق امام حسین علیہ السلام کی تلوار اسود بن حنظلہ تمیمی نے لوٹی تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ جرم قلافس نہشلی نے سرانجام دیا۔

---

۱۔ ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 2 ص 9، رمز المصیبہ ج 2 ص 368، لہوف ص 130، مقتل خوارزمی ج 2 ص 37، بحار الانوار ج 45 ص 57۔

لہوف میں مرقوم ہے کہ محمد بن زکریا کا قول ہے کہ اس کے بعد یہ تلوار حبیب بن بدیل کی بیٹی کے پاس پہنچی تھی۔

امیر مختارؒ نے امام حسین علیہ السلام کی تلوار لوٹنے والوں کو آگ میں جلا دیا۔(۱)

---

۱۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 3 ص 9، رمز المصیبہ ج 2 ص 369، لہوف ص 130، مقتل خوارزمی ج 2 ص 37، بحار الانوار ج 45 ص 58۔مناقب آل ابی طالب ج 4 ص 111، مثیر الاحزان ص 76، قمقام ص 468، تذکرۃ الخواص ص 264۔

# خواتین

ابن سعد کے مطابق، اہل بیت علیہم السلام کی 6 خواتین (۱)

قاضی نعمان مغربی کے مطابق 4 خواتین (۲)

اور ابوالفرج اصفہانی کے مطابق 3 خواتین (۳) یزید کے لشکر کے ہاتھوں اسیر ہوئیں؛ جن کے نام درج ذیل ہیں:

## امیرالمؤمنین علی کی بیٹیاں

- حضرت زینب بنت علی سلام اللہ علیہا، (۴)
- فاطمہ بنت علی، (۵)
- ام کلثوم بنت علی، (۶)
- ام حسن بنت علی۔ (۷)

---

۱۔ ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص 187۔ سیر اعلام النبلاء، ج 3، ص 303۔

۲۔ شرح الاخبار ج 3 ص 198 تا 199۔

۳۔ مقاتل الطالبیین ص 79۔

۴۔ ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص 187۔ الامالی شیخ صدوق مجلس 31 ص 229۔ مقاتل الطالبیین ص 79۔

۵۔ الامالی شیخ صدوق ص 231۔ ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص 187۔

۶۔ شرح الاخبار ج 3 ص 198۔ مقاتل الطالبیین ص 79۔

۷۔ شرح الاخبار ج 3 ص 198۔

# امام حسین بن علی کی بیٹیاں

- فاطمہ بنت حسین ۔(۱)
- سکینہ بنت حسین ۔(۲)
- فاطمہ صغری بنت حسین ۔(۳)

---

۱۔المعجم الکبیر ج3 ص 104۔شرح الاخبار ج 3 ص 199۔الامالی شیخ صدوق ص228۔ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص187۔

۲۔ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص 187۔مقاتل الطالبین ص79۔شرح الاخبار ج3 ص199۔الامالی شیخ صدوق ص230۔ المعجم الکبیر ج3 ص104۔

۳۔الاحتجاج طبرسی ج2 ص 27۔اللہوف ص88۔مقتل الحسین علیہ السلام ج2 ص105۔مثیر الاحزان ص67۔

# کربلا میں دیگر خواتین

تین دیگر خواتین بھی اہل بیت میں تھیں۔

رباب بنت امرؤ القیس جو سید الشہداء کی زوجہ مکرمہ اور سکینہ بنت حسین اور علی اصغر کی والدہ تھیں۔(۱)

امّ محمد(۲) بنت حسن بن علی۔

ام عبداللہ فاطمہ بنت حسن امام محمّد باقر علیہ السلام کی والدہ، زوجہ امام سجاد علیہ السلام

---

ا۔ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص 187۔

ا۔ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص 187۔

# قیام حسینی کا ساتھ دینے والی خواتین

ماریہ بنت سعد یا بنت منقذ عبدیہ، جن کا گھر کچھ شیعیان بصرہ کے اجتماع کا مقام تھا،(۱)

طوعہ، جو اشعث بن قیس کی کنیز تھیں اور جب مسلم بن عقیل کوفہ کی گلیوں میں تنہا رہ گئے تو انہوں نے انہیں اپنے گھر میں پناہ دی،(۲)

دیلم، جو زہیر بن قین کی زوجہ تھیں اور انہوں نے ہی اپنے شوہر زہیر کو امام حسین کی فوج میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی،(۳)

ایک کوفی خاتون جنہوں نے اسرائے اہل بیت علیہم السلام کے لیے لباس اور مقنعے فراہم کیے۔(۴)

---

۱۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج4 ص263۔

۲۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج4 ص277۔

۳۔انساب الاشراف ج3 ص378 تا379۔

۴۔اللھوف ص190۔بحارالانوار ج45 ص108۔مثیر الاحزان ص66۔

## یزیدیوں پر اعتراض کرنے والی خواتین

پانچ خواتین نے تحریک عاشورا کے دوران سپاہ یزید کی حرکتوں پر اعتراض و احتجاج کیا:

1. ام عبداللہ (بنت حرّ بدی کندی، زوجہ مالک بن نُسَیر)،(۱) ان کے اعتراض و احتجاج کا سبب یہ تھا کہ ان کے شوہر نے امام حسین کا ایک بُرنُس (ٹوپی والا جبہ یا چغہ) لوٹ لیا تھا،

2. عبداللہ بن عفیف کندی کی بیٹی، جن کے والد کو جب یزیدی سپاہیوں نے گھیر لیا تو انہوں نے اپنے والد کا ساتھ دیا اور ان کا دفاع کیا،(۲)

3. قبیلہ بکر بن وائل کی ایک خاتون، کہ جب عمر بن سعد کے لشکر نے خیام آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوٹنا شروع کیا تو اس نے اس عمل پر اعتراض کیا۔(۳)

4. نوار، جو کعب بن جابر بن عمرو ازدی کی بیوی یا بیٹی تھیں اور ان کے اعتراض کا سبب یہ تھا کہ ان کے شوہر نے عمر بن سعد بن ابی وقاص کا ساتھ دیا تھا اور بریر بن خضیر ہمدانی کو شہید کیا تھا

---

۱۔ تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج4،ص342۔ مثیر الاحزان ص57۔
۲۔ اللہوف ص205۔ بحارالانوار ج45 ص120۔ مثیر الاحزان ص73۔
۳۔ اللہوف ص180۔ مثیر الاحزان ص58۔

5. نوار بنت مالک بن عقرب حضرمی، جوخولی بن یزید اصبحی کی زوجہ تھی۔ان کے اعتراض کا سبب یہ تھا کہ ان کا شوہر امام حسین کا سر مبارک گھر لایا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وہ ایسی چیز گھر لایا ہے جس میں پورے زمانے سے بے نیازی مضمر ہے۔(۱)

---

۱۔ تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 348۔البدایہ والنہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج 8 ص 206۔مثیر الاحزان ص 66۔مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 114۔انساب الاشراف ج 3 ص 411۔

## خاتون جو شہید ہوئیں

کربلا میں ایک خاتون بھی امام حسین کے رکاب میں شہید ہوئیں۔اس خاتون کا نام ام وہب تھا اور وہ شہید کربلا وَہُب بن وَہُب کی والدہ اور عبداللہ بن عمیر کلبی کی زوجہ تھیں۔

# اسیران کربلا کا کوفہ میں داخلہ

قدیمی مصادر میں اسراء اہل بیت علیھم السلام کا کوفہ میں داخل ہونے کے بارے میں کوئی دقیق معلومات ذکر نہیں کی گئیں ہے۔ البتہ اس حوالے سے شیخ مفید کی بعض عبارات موجود ہیں جن کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسراء کربلا محرم کی بارہ تاریخ کو کوفے میں داخل ہوئے ہیں۔(۱)

---

۱۔ ارشاد، ج ۲ ص ۱۱۴

# کوفہ میں اسراء اہلبیتؑ کے خطبے

اسراء اہلبیتؑ کا کوفہ میں داخل ہونے کے بعد ان میں سے بعض نے کوفہ والوں سے مخاطب ہو کر خطبے دیئے ان کی تفصیل یہ ہیں۔

## 1۔امام سجاد علیہ السلام

کوفہ میں امام سجاد علیہ السلام کا خطبہ مختلف مصادر منجملہ مثیر الاحزان تألیف ابن نما حلی میں آیا ہے۔(۱)

البتہ کوفہ کی شرائط، کشیدہ حالات، دشمنوں کی بے رحمی اور کوفہ والوں کی بغاوت کے خطرے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات کو قبول کرنا دشوار ہے کہ انہوں نے امام سجاد علیہ السلام کو خطبہ دینے کی اجازت دی ہو۔ دوسری بات امامؑ کے کوفہ اور دمشق میں دئے گئے خطبات ایک دوسرے سے بہت شباہت رکھتے ہیں اس بنا پر یہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ گذر زمان کے ساتھ راویں نے ان حوادث کو آپس میں مخلوط کیا ہو۔(۲)

## 2۔حضرت زینب سلام اللہ علیہا

کوفہ میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کا خطبہ کتاب بلاغات النساء تألیف ابن طیفور بغدادی (۲۸۰ق) میں آیا ہے۔(۳)

---

۱۔مثیر الاحزان ص۸۹۔۹۰

۲۔زندگانی علی بن الحسینؑ ص ۵۶۔۵۷۔

۳۔بلاغات النساء، ص ۲۳-۲۴

### 3۔فاطمہ صغری امام حسین علیہ السلام کی بیٹی

اس خطبہ کو طبرسی نے احتجاج میں درج کیا ہے۔(۱)

### 4۔ام کلثوم بنت حضرت علی علیہ السلام

اس خطبہ کو کتاب لہوف میں سید ابن طاوس نے نقل کیا ہے۔(۲)

---

۱۔احتجاج ج ۲ ص ۱۴۰۔۱۰۸

۲۔لہوف ص ۱۹۹

# سفر اسیری کی منزلیں

کوفہ سے شام تک کی ان منزلوں کی تعداد 14 تھی جو اہل بیت علیہم السلام نے اسیری کی حالت میں طے کیں۔

اسیران کربلا کو کوفہ سے شام تک کس راستے سے لے جایا گیا اس کا دقیق علم نہیں ہے لیکن وہ مقامات متبرکہ جو امام حسین علیہ السلام سے منسوب ہیں ان سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسیران کربلا کو کس راستے سے شام لے جایا گیا۔ وہ مقامات درج ذیل ہیں۔

1۔مقام راس الحسین موصل میں

علی بن ابوبکر ہروی کے بقول یہ مقام ساتویں صدی ہجری تک موجود تھا۔(۱)

2۔مسجد امام زین العابدین (ع) اور مقام راس الحسین نصیبین میں

آجکل نصیبین ترکی میں ایک شہر کا نام ہے۔(۲) کہا جاتا ہے کہ سر امام حسین علیہ السلام کے خون کا اثر اس مقام پر رہ گیا تھا۔(۳) ہروی نے اس

---

۱۔کاروان غم ص ۲۹

۲۔کاروان غم ص ۳۰

۳۔الاشارات الی معرفۃ الزیارات ص ٦٦

زیارتگاہ کو"مشہد النقطہ" کے نام سے ثبت کیا ہے۔(۱)

۳۔مقام طُرح

طُرح اس نوزادہ کو کہا جاتا ہے جو مقررہ وقت سے پہلے پیدا ہوا ہو۔ یہاں یہ احتمال دیا جاتا ہے کہ اسیران کربلا میں کوئی حاملہ خاتون تھی جس نے اپنے بچے کو مقررہ وقت سے پہلے جنم دیا ہو۔(۲)

4۔مقام حَجر

اسیران کربلا کے قافلے کو شام لے جاتے وقت امام حسین علیہ السلام کا سر اس پتھر پر رکھا گیا تھا۔(۳)

5۔مقام کوہ جوشن

یہ پہاڑ شام کے شہر حلب میں واقع ہے۔ گویا شمر بن ذی الجوشن کے نام سے مشتق ہے۔ بعض مصادر کے مطابق مشہد النقطہ بھی اسی مقام پر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں ایک عیسائی راہب زندگی گزارتا تھا جس نے یزید کے سپاہیوں سے امام حسین علیہ السلام کا سر ایک رات کیلئے لے جا کر اپنے پاس

---

۱۔الاشارات الی معرفہ الزیارات ص ٦٦

۲۔کاروان غم ص ۳۰

۳۔الاعلاق الخطیر ہ ص ۱۷۸

رکھا تھا۔مشہدا لسقطمیں قبرمحسن بن الحسین علیہ السلام بھی ہے۔(۱)

6۔مقام حماہ

یہ مقام شہر حلب کے اندر موجود تھا۔ابن شہر آشوب نے اس مکان کا تذکرہ کیا ہے۔(۲)

7۔مقام حمص

ابن شہر آشوب نے اس مکان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔(۳)

8۔مقام بعلبک

یہاں پر اس وقت ایک مسجد ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پہلے اس کا نام"راس الحسین"تھا۔(۴)

9۔مقام راس الحسین علیہ لسلام اور مقام امام زین العابدین علیہ السلام دمشق میں یہ دو مقام ایک مسجد کے پاس ہے جسے مسجد اموی کا نام دیا جاتا ہے۔ابن عسا کر نے اس مقام کو"راس الحسین"کا نام دیا ہے۔(۵) لیکن دیگر مصادر میں اسے"مقام امام زین العابدین"کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔(۶)

---

۱۔معجم البلدان ج ۲ ص ۱۸۶

۲۔مناقب آل أبی طالب علیہم السلام ج ۴ ص ۸۲

۳۔مناقب آل أبی طالب علیہم السلام ج ۴ ص ۸۲

۴۔کاروان غم ص ۳۰

۵۔تاریخ مدینہ دمشق ج ۲ ص ۳۰۴ ۶۔الدارس فی تاریخ مدارس،فہرست جای،ہا

## دشمن کے سپاہی جو اسیروں کے ساتھ تھے

ابن زیاد نے اپنی فوج کا ایک گروہ اسیروں کے ساتھ شام بھیجا۔ ان میں سر فہرست افراد شمر بن ذی الجوشن اور طارق بن مُحَفِّز بن ثَعلبہ تھے۔(۱)
بعض مصادر کے مطابق زحر بن قیس بھی ساتھ تھے۔(۲)

---

۱۔انساب الاشراف ج ۳ ص ۴۱۶

۲۔اخبار الطوال ص ۳۸۴۔۳۸۵

## اسیروں کے ساتھ لشکر ابن زیاد کا برتاؤ

ابن اعثم اور خوارزمی کے قول کے مطابق عبیداللہ بن زیاد کے سپاہیوں نے اسیران کربلا کو کوفہ سے شام تک بے کجاوہ انٹوں پر سوار کر کے شہر شہر پھرایا جس طرح ترک و دیلک کے کافر اسراء کو لے جایا جاتا ہے۔(۱)

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

مجھے ایک کمزور اور لنگڑے اونٹ پر سوار کیا جس کا کجاوہ لکڑی کا تھا جس پر کوئی زین یا کپڑا وغیرہ نہیں تھا یہ اونٹ لنگڑا ہونے کی وجہ سے ناہموار چلتا تھا۔ امام حسین علیہ السلام کا سر نیزے پر تھا اور ہماری خواتین کو ہمارے پیچھے پیچھے اور ہمارے اردگرد نیزہ بردار سپاہی تھے۔ اگر ہم میں سے کسی کی آنکھوں سے آنسو آتے تو نیزے کے ذریعے اس کے سر پر مارا جاتا تھا یہاں تک کہ ہم شام میں داخل ہو گئے۔ جب اسیروں کا یہ قافلہ شام میں داخل ہوا تو کسی نے بلند آواز میں ندا دی اے اہل شام یہ معلون کے گھرانے کے اسراء ہیں۔"(۲)

---

۱۔ کتاب الفتوح ج ۵ ص ۱۲۷۔ مقتل الحسین ج ۲ ص ۵۵۔۵۶

۲۔ الاقبال ج ۳ ص ۸۹

# ابن زیاد کے سامنے سرِ امام حسین علیہ السلام کس نے پیش کیا؟

روضة الاحباب میں درج هے که خولی اور بشیر بن مالك نے سرِ مبارك کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا۔اس دوران بشیر نے یه اشعار پڑھے:

اِمْلَا رِکَابِی فِضَّةً وَذَهَبًا      اِنِّی قَتَلْتُ الْمَلِكَ الْمُحَجَّبَا

وَمَنْ یُصَلِّی الْقِبْلَتَیْنِ فِی الصَّبِیّ      قَتَلْتُ خَیْرَ النَّاسِ اُمًّا وَاَبًا

وَخَیْرَهُمْ اِذْ یَنْسِبُوْنَ النَّسَبَا

''میرے برتن کو سونے اور چاندی سے بھر دو میں نے ایک بہت بڑے بادشاہ کو بر جرم وخطا قتل کیا ہے، میں نے اُس کو قتل کیا ہے، جس نے اپنے بچپن میں دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ میں نے اس کو قتل کیا ہے جو اپنے والدین کی نسبت کائنات کا سب سے بہترین انسان تھا''۔(۱)

---

۱۔ناسخ التواریخ زندگانی سید الشہدا ج 3 ص 56، جلا العیون ص 598، محرق القلوب ص 297، نفس المہموم ص 383، قمقام ص 562، تذکرۃ الخواص ص 297، بحار الانوار ج 45 ص 115، امام شیخ صدوق مجلس 30 ص 144۔

# اسیران کربلا شام میں

## شہر کا چراغان

یزید نے حکم دیا تھا کہ اسیران کربلا کا شام میں داخل ہوتے وقت شہر کو چراغان کیا جائے۔سہل بن سعد ساعدی ان افراد میں سے ہے جس نے اسیران اہل بیت کا شام میں داخل ہوتے وقت شہر کے چراغان اور لوگوں کی خوشی کو دیکھا اور اس کی توصیف کی ہے۔(۱)

## اسیران کربلا کا شام میں داخل ہونے کا دن

تاریخی اوراق کے مطابق شہداء کے سروں کو صفر کی پہلی تاریخ کو شام لایا گیا۔(۲) اسی دن اسیروں کو باب توما یا دروازہ ساعات سے شہر کے اندر لے جایا گیا اور شہر کے جامع مسجد کے دروازے کے ساتھ اسیروں کو بٹھانے کی مخصوص جگہ پر اسراء اہل بیتؑ کو رکھا گیا۔(۳)

## اسیران کربلا کی آمد کی یزید کو اطلاع دینا

اسراء اہل بیتؑ کو شہر میں پھرانے کے بعد عبیداللہ ابن زیاد کے سپاہی یزید

---

۱۔امالی شیخ صدوق مجلس ۳۱ ص ۲۳۰

۲۔آثار الباقیہ ص ۳۳۱

۳۔الفتوح ج ۵ ص ۱۲۹۔۱۳۰

کے محل میں چلے گئے اور زحر بن قیس نے سب کی نمایندگی میں واقعہ کربلا کی سرگذشت یزید کو سنا دی۔(۱)

## اسراء یزید کے محل میں

یزید نے کربلاء کے واقعے کی رپورٹ سنے کے بعد محل کی تزئین کا حکم دیا۔ بزرگان شام کو بلایا گیا اس کے بعد اسیروں کو محل میں لانے کا حکم دیا۔(۲) تاریخی شواہد کے مطابق اسیروں کو رسیوں میں باندھ کر یزید کی محفل میں لایا گیا۔(۳) اس وقت فاطمہ بنت الحسینؑ نے کہا:

اے یزید! کیا یہ شائستہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں کو اسیر کیا جائے؟ اس وقت یزید کے دربار میں موجود افراد اور یزید کی بیوی ہندہ نے گریہ وزاری کی۔(۴)

## یزید کا اسیروں کے سامنے سر امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کھیلنا

یزید نے اسیروں کے سامنے سر امام کو ایک سونے کے طبق میں رکھا(۵) اور اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے لکڑی کے ذریعے سر امام حسین علیہ السلام کی توہین کی۔(۶)

---

۱۔ تاریخ الطبری ج ۵ ص ۴۶۰

۲۔ تاریخ الطبری ج ۵ ص ۴۶۱

۳۔ لہوف ص ۲۱۳

۴۔ مثیر الاحزان ص ۹۹

۵۔ مقتل امام حسینؑ ج ۲ ص ۶۴ ۶۔ تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۶۴

جب امام حسین علیہ السلام کی بیٹی سکینہؑ اور فاطمہؑ نے اس حالت کو دیکھا تو ایسی فریاد کی کہ خود یزید کی محل میں موجود عورتوں نے بھی اس فریاد کے ساتھ فریاد بلند کیں۔(۱)

امام رضا علیہ السلام سے منقول ایک حدیث میں آیا ہے کہ یزید نے امام حسین علیہ السلام کے سر کو ایک طبق میں رکھا پھر اس کے اوپر کھانے کی میز رکھ دی پھر اپنے دوستوں کے ساتھ کھانے اور شراب خواری میں مشغول ہو گیا۔ پھر اسی میز پر وہ اپنے دوستوں کے ساتھ شطرنج کھیلنے لگا وہ جب بھی شطرنج میں اپنے حریف پر غلبہ حاصل کرتا شراب کی بوتل اٹھا کر پیتا اور باقی ماندہ شراب کو اس طبق کے نزدیک زمین پر انڈیل دیتا جس میں امام حسین علیہ السلام کا سر رکھا ہوا تھا۔(۲)

## حاضرین کا اعتراض

یزید کی محفل میں موجود بعض حاضرین نے یزید کے اس اقدام پر اعتراض کیا ان میں مروان بن حکم کے بھائی یحیی بن حکم ہے جس پر یزید نے اس کے سینے پر گھونسا مارا۔(۳) ابو برزہ اسلمی نے بھی اس پر اعتراض کیا تو اسے

۱۔تاریخ کامل ج ۲ ص ۵۷۷

۲۔عیون اخبار الرضاؑ ج ۱ ص ۲۵ ح ۵۰

۳۔تاریخ طبری ج ۵ ص ۴۶۵

یزید کے حکم سے مجلس سے ہی اخراج کیا گیا۔(۱)

## خطبہ دینا

شام میں مختلف واقعات رونما ہونے کے بعد امام سجاد علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا نے شام میں افکار عمومی کو غلط پروپیگنڈوں سے پاک کرنے کی خاطر خطبے دینا شروع کیا۔ یہ خطبے شام میں امام سجاد علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علہا کے خطبوں کے نام سے معروف ہیں۔

## اسیران کربلا کی محل اقامت

تاریخی مصادر کے مطابق اہل بیت امام حسین علیہ السلام کو شام میں دو مقامات پر رکھا گیا۔شروع میں کسی ویرانے میں رکھا گیا جس پر چھت بھی نہیں تھی،(۲) جو خرابہ شام سے معروف ہے اور حضرت رقیہؑ اسی خرابے میں وفات پائی۔(۳)اسیران کربلا کو دو دن اس مقام پر رکھا گیا۔(۴) لیکن امام سجاد علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خطبوں کے بعد جب افکار عمومی اسیروں کے نفع میں جانے لگا تو انہیں یزید کے محل کے نزدیک کسی گھر میں منتقل کیا گیا۔(۵)

---

۱۔انساب الاشراف ج ۳ص ۴۱۶

۲۔امالی شیخ صدوق مجلس ۳۱ص ۲۳۱ح ۴

۳۔کامل بہایی ج ۲ص ۱۷۹

۴۔بصائرالدرجات ص ۳۳۹

۵۔ارشاد ج ۲ص ۱۲۲

# دربار یزید میں امام حسین علیہ السلام سے متاثر ہو کر یزید کی مخالفت کرنے والے لوگ

تین افراد نے یزید کے دربار میں آواز حق بلند کی

## 1۔ راس الجالوت

آپ یہودیوں کے بزرگ اور اکابر علما میں سے تھے۔آپ دربار یزید میں موجود تھے۔انہوں نے جب یزید پلید کی خرافات سنیں اور اس کے قبیح اعمال اور حرکات کا مشاہدہ کیا تو ان کی قوت برداشت ختم ہو گئی اور بول پڑے۔ان کی حق گوئی کی وجہ سے یزید نے ان کو شہید کروا دیا۔

## 2۔ جاثلیق

جاثلیق نے جب یزید ملعون کو امام حسین علیہ السلام کے لب مبارک سے جسارت کرتے دیکھا تو بول پڑے اور یزید سے سوالات کا انبار لگا دیا۔ان کو دربار یزید میں اس قدر کوڑوں سے مارا گیا کہ ان کے جسم کے تمام اعضا ٹوٹ گئے اور درجہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

## 3۔ عبدالوھاب (سفیر روم)

یزید کے دربار میں پوری دنیا سے وزیر،سفیر اور بادشاہ مدعو تھے اُن میں عبد الوھاب (سفیر روم) بھی تھے۔یزید نے ان کو بھی حق گوئی پر قتل کر دیا۔

# امام حسین علیہ السلام نے نوک نیزہ پر کس آیت کی تلاوت کی تھی

بحار الانوار میں درج ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس نے

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَباً

ابن شہر آشوب نے روایت بیان کی ہے سرِ امام حسین علیہ السلام نے سورہ کھف کی آیت تلاوت کی۔

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى

ایک اور روایت میں بیان ہوا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس نے یہ آیت تلاوت کی:

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

ایک اور روایت میں بیان ہوا ہے

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

# زندان شام میں ایک بچی کے سر امام حسین علیہ السلام پر بین

زندان شام میں جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک ان کی بیٹی رقیہ یا سکینہ کو دیا گیا تو اس نے 14 دردناک بین کیے۔

پہلا بین

يَا اَبَتَاهُ مَنۡ ذَا لَّذِي خَضَبَكَ بِدَمَائِكَ يَا اَبَتَاهُ مَنۡ ذَا لَّذِي قَطَعَ وَرِيدَيكَ

''بابا! کسنے آپ کو آپ کے خون میں خضاب کی ہے؟ اور کس ملعون نے آپؑ کی رگوں کو کاٹا ہے؟''

دوسرا بین

يَا اَبَتَاهُ مَنۡ ذَا لَّذِي اُيتَمنِي عَلىٰ صغرِ سَنِّي يَا اَبَتَاهُ مِن لِليَتِيمِ حتّٰى تكبّر

''کس ظالم نے مجھے بچپن میں یتیم کر دیا۔ بابا! آپؑ کے یتیموں کی سر پرستی کون کرے گا تا کہ وہ بڑے ہوں''

تیسرا بین

يَا اَبَتَاهُ مَنۡ ذَا لَّذِي مَن لِلنِّساء الحَاسِرَاتِ يَا اَبَتَاهُ مَن لِلاَرَامِلِ المُسبِّيَاتِ

''بابا! یہ سر برہنہ مستورات کہاں جائیں اور زنان بیوہ اپنی پناگاۃ کو کہاں تلاش کریں؟''

چوتھا بین

يَا اَبَتَاهُ مَنْ لِلعُيُونِ البا كِيَاتِ يَا اَبَتَاهُ مَنْ لِلشُعُورِ المَنْشُورَاتِ يَا اَبَتَاهُ مَنْ بَعدِكَ وَاخيبتَاه مِن بَعدِكَ وَاغُربَتَاهُ

''بابا جان! یہ روتی آنکھیں اور بے مقنع و چادر جسم اور یہ پردیسی قیدی اپنے پریشان بالوں سے کیا کریں اور کدھر جائیں، بابا آپؑ کے بعد ہماری دنیا تاریک ہوگئی ہے''

پانچواں بین

يَا اَبَتَاهُ لَيتَنِي وَ كُنتَ لَكَ الفِدَاءُ لَيتَنِي كُنتُ قَبلَ هَذَا اليَومِ عَمياَيَا اَبَتَاهُ لِيتَنِي وَسَدت الثرىٰ وَلَا اَرىٰ شيبكَ مُخَضَّبًا بِالدِّمَاءِ

''اے بابا! کاش میں آپؑ پر قربان ہوجاتی اور کاش میں آپؑ کی یہ حالت نہ دیکھتی، کاش میں دفن ہوگئی ہوتی اور آپؑ کی ریش مبارک کوخون آلودنہ دیکھتی''

چھٹا بین

يَا اَبَتَاهُ مَنْ جِرَّ رَاسُكَ يَا اَبِي مَنِ ارتَقَى مِن فَوقِ صَدرِكَ قَابِضًا لِحيتَكَ

ساتواں بین

يَا اَبَتَاهُ مَنْ لِلنِّسَاءِ الثَّاكِلَاتِ

''بابا! یہ بیوہ عورتیں کیا کریں''

ثُمَّ وَضَعتَ فَمَهَا عَلٰى فَمِهَا الشَّرِيف وبَكَت طَوِيلا

''پھر بچی نے اپنا منہ بابا کے لبوں پر رکھا اور کافی دیر تک بین نہ کیا لیکن زاروقطار روتی رہی''

فَنَادَاهَا الرَاسَ بِنتَه اِلَیَّ اِلَیَّ هَلُمِّی فَاِنَّا لَك بِالاِنتِظَارِ

''تب سرِ مقدس سے آواز آئی: بیٹی آؤ میری طرف جلدی آؤ میں تمہارے انتظار میں ہوں''

جب بچی نے یہ آواز سنی تو

فَغَشِيَ عَلَيهَا غَشوَةً لَم تَفِق بَعدَهَا

''اُس پر غشی اور بے ہوشی طاری ہوگئی اور سانس کی رفتار رُک گئی اور پھر ہوش میں نہ آئیں''

فَحَرَّكُوهَا فَاِذَا هِيَ قَد فَارَقَت رُوحهَا الدُّنيَا

''جب بی بی کی نبض پر ہاتھ رکھا گیا اور ہلایا گیا تو سب نے کہا:

انا للہ وانا الیہ راجعون

## شام میں قیام اور عزاداری کے دن

ابن اعثم اور شیخ مفید اوران کی پیروی کرتے ہوئے شیخ طبرسی نے اجمالی طور پر لکھاہے کہ اسیران اہل بیت علیہم السلام نے چند دن شام میں بسر کیے۔(۱)

محمد بن سعد، محمد بن جریر طبری، موفق بن احمد خوارزمی (بحوالہ ابومخنف) ابن عساکر، سبط ابن جوزی، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر دمشقی اور علامہ محمد باقر مجلسی کا کہنا ہے کہ شام میں اہل بیت علیہم السلامنے تین دن تک عزاداری کی اور معاویہ کے خاندان کی عورتوں نے بھی عزاداری میں شرکت کی۔(۲)

قاضی نعمان مغربی (وفات سنہ 363ھ) لکھتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام نے شام میں 45 دن تک قیام کیا۔(۳)

سید ابن طاؤس (وفات سنہ 664ھ) نے لکھاہے کہ اہل بیت علیہم السلام ایک مہینے تک دمشق کے قید خانے میں مقیم رہے۔(۴)

---

۱۔کتاب الفتوح ج 5ص 133۔الارشادج 2ص 122۔اعلام الوری ج 1 ص475۔
۲۔ترجمۃ الحسین ومقتلہ ص 174۔۔تاریخ الامم و الملوک (تاریخ طبری) ج 4 ص 348۔مقتل الحسین علیہ السلام ج 2 ص 114۔ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام ص 338۔تذکرۃ الخواص 2ص 199۔البدایۃ و النہایہ (تاریخ ابن کثیر) ج8 ص212۔جلاء العیون ،ص405۔
۳۔شرح الاخبار فی فضائل الائمۃ الاطہار ج3 ص269۔
۴۔الاقبال بالاعمال ج3 ص 101۔

عمادالدین طبری (زندہ تا سنہ 701 ھ) نیز مجلسی (کسی دوسری روایت کے ضمن میں) لکھتے ہیں: اہل بیت علیہم السلام نے 7 دن تک عزاداری کی۔ مجلسی مزید لکھتے ہیں کہ آٹھویں دن یزید نے انہیں بلوایا اور ان کی دلجوئی کی اور ان کی مدینہ واپسی کا انتظام کیا۔(۱)

شام میں ایک مہینہ یا 45 دن تک قیام پر مبنی روایات میں کچھ زیادہ قوت نہیں ہے کیونکہ ان اقوال کے قائلین متفرد (اور تنہا) ہیں اور چونکہ خاندان معاویہ کی عورتوں نے اہل بیت علیہم السلام کی عزاداری کو دیکھا اور ان کی حقانیت کا ادراک کیا تو انہوں نے بھی پانچویں دن عزاداری کی اس مجلس میں شرکت کرنا شروع کردی چنانچہ یہی نتیجہ لیا جاسکتا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے دمشق پہنچنے سے لے کر مدینہ واپس روانگی تک، شام میں 10 روز سے زیادہ قیام نہیں کیا۔

---

۱۔ بحار الانوار ج 45 ص 196۔ الکامل للبہائی فی السقیفہ ج 2 ص 302۔ جلاء العیون ص 409۔

## حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے چند مصائب کا تذکرہ

1۔ امام حسین علیہ السلام کی حر بن یزید ریاحی سے گفتگو کو سننا اور اُس کا یہاں رُکنے پر مجبور کرنا۔

2۔ بھائی کے اصحاب کی قلت اور دشمن کی فوج کی کثرت کا مشاہدہ کرنا

3۔ امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ آنے والے کچھ لوگوں کا جناب مسلم کی شہادت کی خبر سن کر منتشر ہو جانا۔

4۔ خواتین جب کربلا پہنچیں تو پریشان حال اور خوفزدہ تھیں ان کو تسلی دینا۔

۵۔ بی بی زینب سلام اللہ علیہا کا اہل بیت کے ہمراہ پیاسا رہنا۔

6۔ پیاس سے بلکتے ہوئے بچوں کو سنبھالنا۔

7۔ امام حسینؑ کے افسردہ چہرے کو دیکھنا۔

8۔ بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں، چچا کے بیٹوں اور اصحابِ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کو دیکھنا۔

9۔ اپنے فرزند عونؑ و محمدؑ کی شہادت۔

10۔ امام حسین علیہ السلام کا تنہا رہ جانا اور دشمنوں کا ان کو گھیر لینا۔

11۔ ذوالجناح کا امام حسین علیہ السلام کے بغیر خیموں میں آنا اور اس کو دیکھنا۔

12۔ مقتل گاہ میں امام حسین علیہ السلام کے سینے پر شمر (ملعون) کو سوار دیکھنا۔

13۔ بھائی کا سر نیزے پر سوار دیکھنا۔

14۔ خیام کی غارت گری لوٹ مار اور بچوں کا خوفزدہ ہونا۔

15۔ لشکر کا خیام کو جلانے کے لیے آگے بڑھنا اور کہنا:

اِحرِقُوا بُیُوتَ الظّٰالِمِیْنَ

''ظالموں کے گھروں کو جلادو'' یہ سن کر اُسے برداشت کرنا۔

16۔ آگ لگ جانے کے بعد بچوں کا بیابان میں بھٹک جانا اور لاشوں کے درمیان اُن کو تلاش کرنا۔

17۔ مقتل سے گزرنا اور بھائی کے جسد مطہر کو زمین پر پڑے ہوئے دیکھنا۔

18۔ بچوں اور بیبیوں کو اونٹوں پر سوار کرنا۔

19۔ سخت بیماری اور ناتوانی میں امام سجاد علیہ السلام کا خیال رکھنا۔

20۔ امام سجاد علیہ السلام کے پاؤں کو اونٹ کے نچلے حصّے کے ساتھ باندھا جانا اور اس کو دیکھنا۔

21۔ بچوں اور بیبیوں کو قیدی حالت میں دیکھنا۔

22۔ بچوں اور بیبیوں کو تازیانے کھاتے دیکھنا۔

23۔ دشمنوں کی شماتت۔

24۔ طشت میں بھائی کے سر کو دیکھنا جب امام حسین علیہ السلام کے لب ہائے مبارک پر چھری ماری جارہی تھی۔

25۔ دربار یزید میں پیشی اور اس ملعون سے گفتگو۔

26۔ جناب رقیہ بنت حسین علیہ السلام کی زندان شام میں شہادت۔

27۔ ایام اسیری میں اپنی اور دوسری بیبیوں کی بھوک اور پیاس کو برداشت کرنا۔

28۔مدینہ میں ورود اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ماں فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا، بھائی امام حسن علیہ السلام اور بی بی ام البنین رضی اللہ عنہا کو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دینا۔

29۔ بھائی امام حسین علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام کے خالی گھروں کو دیکھنا۔

30۔ دلجوئی کے لیے آنے والی مدینہ کی خواتین کو کربلا کی روداد سننا۔

31۔ حاکم مدینہ کی طرف سے ایذاؤں کر برداشت کرنا۔

32۔ مدینہ سے ہجرت اور شام میں شہادت۔(۱)

# سر مبارک امام حسین علیہ السلام کہاں دفن ہے

امام سجاد علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو اربعین کے دن سید الشہدا کے جسد اطہر کے ساتھ ملحق کر کے دفن کیا۔(۱)

کچھ مئورخین کے مطابق امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو امام سجاد علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا۔(۲)

---

۱۔مقتل مقرم ص 469،رسائل الشریف المرتضیٰ ج 3 ص 130،حبیب السیر ج2ص60،تذکرۃ الشہدا ص447،لہوف ص195،

۲۔نفس المہموم ج3ص130،وسائل الشیعہ ج14ص398باب132ازمزار۔

# عزاداری امام حسین علیہ السلام

عزاداری سے مراد واقعہ کربلا کی یاد میں منعقد ہونے والے خاص مراسم ہیں۔ شیعہ حضرات ہر سال محرم الحرام کے مہینے میں سنہ 61 ہجری قمری کے واقعے میں امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی شہادت کو یاد کر کے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ حضرت زینب سلام اللہ علیہا، امام سجاد علیہ السلام، ام البنین علیہ السلام اور رباب وغیرہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام پر عزاداری منعقد کی۔ اسی طرح کمیت اسدی اور دعبل خزاعی نے امام باقر علیہ السلام، امام صادق علیہ السلام اور امام رضا علیہ السلام کے زمانے میں امام حسین علیہ السلام کی مصیبت میں اشعار کہے ہیں۔

شروع میں عزاداری کی ان محفلوں میں امام حسین علیہ السلام کی مصیبت کو اشعار میں بیان کرنے کے ذریعے آپ علیہ السلام پر گریہ وزاری کی جاتی تھی لیکن رفتہ رفتہ ان محافل میں مرثیہ سرائی، نوحہ خوانی اور سینہ زنی وغیرہ بھی انجام پانے لگا۔ ایران میں آل بویہ، صفویہ اور قاجاریہ کی حکومت کے دوران عزاداری کے مراسم پورے ملک میں پھیل گئے یہاں تک کہ خاندان صفویہ کے دور حکومت میں جہاں عزاداری کے مراسم میں وسعت آئی وہاں شیعہ مذہب کو ایران کا سرکاری مذہب قرار دے دیا گیا۔ البتہ ایران کے بعض حکمرانوں جیسے نادر شاہ افشار اور رضا شاہ پہلوی کے دور حکومت میں عزاداری کو

محدود کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔

شیخ عبدالکریم حائری یزدی جو اپنے زمانے میں حوزہ علمیہ قم کے سرپرست تھے، نے محرم اور صفر میں ملک کے مختلف شہروں میں دینی طلاب کو بعنوان مبلغ بھیجا اور قم میں تعزیہ خوانی پر پابندی لگا دی۔ اسی طرح شہید مرتضی مطہری اور ڈاکٹر علی شریعتی نے بھی اپنے دور میں عزاداری کے مراسم کو مختلف قسم کے خرافات سے دور رکھنے کی کوشش کی ہیں۔

## تاریخی پس منظر

واقعہ عاشورا کے شہداء کا غم منانا اور ان پر عزاداری کرنا، سنہ 61 ہجری قمری کے اس واقعے کے فورا بعد آغاز ہوا جو ابھی تک جاری و ساری ہے۔ لیکن اس پوری تاریخ میں عزاداری کے طور طریقوں میں مختلف تبدیلیاں آتی گئیں اس طرح بہت ساری رسومات عزاداری میں شامل ہوئی ہیں۔

## معصومین علیہم السلام کے دور میں عزاداری

واقعۂ عاشورا کے بعد امام علیہ السلام پر گریہ و زاری کرنے والی ہستیوں میں سب سے پہلے آپ علیہ السلام کے فرزند امام زین العابدین علیہ السلام، آپ علیہ السلام کی بہن زینب بنت علیسلام اللہ علیہا اور ام کلثوم سلام اللہ علیہا تھیں۔ مقاتل کی کتابوں میں نقل ہوئی ہے کہ حضرت زینبسلام اللہ علیہا جب اسیری کے وقت اپنے بھائی کی لاش کے قریب سے گزری تو بھائی کی لاش پر ان الفاظ میں نوحہ کیا جس نے دوست اور دشمن سب کو رلا کر رکھ دیا:

''اے میرے نانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تجھ پر آسمان کے فرشتے سلام بھیجتے ہیں یہ صحرا کی گرم ریت پر پڑا ہوا لاشہ تیرے حسین علیہ السلام کا ہے۔ اے نانا تیری بیٹیاں اسیر ہو کر شام جا رہی ہیں اور ان کے چہروں پر مصیبت کے گرد و غبار آن پڑا ہے''

ان کے علاوہ آپؑ کی بیٹیاں اور زوجۂ مکرمہ رباب بنت امرؤالقیس وغیرہ نے کربلا میں شہداء کے لاشوں پر (۱) اور بعدازاں کوفہ (۲) اور پھر شام (۳) میں عزاداری اور مرثیہ سرائی کا اہتمام کیا۔ یہاں تک کہ جب اسیران کربلا کا قافلہ شام میں وارد ہوئے اور امام سجاد علیہ السلام اور حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خطبوں سے جب لوگوں پر حقیقت عیاں ہوئی اور یزید اور اس کے کارندوں کے ظلم وستم کا پتہ چلا تو بنی امیہ کی خواتین نے بھی شہدائے کربلا پر گریہ کیں اور شام میں تین دن (۴) یا 7 دن (۵) سوگ منایا گیا۔

جب اسیران کربلا کا قافلہ شام سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو امام سجاد علیہ السلام

---

۱۔ اللہوف ص 180۔ مثیر الاحزان ص 77۔ مقتل الحسین للخوارزمی ج 2 ص 39۔

۲۔ الامالی ص 321۔ مطالب السؤول ص 76۔ اللہوف ص 198۔

۳۔ اللہوف ص 213۔ مثیر الاحزان ص 100، الاحتجاج ج 2 ص 122، تاریخ طبری ج 5 ص 462۔

۴۔ تاریخ طبری ج ۷ ص ۳۰۴۔

۵۔ بحار الانوار ج ۴۵ ص ۱۹۶۔

کے حکم پر بشیر بن جذلم نے اشعار کے ذریعے اہل مدینہ کو اہل بیتؑ کی آمد کی خبر دی تو اہل مدینہ نے اہل بیت کی مصیبت میں گریہ وزاری کئے(۱)۔اسیطرح مدینے میں موجود اہل بیت کی خواتین نے عزاداری برپا کر کے مدینے میں سوگ منائیں جن میں زینب بنت عقیل(۲)،ام البنین (۳)اور رباب شامل ہیں(۴)۔

امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام کے دور امامت میں کمیت اسدی(۵)اور امام رضا علیہ السلام کے دور امامت میں دعبل خزاعی نامور شیعہ مرثیہ گو شعراء میں سے تھے جنہوں نے امام حسینعلیہ السلام کی شان میں مرثیہ خوانی کی ہیں۔(۶)اس دور میں امام حسین علیہ السلام کی مصیبت کو اشعار کی صورت میں حکایت کرنے والوں کو"مُنشِد"کہا جاتا تھا۔(۷)

---

۱۔دارالمورخ العربی ج۵ ص۱۵۷۔۲

۲۔العقد الفرید ج۵ ص۱۳۲۔انساب الاشراف ج۳ ص۲۲۱۔

۳۔مقاتل الطالبین ص۹۰۔

۴۔الکامل فی التاریخ ج۴ ص۸۸۔

۵۔کفایۃ الاثر ص۲۴۸۔

۶۔کامل الزیارات باب ۳۲و۳۳۔

۷۔رسانہ شیعہ ص ۳۳،عزاداری امام حسینؑ درمحضر امامان شیعہ،فصلنامہ شیعہ شناسی شمارہ۸ ص۱۱۸۔

## عزاداری میں وسعت

آل بویہ کے برسر اقتدار آنے کے بعد حکومت وقت کی جانب سے شیعوں پر لگائی گئی پابندیوں کا خاتمہ ہوا(۱) اور سنہ 352 ق میں تاریخ میں پہلی بار کسی حکومت کی جانب سے روز عاشورا کو سرکاری طور پر چھٹی اور سوگ کا اعلان کیا گیا اور اس دن خرید وفروخت پر پابندی لگا دی گئی، قصائیوں کو حکم دیا گیا کہ اس دن کے احترام میں کسی جانور کو ذبح نہ کیا جائے اور کھانے پینے کے مراکز میں کھانا وغیرہ تیار نہ کیا جائے اور بازاروں میں عزاداری کے خیمے نصب کئے گئے۔(۲) آل بویہ کے دور میں شیعیان عزاداری کے مراسم کو ''النا حیہ'' یا ''الرثا'' کے عنوان سے منعقد کرتے تھے۔(۳)

تیموریوں کے دور میں ذاکرین کھلے عام بغیر کسی روک ٹوک کے آئمہ علیہم السلام کی شان میں منقبت پڑھا کرتے تھے(۴) اور مداحی کی اصطلاح

---

۱۔ سنت عزاداری ومنقبت خوانی ص ۶۰۔ تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر والاعلام ج ۲۴ ص ۲۵۸-۲۶۰۔

۲۔ سنت عزاداری ومنقبت خوانی ۱۳۸۶ ش ص ۶۵-۶۶۔ تاریخ ابن کثیر ج ۱۱ ص ۱۸۳۔ المنتظم فی تاریخ الملوک والامم ج ۷، ص ۱۵۔ تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۴۲۵۔ تکملہ تاریخ الطبری ج ۱ ص ۱۸۳۔ النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ ج ۲ ص ۴۲۷۔

۳۔ رسانہ شیعہ ص ۴۱۔

۴۔ بدایع الوقایع ج ۲ ص ۲۴۷۔

اسی زمانے سے رائج ہوئی(۱)اسی طرح روضہ خوانی کی اصطلاح بھی اس دور کے بعد سے رواج پانے لگا جس کی وجہ بھی یہ تھی کہ اسی دور میں ملا حسین واعظ کاشفی نے روضۃ الشہدا نامی کتاب تحریر کی جو ہر خاص و عام میں اس قدر مقبول ہوئی کہ عزاداری کی اکثر محفلوں میں اسی کتاب کے مطالب سے استناد کیا جانے لگا۔ یوں رفتہ رفتہ اس کتاب کے مطالب نقل کرنے والوں کو روضہ خوان کا نام دیا جانے لگا اور گذر زمان کے ساتھ امام حسین علیہ السلام کی مصیبت بیان کرنے والے ہر شخص کو اس نام سے یاد کرنے لگا۔(۲)

سلسلہ صفویہ میں شاہ اسماعیل صفوی کے حکم سے ایران کا سرکاری مذہب شیعہ قرار دینے کے بعد امام حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی یاد میں عزاداری اپنے عروج پر پہنچ گئی اس دور میں باقاعدہ حکومتی پشت پناہی اور صفویہ خاندان کے بادشاہوں کی موجودگی میں نوحہ خوانی، سینہ زنی اور عزاداری کے مراسم برگزار ہونے لگے۔(۳)اس کے بعد سے ایران میں باقاعدہ طور

---

۱۔سنت عزاداری و منقبت خوانی ۱۳۸۶ش،ص ۱۴۵۔ مطلع السعدین و مجمع البحرین ج ۲ ص ۱۸۲-۱۸۳۔

۲۔رسانہ شیعہ ص ۵۵۔

۳۔سنت عزاداری و منقبت خوانی ۱۳۸۶ش،ص ۱۴۷ زندگانی شاہ عباس اول تہران ج ۳،ص ۸۴۷۔

پر امام بارگاہوں اور عزاداری سے مربوط موقوفات تشکیل پائے۔(۱) افشاریہ دور میں نادر شاہ نے عزاداری پر کچھ پابندیاں عاید کی۔(۲) سلسلہ زندیہ میں پہلی بار تعزیہ اور شبیہ خوانی کے مجالس کا انعقاد ہوا۔(۳)

## سلسلہ قاجاریہ میں تعزیہ خوانی کا فروغ

قاجاریہ دور میں عزاداری خاص کر تعزیہ کے مراسم اپنے عروج پر پہنچ گئے تھے۔(۴)

ناصر الدین شاہ عزاداری کے مجالس میں تجملات اور اشرافیت کا موجب بنا اور بعض اوقات محرم کے پہلے عشرے میں وہ واعظوں اور مجالس میں شرکت کرنے والوں کی طرف مٹھی بھر بھر کر سکے پھینکتے تھے۔(۵)

قمہ زنی سمیت "شمایل کشی"، زنجیر زنی وغیرہ ناصر الدین شاہ کے دور میں ایجاد یا رواج پانے ہونے والے مراسمات میں سے ہیں۔(٦)

---

۱۔تاریخ عزاداری برای امام حسینؑ ص ۲۹۴۔

۲۔رسانہ شیعہ ۱۳۸۹ش ص ۷٦۔

۳۔رسانہ شیعہ ۱۳۸۹ش ص ۷۷۔

۴۔رسانہ شیعہ ۱۳۸۹ش ص ۸۷۔

۵۔رسانہ شیعہ ۱۳۸۹ش ص ۹۱۔تعزیہ در ایران، شیراز، نوید شیراز، ۱۳۸۰ش ص ۱۲۹۔

٦۔رسانہ شیعہ ۱۳۸۹ش ص ۱۲۴-۱۲٦۔

قاجاریہ دور میں عزاداری کے مراسمات میں آنے والی تبدیلیوں میں سے ایک ''میرزا ملکم خان'' اور ''میرزا فتح علی آخوندزادہ'' جیسے روشنفکروں کے توسطسے عزاداری پر ہونے والے اعتراضات ہیں۔(۱) شام غریبان کے مراسم کا رواج مظفرالدین شاہ کے دور میں ہوا۔ اس دور میں امام حسین علیہ السلام کی عزاداری محرم کے علاوہ صفر میں بھی برگزار ہونے لگی۔(۲)

## رضاخان کے دور میں عزاداری پر پابندی

اگرچہ رضاخان اپنی اقتدار کے ابتدائی سالوں میں عزاداری کی مجالس میں شرکت کرتے تھے(۳) لیکن بعد میں روش نفکری کے نام پر آہستہ آہستہ مجالس سے دور ہونے لگے اور یہ دوری آخرکار عزاداری پر مختلف پابندیاں عاید کرنے تک جا پہنچی۔ سن 1314 ہجری شمسی کو کشف حجاب کے قانون کو لاگو کرتے ہوئے اس نے مختلف مناطق کے گورنروں کو حکم دیا کہ محرم اور صفر میں عزاداری کے جلوس نکالنے سے روکا جائے اور عزاداری کی مجلسوں میں لوگوں کو کرسیوں اور بینچوں پر بیٹھنے کی تشویق کی جائے۔ مشہد میں مسجد گوہرشاد کے واقعے کے بعد عزاداری کی مجالس پر پابندیوں میں اضافہ ہوا اور شہری پولیس کو عزاداری کی

---

۱۔ رسانہ شیعہ ۱۳۸۹ش ص ۱۲۷-۱۴۰۔

۲۔ رسانہ شیعہ ۱۳۸۹ش ص ۱۴۱-۱۴۲۔

۳۔ رسانہ شیعہ ۱۳۸۹ش ص ۱۴۳-۱۴۶۔

مجلسیں برگزار ہونے سے روکنے کی خصوصی احکامات جاری ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض شہروں میں مجالس برپا کرنے والوں اوران مجالس کے خطیبوں کو گرفتار کر کے قید خانوں تک پہنچایا گیا۔(۱)

رضاخان کے مذکورہ اقدامات کے مقابلے میں شیخ عبدالکریم حائری یزدی نے عزاداری کے مجالس کو جاری رکھنے کی بھرپور کوشش شروع کی۔اس سلسلے میں انہوں نے عزاداری کے ایام میں طلاب کو مختلف مناطق میں تبلیغ اور خطابت کیلئے بھیجنا شروع کیا۔(۲)

اسی طرح انہوں نے ان مجالس کی اصلاح کی خاطر بھی بعض اقدامات انجام دیئے۔قم میں شبیہ خوانی کی ممانعت کی اور تعزیہ خوانی کے مجالس کو روضہ خوانی میں تبدیل کیا۔(۳)

سن 1320 ہجری شمسی کو رضاخان کی سرنگونی کے بعد عزاداری کی مجالس پر عاید پابندیاں بھی رفتہ رفتہ اپنے اختتام کو پہنچیں یوں ایک دفعہ پھر قمہ زنی، قفل بندی، زنجیر زنی، شاخ حسینی وغیرہ جیسے مراسم برپا ہونے لگے۔(۴)

---

۱۔رسانہ شیعہ،۷ ۱۴۔علماورژیم رضاشاہ عروج ۶ ۷ ۱۳ ش ص ۱۴۳-۱۴۴۔

۲۔رسانہ شیعہ،۸۹ ۱۳ ش،ص ۱۴۹۔علماورژیم رضاشاہ عروج،۶ ۷ ۱۳ ش،ص ۲۵۴۔

۳۔رسانہ شیعہ ۸۹ ۱۳ ش ص ۱۴۹۔کشف الاسرار ص ۱۷۳۔

۴۔رسانہ شیعہ ۸۹ ۱۳ ش ص ۱۴۹-۱۵۲۔

# عاشورا اور ایام محرم میں عزاداری کی روشیں

## عزاداری ایران میں

عزاداری کے ان مراسمات کو دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: متحرک اور ساکن عزاداری کی یہ دونوں روشیں عام طور پر محرم الحرام کے پہلے دس ایام کے دوران بروئے کار لائی جاتی ہیں، سب سے زیادہ جذبات کی ادائیگی ان ہی ایام میں ہوتی ہے اور سب سے زیادہ مراسمات عاشورا کے دن منعقد کئے جاتے ہیں۔

## متحرک عزاداری

عاشورا کی عزاداری کے سیّار یا متحرک مراسمات میں عوام اور شرکاء کے عزادار دستوں میں سینہ زنی، زنجیر زنی وغیرہ دیکھے جا سکتے ہیں۔ عزا کے دستے حلقہ وار انداز سے دیہاتوں، قصبوں اور شہروں کے گوشے گوشے سے روانہ ہو کر ایک دوسرے سے جا ملتے ہیں اور مراسمات ایک خاص مقام (جیسے امام زادگان کے مزارات، ائمہ علیہم السلام کے مشاہد شریفہ، امام بارگاہوں اور حسینیات یا شہر یا گاؤں کے بزرگوں کے گھروں) پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔

ایران میں عاشورا کے سیار یا متحرک عزاداری کے مراسمات کے ضمن میں عوام کے دستے نکلتے ہیں اور چار پایوں پر المیۂ کربلا کی زندہ تصاویر رکھ کر پیش کی جاتی ہیں۔

شرکاء کے دستے تین گروہوں میں تقسیم ہوتے ہیں:

سینہ زن، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے سینہ کوبی کرتے ہیں زنجیر زن، وہ لوگ جو اپنی پیٹھوں پر زنجیر زنی کرتے ہیں۔ پاک و ہند میں بعض لوگ چھریوں کی زنجیریں مار کر اپنی پیٹھ کرزخمی کرتے ہیں

قمہ زن، وہ لوگ جو اپنے سروں کو قمے مار مار کرزخمی کرتے ہیں

بعض لوگ پتھر مار کر اپنے آپ کو ایذا پہنچاتے ہیں۔

بعض لوگ جو علَم کو امام حسینعلیہ السلام کے پرچم جو کربلا میں ہے کے طور پر اٹھاتے ہیں۔

بعض دستوں میں نخل (جو بڑا چوبی صندوق ہے کو بظاہر تابوت کے عنوان سے) اٹھاتے ہیں، کیونکہ حدیث کے مطابق امام حسین علیہ السلام کا جسم بے سر کھجوروں کی شاخوں کی بنے ہوئے چوپائے پر اٹھایا گیا تھا۔

بعض نخل اس قدر عظیم ہیں کہ انہیں اٹھانے کے لئے 150 افراد کی ضرورت ہوتی ہے۔

عسکری اور عزائی موسیقی (نقارہ اور بگل وغیرہ۔۔۔) کا دستہ ان دستوں کا ساتھ دیتا ہے۔

عظیم ترین اجتماعی حرکت عاشورا کے دن انجام پاتی ہے۔

عزاداروں کے عزا کے دستے حلقہ وار انداز سے دیہاتوں، قصبوں اور شہروں کے گوشے گوشے سے روانہ ہوکر ایک دوسرے سے جا ملتے ہیں اور مراسمات

ایک خاص مقام (جیسے امام زادگان کے مزارات، ائمہ (ع) کے مشاہد شریفہ، امام بارگاہوں اور حسینیات یا شہر یا گاؤں کے بزرگوں کے گھروں) پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔

## ساکن عزاداری

ساکن مراسمات، روضہ خوانی اور تعزیہ سے عبارت ہیں، روضہ خوانی میں میں کربلا کے خونی واقعے میں امام حسین علیہ السلام، آپؑ کے خاندان اور اصحاب وپیروکاروں کی داستان نقل کی جاتی ہے۔

شیعہ شہداء کی تاریخ کا راوی (روضہ خوان)، اکٹھی ہونے والے عزاداروں کے سامنے کسی خیمے میں، سائبان تلے، یا امام بارگاہ یا امام باڑے کے اندر منبر پر بیٹھتا ہے اور سننے والے اور حاضرین واقعات کو سنتے ہیں، اشعار سنتے اور پڑھتے ہیں اور زار وقطار روتے ہیں اور ان کی جسمانی حرکات سے وجد اور شوریدگی کی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔

تاہم ایران میں اہم ترین رسم عزاداری، تعزیہ ہے یہ واحد سنجیدہ منظرنامہ نویسی یا ڈرامہ نگاری ہے جو عالم اسلام میں فروغ پا چکی ہے تعزیے میں امام حسین علیہ السلام شہادت کی روایت بیان ہوتی ہے اور دکھائی جاتی ہے۔

دسویں صدی ہجری/سولہویں صدی عیسوی میں شیعہ کی ترویج اور تشیع کے معمول کے عقائد کے فروغ کے بعد، ایران اس سرزمین میں بدل گیا جس میں عاشورا کی رعایت بنیادی شرط ہے۔

## پردہ خوانی کے مراسمات

پردہ داری اور پردہ خوانی، یک شخصی تصویری اور کلامی قصہ گوئی"

یک شخصی تصویری اور زبانی قصہ گوئی ایک اور قسم کی نمائش ہے جس کے تحت راوی (نقال) کرباس کے عظیم طومار پر روغنی تصاویر جو میدان کربلا کے مناظر کی عکاسی کرتے ہیں ہاتھ میں لیتا ہے۔

جس طرح کہ راوی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے، تصویروں کا ایک ورق لٹکا دیتا ہے اور شعر پڑھتا ہے اور قصہ بیان کرتا ہے اور ایک چھڑی کے ذریعے مناظر کی وضاحت کرتا ہے۔

# عزاداری دوسرے ملکوں میں

## پاک وہند

ہندو پاک میں عاشورا کے مراسمات اور آداب میں کچھ اضافات اور استثنائی آداب کے ساتھ ایرانی روشوں کی پیروی کی جاتی ہے۔

تاہم دلچسپ امر یہ حقیقت ہے کہ وہاں حتی سنیوں سمیت مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندو بھی عاشورا کے آداب و رسوم میں فعال کردار ادا کرتے ہیں اور ایام عزاداری میں سنی کے جداگانہ آداب ورسوم بھی ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں عاشورا کے نمایاں آداب ورسوم کی خصوصیات میں سے حرم امام حسین علیہ السلام کے عظیم ہنرمندانہ نمونے ہیں جو عزاداروں کے جلوس میں اٹھائے جاتے ہیں یا پھر پہیوں والے چوپایوں پر رکھے جاتے ہیں۔

روز عاشورا کے آخری اوقات میں یہ نمونے جنہیں اصطلاحا تعزیہ کہا جاتا ہے یا مقامی قبرستان میں کربلا سے موسوم کسی مقام پر دفنائے جاتے ہیں یا پانی کے سپرد کئے جاتے ہیں۔

بیان شہادت امام حسین علیہ السلامجس کو ایران میں روضہ خوانی اور ہندوستان اور پاکستان میں مجلس کہا جاتا ہے یا تو کھلی فضا میں انجام پاتا ہے یا خاص قسم کی عمارتوں میں، جنہیں امام باڑہ، امام بارگاہ یا عاشور خانہ اور ماتم خانہ کہا جاتا ہے۔

## جزائرغرب الہند

عاشورا کے بہت سے آداب ورسوم کو تیرہویں صدی ہجری کے نصف اول/ انیسویں صدی عیسوی میں ہندوستانی مسلمانوں نے غرب الہند کے علاقے متعارف کرائے۔ آج ٹرینیڈاڈ میں کارناوال کے بعد دوسرے بڑے مراسمات عاشورا سے تعلق رکھتے ہیں۔

وہاں عاشورا کے مراسمات کو حُسَی کہا جاتا ہے اور تین شب اور تین روز تک جاری رہتے ہیں۔

عاشورا کی آخری رات بھی زیادہ قابل دید ہے امام حسین علیہ السلام کے مرقد منور کے رنگے ہوئے نمونوں جنہیں تجہ کہا جاتا ہے اور ان کی اونچائی 5 / 15 فٹ تک پہنچتی ہے کو تاسہ اور نقارے کے ہمراہ نمائش دی جاتی ہے۔

## عراق

جنوبی عراق میں، ماتمی جلوس اور مجالس عزاداری جیسے مراسمات ماہ محرم کے پہلے عشرے کے معمول کی خصوصیات میں شامل ہیں اور یہ مراسمات عاشورا کے دن عروج کو پہنچتے ہیں۔

لگتا ہے کہ کربلا سے دور واقع ممالک میں عاشورا کے مراسمات کی رعایت زیادہ دقیق ہے مراسمات کی رعایت کے یہ نمونے جو مرکز کی نسبت اطراف میں زیادہ قابل دید ہیں وہ جانے پہچانے اور مانوس مثالیں ہیں جو بہت سے مذاہب میں دکھائی دیتے ہیں۔

# عاشورا غیر اسلامی ادیان میں

## عاشورا دین یہود میں

روز عاشورا ماضی میں یہودیوں کے نزدیک عظیم ایام میں شمار ہوتا تھا اور وہ اس دن روزہ رکھتے تھے؛ چنانچہ فیّومی مصباح المنیر میں لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ عاشورا سے ایک دن قبل اور عاشورا کے ایک دن بعد بھی روزہ رکھوتا کہ یہود سے تشبہ کے شائبے سے نکل سکو جو صرف عاشورا کے دن روزہ رکھتے تھے۔(۱)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ روز عاشورا یہود کے نزدیک اہم اور محترم ایام میں سے تھا اور وہ اس دن روزہ رکھتے تھے۔

## عاشورا دین مسیح میں

مصباح المنیر میں منقول ہے:

إنّ رسول الله صام عاشوراء فقيل له: انّ اليهود والنصارى تعظمه فقال: اذا كان العام المقبل صمنا التاسع،

---

۱۔عاشوراشناسی ص 37-38۔بیہقی ج 4 ص 287۔سنن دارمی ج 2 ص 22۔سنن ابن ماجہ ج 1 ص 552۔صحیح مسلم ج 3 ص 150۔جمہرۃ اللغۃ ابن درید ج 3 ص 390۔صحیح بخاری ج 3 ص 57۔نیل الاوطار ج 4 ص 326۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورا کو روزہ رکھا تو لوگوں نے کہا: یہود اور نصاری اس دن کو احترام سے مناتے ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگلے سال ہم نویں محرم کو روزہ رکھیں گے۔(۱)

مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی بھی عاشورا کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔(۲)

**عاشورا جاہلیت کے زمانے میں اور قریش کے نزدیک**

سنن دارمہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دن عاشورا کا دن ہے اور قریش جاہلیت میں اس دن کو روزہ رکھتے تھے، پس تم مسلمانوں میں سے جو بھی چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے وہ روزہ ترک کرے۔(۳)

---

۱۔مصباح المنیر ص104۔پیشینہ عاشورادر عاشوراشناسی ص38۔

۲۔پیشینہ عاشورادر عاشوراشناسی ص38۔

۳۔سنن درامی، ج 2، ص 22۔کتاب موطا مالک ج 1 ص 219۔صحیح بخاری ج3 ص31۔ نیل الاوطار ج4 ص326۔

# کربلا کے مجرمین کا انجام

| مجرم کا نام | جرم کی نوعیت | کیفیت مجازات |
| --- | --- | --- |
| عمر بن سعد | فوج یزید کا چیف کمانڈر | تلوار سے سر تن سے جدا |
| شمر بن ذی الجوشن | فوج یزید کا سپہ سالار اور متعدد جنایات | لڑائی میں ہلاک اور سر تن سے جدا |
| خولی بن یزید | حامل سر امامؑ اور متعدد جنایات | آگ میں پھینکا گیا |
| حرملہ بن کاہل اسدی | قاتل علی اصغرؑ اور متعدد جنایات | ہاتھ کاٹا گیا اور آخر عمر تک فالج ہوا |
| عمرو بن صبیح | قاتل عبداللہ بن مسلمؑ | نیزے سے ہلاک کیا گیا |
| حمل بن مالک محاربی | کربلا میں فعال کردار | گردن مارا گیا |
| عمرو بن خالد بجلی | اسباب امامؑ کا لوٹنا | سر عام گردن مارا گیا |
| عبداللہ بن قیس خولانی | جنگ میں شرکت اور اسباب امامؑ کا لوٹنا | گردن مار کر آگ میں پھینکا گیا |

| | | |
|---|---|---|
| عبدالرحمان بن ابی خشکارہ | جنگ میں فعال کردار اور امامؑ کے شخصی لباس کی غارت گری | سرعام گردن مارا گیا |
| رجابن منقذ عبدی | امامؑ کے بدن پر گھوڑا دوڑانا | ہاتھ پاؤں میں زمین کے ساتھ کیل ٹھونسا گیا |
| واحظ بن ناعم | امامؑ کے بدن پر گھوڑا دوڑانا | ہاتھ پاؤں میں زمین کے ساتھ کیل ٹھونسا گیا |
| ہانی بن ثبیت | امامؑ کے بدن پر گھوڑا دوڑانا | ہاتھ پاؤں میں زمین کے ساتھ کیل ٹھونسا گیا |
| حفص بن عمر بن سعد | اپنے باپ عمر بن سعد سے ہمکاری | تلوار سے سرتن سے جدا |
| سنان بن انس | سرامام حسینؑ کا کاٹنا | ہاتھ پاوں کاٹ کر دیگ میں پھینکا گیا |
| بجدل بن سلیم کلبی | امام حسینؑ کی انگلی قطع کرنا | انگلیاں اور ہاتھ پاؤں کاٹا گیا |
| حکیم بن طفیل | قاتل حضرت عباسؑ | ہاتھ پاؤں میں کیل اور تیر باران کیا گیا |

| | | |
|---|---|---|
| زید بن رقاد جہنی | تیر انداز کربلا اور متعدد جنایات | سنگسار اور تیر باران |
| عبداللہ بن اسید جہنی | کربلا میں فعال کردار | گردن مارا گیا |
| رقاد بن مالک بجلی | اسباب امام کا لوٹنا | سرعام گردن مارا گیا |
| عبدالرحمان بن بجلی | خیمہ اور اسباب امام کا لوٹنا | سرعام گردن مارا گیا |
| مالک بن نسیر | امام کا آہنی ٹوپی لوٹا | ہاتھ پاؤں کاٹا گیا |
| زیاد بن مالک | جنگ میں فعال کردار اور امامؑ کے شخصی لباس کی غارت گری | سرعام گردن مارا گیا |
| اسحاق بن حویہ | امامؑ کے بدن پر گھوڑا دوڑانا | ہاتھ پاؤں میں زمین کے ساتھ کیل ٹھونسا گیا |
| سالم بن خثیمہ | امامؑ کے بدن پر گھوڑا دوڑانا | ہاتھ پاؤں میں زمین کے ساتھ کیل ٹھونسا گیا |
| صالح بن وہب | امامؑ کے بدن پر گھوڑا دوڑانا | ہاتھ پاؤں میں زمین کے ساتھ کیل ٹھونسا گیا |

## واقعہ کربلا کی روایات بیان کرنے والے

1۔ امام علی زین العابدین علیہ السلام

2۔ امام محمد باقر علیہ السلام

3۔ حضرت زینب بنت علی سلام اللہ علیہا

4۔ حضرت فاطمہ بنت علی سلام اللہ علیہا

5۔ حمید بن مسلم ازدی

6۔ ہانی بن ثبیت

7۔ ضحاک بن عبداللہ مشرقی

8۔ عقبۃ بن سمعان

9۔ مسروق بن وائل

# کربلا کے قابل ذکر مجرمین

یوں تو سرزمین کربلا پر آنے والا ہر شخص مجرم ہے لیکن چند قابل ذکر مجرموں کا ذکر کر رہا ہوں۔

1۔ یزید بن معاویہ بن ابوسفیان

2۔ عبیداللہ بن زیاد

3۔ عمر بن سعد بن ابی وقاص

4۔ شمر بن ذی الجوشن

5۔ سنان بن انس

6۔خولی بن یزید

7۔ شمر بن ذی الجوشن

8۔ حکیم بن طفیل

9۔ حرملہ بن کاہل

10۔زید بن رقاد

11۔ مرۃ بن منقذ

12۔ عمرو بن صبیح

13۔ہانی بن ثبیت

14۔ بشر بن سوط

15۔ عثمان بن خالد

16۔عبداللہ بن عقبہ

17۔عبداللہ بن عزرہ

18۔ عروۃ بن بطان

19۔ کعب بن جابر

20۔ عبدالرحمان بن ابی خشکارہ

21۔ عمرو بن سعد ازدی

22۔ عمرو بن حجاج

23۔ شبث بن ربعی

24۔حجار بن ابجر

25۔ عزرۃ بن قیس

26۔عمرو بن صبیح

27۔ اسحاق بن حویہ

28۔ اجبش بن مرثد

29۔ رجاء بن منقذ

30۔ سالم بن خیثمہ

31۔ واحظ بن ناعم

32۔ صالح بن وہب

33۔اسید بن مالک

## خون امام حسین علیہ السلام کا انتقام لینے والے

یوں تو ہزاروں نام ہیں قیام مختار کا ساتھ دینے والے لیکن قابل ذکر نام درج ذیل ہیں۔

1۔توابین

2۔ مختار بن عبید اللہ الثقفی

3۔ ابراہیم بن مالک اشتر

4۔کیان ایرانی

5۔ مسیب بن نجبہ

6۔ سلیمان بن صرد خزاعی

7۔ رفاعۃ بن شداد بجلی

8۔ عبداللہ بن وال

9۔ عبداللہ بن سعد ازدی

10۔عامر بن واثلہ

11۔ عبداللہ بن کامل

# کربلا کے نامور مرثیہ گو

یوں تو ہزاروں شعرا نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے شہدا کے حضور گُل ہائے عقیدت پیش کیئے ہیں لیکن چند قابل ذکر نام درج ذیل ہیں۔

1۔ام ربابؑ

2۔ ام البنین

3۔ ابوالاسود دوئلی

4۔ کمیت بن زید اسدی

5۔ سید رضی

6۔ دعبل خزاعی

7۔ منصور نمری

8۔ سیف بن عمیرہ نخعی

9 ۔کسائی مروزی

10۔ بشیر جذلم

11۔علی بن جعفر کاشف الغاء

12۔میر ببر علی انیس

13۔اختر چنیوٹی

# قیام مختار کے بعد عہدوں کی تقسیم

عبداللہ بن حارث نخعی" ابراہیم بن مالک کا چچا ''ارمنیہ کی گورنری''

محمد بن عمیر ''آذربایجان کی گورنری''

عبدالرحمان بن سعید بن قیس ''موصل کی گورنری''

اسحاق بن مسعود ''مدائن کی گورنری''

سعید بن حذیفہ بن یمان ''حلوان کی گورنری''

عبداللہ بن مالک طائی ''کوفے کا چیف جسٹس''

ابوعمرہ کیسان ''کوفہ کے داخلی فوج کی سپہ سالاری''

## مختار کی شہادت کب ہوئی اور ان کے ساتھ کون کون تھا؟

مختار 19 افراد کے ساتھ قصر سے باہر آئے اور مصعب کے سپاہیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد سب کے سب قتل ہوئے یہ واقعہ 14 رمضان المبارک سنہ 67ہجری کو پیش آیا۔(۱)

اس جنگ میں مختار کے ساتھ قتل ہونے والے افراد میں حجر بن عدی کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمان (۲) اور سائب بن مالک اشعری جو قم کے اشعری قوم سے تعلق رکھتا تھا بھی شامل تھے۔(۳)

---

۱۔تاریخ قم ص ۲۹۰

۲۔الاصابۃ ج ۲ ص ۳۴

۳۔تاریخ قم ص ۲۹۰

## مرقدامام حسین علیہ السلام کی مختصر تاریخ

61ھ(12 محرم) سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام کا مزار بنانے والے بنو اسد تھے۔

65ھ امیر مختار نے مزار پر اینٹوں اور چونے کا گنبد تعمیر کروایا۔

132ھ ابوالعباس سفاح نے مرقد کے ساتھ ایک سر پوشیدہ عمارت بنوائی۔

146ھ ابوجعفر منصور نے اس عمارت کو ویران کیا۔

158ھ مہدی عباسی نے اس کی تعمیر نو کا اہتمام کیا۔

171ھ ہارون الرشید نے عمارت کو ویران کیا اور قریب ہی بیری کا درخت بھی کٹوا دیا۔

193ھ امین نے حرم کی عمارت کو از سر نو تعمیر کیا۔

236ھ متوکل عباسی نے عمارت کو ویران کر دیا اور زمین میں ہل چلوایا۔

247ھ منتصر عباسی نے بلڈنگ کی تعمیر نو کروائی؛ علویوں اور سب سے پہلے سید ابراہیم مجاب نے مرقد امامؑ کے اطراف میں سکونت کا آغاز کیا۔

273ھ تحریک طبرستان کے قائد محمد بن محمد بن زید کے ہاتھوں حرم کی تعمیر نو۔

280ھ علوی داعی نے قبر کے اوپر ایک گنبد بنوایا۔

367ھ عضدالدولہ دیلمی نے حرم کے لئے ایک گنبد، چار ڈیوڑھیوں اور ہاتھی دانت سے بنی ضریح کی تعمیر کا اہتمام کیا اور شہر کے لئے برجوں اور فصیل کا انتظام کیا۔

397ھ عمران بن شاہین، نے رواق سے متصل اپنے نام پر ایک مسجد تعمیر کی۔

407ھ دو شمعیں گرنے کی وجہ سے حرم آگ میں جل گیا، وزیر حسن بن سہل نے حرم کی تعمیر نو کا اہتمام کیا۔

479ھ ملک شاہ سلجوقی، نے حرم کے اطراف کی دیوار کی مرمت کروائی۔

620ھ ناصرلدین اللہ عباسی، نے مرقد امامؑ کے لئے ایک ضریح بنوائی۔

767ھ سلطان اویس جدایری نے اندرونی گنبد بنوایا اور قبر شریف کے گرد ایک صحن قرار دیا۔

786ھ سلطان احمد اویس، نے حرم کے لئے دو سنہرے گلدستے قرار دیئے اور صحن کی توسیع کا اہتمام کیا۔

914ھ شاہ اسماعیل صفوی حرم کے کناروں پر سونے کا کام کروایا اور سونے کے 12 چراغدان حرم کو بطور عطیہ پیش کئے۔

920ھ شاہ اسماعیل صفوی، نے ساج کی قیمتی لکڑی کا ایک صندوق ضریح کے لئے بنوایا

932ھ شاہ اسماعیل صفوی دوئم نے چاندی کی جالیدار اور خوبصورت ضریح حرم کو بطور عطیہ پیش کی۔

983ھ علی پاشا، شہرت" وندزادہ" نے گنبد کی تعمیر نو کا اہتمام کیا۔

1032ھ شاہ عباس صفوی نے تانبے کی ضریح بطور عطیہ پیش کی اور

گنبد پر کاشی کاری کا کام کروایا۔

1048ھ سلطان مراد چہارم (عثمانی) نے حکم دیا کہ حرم کو باہر سے چونا لگا کر سفید کیا جائے۔

1135ھ نادر شاہ افشار کی زوجہ نے حرم امامؑ کی وسیع تعمیر نو کی غرض سے بہت سے اموال حرم کو بطور عطیہ پیش کئے۔

1155ھ نادر شاہ افشار نے موجودہ عمارتوں کی تزئین کا اہتمام کیا اور حرم کے گنجینے کو بیش بہاء عطیات پیش کئے۔

1211ھ آقا محمد خان قاجار نے طلائی گنبد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

1216ھ نوظہور وہابی مذہب کے پیروکاروں نے کربلا پر حملہ کیا، ضریح اور رواق کو ویراں کر دیا اور حرم کے اموال کو لوٹ کر لے گئے۔

1227ھ فتح علی شاہ قاجار، نے عمارت کی تعمیر نو اور گنبد پر لگے طلائی اوراق کی تبدیلی کا حکم دیا۔

1232ھ فتح علی شاہ قاجار نے چاندی کی ضریح بنوائی اور ایوانوں پر سونے کا کام کروایا۔

1250ھ فتح علی شاہ قاجار نے گنبد و بارگاہ کی تعمیر نو کا اہتمام کیا اور حضرت غازی عباس کے مزار پر بھی گنبد تعمیر کیا۔

1273ھ ناصر الدین شاہ، نے گنبد کی تعمیر نو اور طلا کاری کی مرمت کروائی۔

1418ھ انتفاضۂ شعبانیہ میں صدام نے گنبد کو توپوں کا نشانہ بنایا اور طلاکاری کا ایک حصہ منہدم ہو گیا۔

1428ھ صحن کو جدید انداز سے مسقّف کیا گیا۔

1431ھ حرم حضرت غازی عباسؑ کے گلدستوں پر طلاکاری کا کام کیا گیا۔

# حرم امام حسین علیہ السلام میں مدفون افراد

ابوالحتوف بن حرث انصاری

ابوبکر بن حسن بن علی

ابوبکر بن علی بن ابی طالب

ابوثمامہ صائدی

ام وہب بنت عبد

انس بن حارث کاہلی

بریر بن خضیر ہمدانی

بشیر بن عمرو حضرمی

جبلہ بن علی شیبانی

جعفر بن عقیل

جعفر بن علی بن ابی طالب

جون بن حوی

جوین بن مالک تیمی

حارث بن نبہان

حباب بن عامر

حبیب بن مظاہر اسدی

حجاج بن زید

حجاج بن مسروق جعفی

حنظلہ بن اسعد شبامی

زہیر بن قین بجلی

سعد بن حارث خزاعی

سعید بن عبداللہ حنفی

سوید بن عمرو بن ابی مطاع

سید ابراہیم مجاب

سیف بن حارث بن سریع ہمدانی

شبیب بن عبداللہ نہشلی

ضرغامہ بن مالک تغلبی

عبدالرحمان بن عبداللہ ارجبی

عبدالرحمان بن عبدرب انصاری

عبداللہ بن حسن

عبداللہ بن عقیل

عبداللہ بن علی بن ابی طالب

عبداللہ بن عمیر کلبی

عبداللہ بن مسلم بن عقیل

عثمان بن علی

عثمان بن علی بن ابی طالب

علی اکبر علیہ السلام

عمار بن ابی سلامت ہمدانی

عمر بن علی بن ابی طالب

عمرو بن جنادہ انصاری

عمرو بن خالد صیداوی

عون بن عبداللہ بن جعفر

قاسط بن زہیر تغلبی

قاسم بن حسن

مالک بن عبداللہ بن سریع ہمدانی

محمد بن ابی سعید بن عقیل

محمد بن عبداللہ بن جعفر

مسقط بن زہیر تغلبی

مسلم بن عوسجہ

مسلم بن کثیر ازدی

نافع بن ہلال بجلی

وحید بہبہانی

کردوس بن زہیر تغلبی

یزید بن ثبیط عبدی

یزید بن حصین ہمدانی

یزید بن زیاد بن مہاصر کندی

# امام حسین علیہ السلام کے روضہ میں مدفون شعرااور اہم شخصیات

عرصہ دراز سے بہت سی بزرگ شخصیتیں،شاہ زادے،امراء،شعراءاور علماء امام حسین علیہ السلام کے حرم میں سپرد خاک کئے گئے ہیں۔جن میں سے بعض کا ذکر مندرجہ ذیل سطور میں کیا جارہا ہے:

زائدہ بن قدامہ (متوفی سن ۱۶۱ھ۔ق)

سلیمان بن مھران اعشمی (پہلی صدی ہجری)

حسن بن محبوب بجلی (پہلی صدی ہجری)

ابوحمزہ ثمالی (متوفی سن ۱۲۸ ہجری)

معاویہ بن عماد دہنی (متوفی سن ۱۵۷ہجری)

عبداللہ بن طاہر (متوفی سن ۳۰۰ھ۔ق)

شیخ علی بن بسام بغدادی (متوفی سن ۳۰۲ھ۔ق)

شیخ ابوالحسن محمد المزین (متوفی سن ۳۲۷ھ۔ق)

شیخ ابوعلی اسکافی (متوفی سن ۳۳۶ھ۔ق)

شیخ ابوبکر محمد بن عمر بن یسار تمیمی (متوفی سن ۳۴۴ھ۔ق)

شیخ ابوعبداللہ غضائری کوفی

شیخ علی بروغندی بزرگ صوفی (متوفی سن ۳۵۹ھ۔ق)

شیخ ابوعلی مغربی (متوفی سن ۳۶۴ق)

وزیر، احمد بن ابراہیم ضبی الکافی، وزیر مئوید الدولہ بویہ (متوفی سن ۳۹۸ھ۔ق)
شیخ ابوسہل صلعوکی (متوفی سن ۳۶۹ق)
ابومحمد حسن مرعشی طبری (متوفی سن ۳۰۸ھ۔ق)
ظافر بن قاسم اسکندری شاعر (متوفی سن ۵۲۹ھ۔ق)
امیر قطب الدین سنجر مملوک ناصرلدین اللہ عباسی (متوفی سن ۶۰۷ھ۔ق)
جمال الدین قشمر ناصری (متوفی سن ۶۳۷ھ۔ق)
جمال دین علی بن یحیٰ مخزمی (متوفی سن ۶۴۶ھ۔ق)
امیر امین الدین کافور (متوفی سن ۶۵۳ھ۔ق)
ابوالفتوح نصر بن علی نحوی ابن الخازن (متوفی سن ۶۰۰ھ۔ق)
وزیر، افنسقر بن عبداللہ ترکی (متوفی سن ۶۰۴ھ۔ق)
سلطان طاہر شاہ بادشاہ مملکت دکن حیدر آباد ھندوستان (متوفی سن ۹۵۷ھ۔ق)
سلطان برمان نظام بن سلطان احمد ھندی (متوفی سن ۹۶۱ھ۔ق)
سلطان حمزہ میرزا صفوی (متوفی سن ۹۹۷ھ۔ق)
محمد بن سلیمان ملقب بہ فضولی شاعر (متوفی سن ۹۶۳ھ۔ق)
شاعر صوفی فضلی بن فضولی (متوفی سن ۹۷۸ھ۔ق)
شیخ محمد باقر وحید بجھانی (متوفی سن ۱۲۰۸ھ۔ق)
میرزا مھدی شہرستانی (متوفی سن ۱۲۱۶ھ۔ق)
سید علی بن محمد طباطبایی صاحب الریاض (متوفی سن ۱۲۳۱ھ۔ق)

میرزا شفیع خان صدر اعظم ایران (متوفی سن ۱۲۲۴ھ۔ق)

سید کاظم رشتی رہبر فرقہ شیخیہ (متوفی سن ۱۲۵۹ھ۔ق)

امیر کبیر (متوفی سن ۱۲۶۸ھ۔ق)

شیخ محمد تقی شیرازی حائری (متوفی سن ۱۳۳۸ھ۔ق)(۱)

---

۱۔ راہنمای اماکن زیارتی وسیاحتی عراق صفحہ ۲۲۳۔۲۲۵

## قبرستان باب الصغیر (دمشق)

قبرستان باب الصغیر دمشق (شام) کے قدیم ترین اور اہم ترین قبرستانوں میں سے ایک ہے۔ جس میں بعض امام زادے، اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تابعین مدفون ہیں۔

قبرستان وادی الصغیر کی قدمت کی بازگشت سرزمین شام میں اسلام وارد ہونے کے ابتدائی برسوں کی طرف ہوتی ہے۔ مقام راس الشہداء (شہدائے کربلا کے سروں کے دفن ہونے کا مقام) باب الصغیر کے قریب میں واقع ہے جس کے سبب اس کی اہمیت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ بعض متفکرین، زہاد اور مشہور بادشاہ بھی اس قبرستان میں مدفون ہیں۔

## محل وقوع واہمیت

قبرستان باب الصغیر دمشق کے قدیمی ترین قبرستانوں میں سے ایک ہے جس کی تاریخ سرزمین شام میں اسلام کے وارد ہونے کے ابتدائی برسوں کی طرف پلٹتی ہے۔ یہ قبرستان شہر دمشق کے قدیمی دروازوں میں سے ایک باب الصغیر کے قریب واقع ہے۔

اس کی اہمیت اس میں بعض اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام زادوں، تابعین، متفکرین، زہاد اور مشہور سلاطین کے دفن کے وجہ سے ہے۔

## قبرستان باب الصغیر میں آئمہؑ کی اولاد

سکینہ بنت امام حسین علیہ السلام

ام کلثوم بنت امام علی علیہ السلام

قبر منسوب بہ فاطمہ صغری بنت امام حسین علیہ السلام

عبداللہ بن امام جعفر صادق علیہ السلام

عبداللہ بن امام سجاد علیہ السلام

## قبرستان باب الصغیر میں صحابہ

قبر منسوب بہ بلال حبشیؓ

قبر منسوب بہ عبداللہ بن مکتوبؓ

قبر منسوب بہ عبداللہ بن جعفرؓ

سھل بن ربیع انصاریؓ

ابودرداء وام درداءؓ

فضالہ بن عبیدؓ

ابان بن عثمان بن عفانؓ

اوس بن اوسؓ

وائل بن الاسقعؓ

## قبرستان باب الصغیر میں تابعین کی قبریں

اویس قرنیؒ

## قبرستان باب الصغیر میں بنی ہاشم وخاندان پیغمبر سے منسوب خواتین کی قبریں

حمیدہ بنت مسلم بن عقیلؒ

فضہ کنیز زہراؒ

اسماء بنت عمیسؒ

میمونہ بنت امام حسن علیہ السلام

قبر منسوب بہ ام سلمہؓ

قبر منسوب بہ ام حبیبہؓ

حفصہ بنت عمر بن خطابؓ

## قبرستان باب الصغیر میں شام کے مشہور سلاطین کی قبریں

معاویہ بن ابوسفیان

معاویہ بن یزید بن معاویہ

صلاح الدین ایوبی

ملک عادل ایوبی

نورالدین محمود زنگی شھید

ولید بن عبدالملک

## قبرستان باب الصغیر میں دمشق کے مشہور دانشمند و زہاد کی قبریں

شمس الدین ذھبی

ابن ھشام نحوی

ابن رجب حنبلی

ابن قیم جوزی

ابن تیمیہ

بہلول

ابراھیم قونوی

قطب الدین شیرازی

# قبرستان باب الصغیر میں شہدائے کربلا کے سروں کے دفن ہونے کا مقام

قبرستان باب الصغیر کے نزدیک شہدائے کربلا میں سے 16 افراد کے سروں کے دفن ہونے کا مقام ہے جن کے اسماء یہ ہیں:

عباس بن علیؑ

عبداللہ بن علیؑ

محمد بن علیؑ

جعفر بن علیؑ

عثمان بن علیؑ

عمر بن علیؑ

علی اکبر بن حسینؑ

عبداللہ بن حسینؑ

قاسم بن حسنؑ

جعفر بن عقیلؑ

محمد بن مسلم بن عقیلؑ

عون بن عبداللہ بن جعفرؑ

حبیب بن مظاہرؑ

عبداللہ بن عقیلؑ

عبداللہ بن عوفؑ

حر بن یزید ریاحیؑ۔(۱)

البتہ سید محسن امین عاملی نے ایک کتیبہ کی طرف استناد کرتے ہوئے جسے انہوں نے سن 1321 ہجری قمری کے بعد وہاں نصب دیکھا تھا، اس میں شہداء کربلا میں سے فقط 3 شہداء کے نام ذکر تھے، انہی کے سروں کا مدفن شمار کرتے ہیں، ان کے اسماء یہ ہیں:

حضرت عباسؑ

حضرت علی اکبرؑ

حضرت حبیب بن مظاہرؑ۔(۲)

شہداء کے سروں کے دفن ہونے کا مقام ایک مستقل صحن میں واقع ہے اور قبرستان باب الصغیر کے محوطہ سے مکمل طور پر جدا ہے۔ مقام راس الشہداء صحن کے وسط میں واقع ہے اور قبور کے اوپر چاندی کی ایک ضریح ھندوستان کے اسماعیلی بہرہ شیعہ کے داعی کی طرف نصب کی گئی ہے۔ ضریح کے اندر 16 شہدائے کربلا سروں کے اعتبار سے 16 کپڑے کے عمامے بنائے گئے ہیں۔

---

۱۔ مزارت اھل البیت وتاریخ ھاص ۲۲۶.

۲۔ مراقد اھل البیت ص ۳۹-۴۰.

صحن کا مشرقی حصہ ایک نسبتا جدید مسجد سے متصل ہے جس کے شبستان میں ایک محراب ہے جس کی نسبت امام زین العابدین علیہ السلام سے دی جاتی ہے۔ صحن کے اندر ایک کنواں موجود ہے زائرین کا یہ ماننا ہے کہ اس کے پانی شہداء کربلا کے سروں کو غسل دیا گیا ہے۔(۱)

اسی طرح سے شہداء کربلا کے سروں کے دفن کے مقام کے پاس ایک مسجد واقع ہے جس کا نام مسجد امام زین العابدین علیہ السلام ہے اور جو دمشق کی قدیمی ترین مساجد میں سے ہے کہ جس میں اسیران کربلا نے قیام کیا تھا۔(۲)

---

۱۔سایت حج وزیارت قبرستان باب الصغیر

۲۔مزارت اهل البیت وتاریخ ها ص ۲۲۸.